حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

# بَدرِ مُنیر

شرح اردو

# نحو میر

مُصنف: علامہ علی بن محمد السید الشریف الجُرجانی قدس سرہٗ العزیز
شارح: حضرت مولانا عبدالرب صاحب میرٹھی

مکتبۃ الحسن

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

# بدرِ منیر

شرح اردو

# نحو میر


مصنف: علامہ علی بن محمد السید الشریف الجرجانی قدس سرہ العزیز

شارح: حضرت مولانا عبد الرب صاحب میرٹھی



مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

7241355

# مصنف "نحو میر" کے حالاتِ زندگی

## اسمِ گرامی

علی بن محمد بن علی تھا۔ آپ جُرجان کے خاندانِ سادات سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ سادات خاندان سے نسبی تعلق کی وجہ سے سید شریف اور سید سند کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے اور "میر" ان کو اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ انکی بہت سی کتابوں کے مروجہ نام لفظِ میر پر ہیں جیسے صرف میر، نحو میر، میر قطبی، میر ایساغوجی۔ اور ان کی بعض کتابیں شریفیہ کے نام سے مشہور ہیں جیسے شریفیہ شرح سراجی اور شریفیہ شرح کافیہ اور شریفیہ فی المناظرہ۔ موصوف بہت زیادہ فہیم و ذکی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ذہن ثاقب اور عقل صائب دیا تھا۔ نوعمری ہی میں بعض کتابیں تالیف فرمائیں۔ جامع المعقول والمنقول تھے۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ میں متعدد کتابیں لکھیں جنکی تعداد پچاس سے متجاوز ہے اور آپکی کتابیں عربی اور فارسی زبان میں ادب کا بہترین شاہکار ہیں۔

## پیدائش

شعبان المبارک سنہ ۷۴۰ھ میں جرجان میں پیدا ہوئے اسی لیئے انکو جرجانی کہا جاتا ہے۔ شیراز میں سکونت اختیار کی تھی۔ جب تیمور لنگ کا سنہ ۷۸۹ھ میں شیراز پر تسلط ہوا تو سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اس نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی جو علامہ موصوف نے قبول فرمائی اور تیمور کے ساتھ سمرقند تشریف لے گئے اور عرصہ تک وہیں مقیم رہے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر جب تیمور لنگ کی وفات ہوگئی تو شیراز واپس تشریف لائے۔

علامہ تفتازانی صاحب مختصر المعانی رحمہ اللہ علیہ بھی تیمور کے پاس رہتے تھے۔ سید شریف سے ان کا مناظرہ و مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ ایک جودتِ طبع کے زور سے اور دوسرا علم کے زور سے مقابل کو شکست دینے کی کوشش کرتے لیکن کوئی کسی کو شکست نہیں دے سکتا تھا۔ اور تیمور کہتا کہ گو علم میں دونوں برابر ہیں لیکن سید شریف نسبی شرافت کی وجہ سے افضل ہیں۔ اسی وجہ سے تیمور انکا زیادہ اکرام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مسئلہ میں سید شریف اور علامہ تفتازانیؒ کا مناظرہ ہوا۔ ثالث نے سید شریف کے حق میں فیصلہ دے دیا جسکے غم میں علامہ تفتازانی کی وفات ہوگئی۔

## وفات

۷۵ سال، ماہ ۱۴ روز کی زندگی پاکر ۶ ربیع الاول بروز چہار شنبہ سنہ ۸۱۶ھ میں سید شریف نے انتقال فرمایا۔ مزار شیراز میں مرجع خاص و عام ہے۔

## سید شریف کے اساتذہ کرام

علامہ موصوف نے باکمال اساتذہ سے تمام علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ چنانچہ علومِ دینیہ کی تکمیل علامۃ الدہر اکمل الدین محمد بن محمود البابرتیؒ سے فرمائی جو کہ بڑے محدث و فقیہ تھے۔ آپ نے ہدایہ کی شرح تصنیف فرمائی ہے اور علومِ عقلیہ کی تکمیل علامہ مبارک شاہ مصریؒ سے کی جو کہ علامہ قطب الدین رازیؒ کے ارشد تلامذہ میں شمار کیئے جاتے تھے۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ کلام، علمِ فرائض، علمِ فقہ، علمِ مناظرہ، علمِ منطق، علمِ فلسفہ میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی۔ نیز آپ پہلے وہ عالم ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے۔

## تصنیفات

علامہ سید شریف کی مشہور کتابیں یہ ہیں: ۱ ترجمہ قرآن مجید فارسی زبان میں ۲ حاشیہ بیضاوی ۳ حاشیہ مشکوٰۃ شریف۔ ۴ حاشیہ مطول ۵ حاشیہ ہدایہ ۶ حاشیہ شرح مطالع ۷ شرح مواقف ۸ شرح حکمۃ العین ۹ شرح حکمۃ الاشراق ۱۰ شرح حکمۃ القسم الثالث من مفتاح العلوم ۱۱ صغری کبری ۱۲ شرح فرائض السراجیہ ۱۳ تعریف الاشیاء ۱۴ میر قطبی ۱۵ شریفیہ فی المناظرہ ۱۶ صرف میر ۱۷ شریفیہ شرح کافیہ ۱۸ نحو میر وغیرہ۔ سید شریف کے صاحبزادے محمد بن علی بھی مصنف تھے۔ انہوں نے صغری کبری کی تعریب کی تھی اور والد کی بعض کتابوں کی تکمیل بھی کی تھی۔

مؤخر الذکر کتاب کے کم و بیش بیسیوں شروحات و حواشی لکھے گئے ہیں لیکن جو جامعیت و قبولیت مولانا عبد الرب صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "بدر منیر" کو نصیب ہوئی اور کسی شرح کو نصیب نہیں ہوئی۔ جسمیں جامعیت کیساتھ ساتھ شرح و بسط بھی ہے علمی ہونے کیساتھ ساتھ عام فہم بھی ہے جس سے علماء و طلباء، معلم و متعلم، ذکی و غبی برابر استفادہ کرسکتا ہے۔ ہم نے اس شرح کو کافی محنت و تصحیح کے بعد شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ مصنف و شارح، کاتب و مصحح و ناشر کی یہ قلیل خدمت قبول فرماکر باعثِ نجات بنائے۔ آمین۔

ناشر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّا بَعۡدُ بداں اَرۡشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى كه ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو كه مبتدی

قولہ بِسۡمِ اللّٰهِ الخ اس میں ب استعانت کی ہے اس کی تقدیر عبارت اسطرح ہے بِاسۡتِعَانَةِ اِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَشۡرَعُ (اللہ ہی کے نام کی مدد سے جو بڑا رحمان اور رحیم ہے شروع کرتا ہوں)

قولہ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں رَحۡمَةٌ سے مشتق ہیں (باب سَمِعَ) رحمت کے لغوی معنی رقتِ قلب کے ہیں مگر یہاں رحمت سے صرف احسان مراد ہے جو رقتِ قلب کا اثر و نتیجہ ہے۔ رحمٰن رحیم سے ابلغ ہے لہٰذا کہا جاتا ہے یَا رَحۡمٰنَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَيَا رَحِيۡمَ الدُّنۡيَا اسلئے کہ نعم اخرویہ تمام کی تمام عظیم ہیں اور نعم دنیویہ جلیلہ بھی ہیں اور حقیرہ بھی پس معنی یوں ہو جائیں گے کہ اے نعم جلیلہ کے عطا کرنیوالے دنیا اور آخرت میں اور اے نعم حقیرہ کے دنیا میں عطا کرنیوالے۔

قولہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الخ اسمیں الف لام بعض کے نزدیک استغراق کا ہے بمعنی (تمام) اور بعض کے نزدیک جنس کا ہے حَمۡدٌ لغت میں بمعنی (تعریف کرنا) رَبّ بعض کے نزدیک مصدر ہے بمعنی (پرورش کرنا) اور اسوقت باری تعالیٰ پر اسکا اطلاق بر سبیل مبالغہ ہوگا۔ جیسے زَيۡدٌ عَدۡلٌ میں اور بعض کے نزدیک صفت ہے بمعنی (پالنے والا) عالمین بفتح لام جمع عالم کی ہے اصل میں مَا يُعۡلَمُ بِهِ الشَّيۡءُ کے معنی میں ہے (وہ چیز جس سے دوسری چیز معلوم ہو) لیکن بعد میں اسکا استعمال اس چیز میں جس سے صانع معلوم ہو عام ہو گیا۔ پس تمام ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔

عاقبت لغت میں بمعنی (انجام کار) کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد عاقبت طاعت و عبادات ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ حُسۡنُ الۡعَاقِبَةِ لِلۡمُتَّقِيۡنَ اور متقین جمع متقی کی ہے بمعنی (پرہیزگار) صلوٰۃ لغت میں بمعنی دعا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد رحمت ہے اگر بندہ کی طرف منسوب ہو تو مراد دعا ہوتی ہے اور اگر ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو مراد استغفار ہوتا ہے۔ سَلَامٌ بمعنی (سلامت) خلق بمعنی مخلوق (پیدا کیا ہوا) اَجۡمَعِيۡنَ جمع اَجۡمَعُ کی ہے بمعنی تمام

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور حسن عاقبت پرہیزگاروں کے لیئے ہے اور رحمت اور سلامتی ہو اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بہتر پر جو محمد ﷺ ہیں اور ان کی تمام آل پر۔ امابعد اَمَّا بفتح ہمزہ تشدید میم معنی شرط کو متضمن ہے بعد ظرف زمان ہے مبنی بر ضم اس صورت میں اس کا مضاف الیہ لفظوں سے تو ہمیشہ محذوف ہوتا ہے لیکن نیت اور ذہن میں موجود و مقصود ہوتا ہے۔ تقدیر عبارت اسطرح ہے۔ اَمَّا بعد الحمد والصلوٰۃ۔

قولہ ارشدک اللہ تعالیٰ الخ ارشد باب افعال سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ مصدر ارشاد ہے بمعنی راستہ دکھانا۔ یہ اگرچہ ماضی ہے لیکن یہاں معنی میں مستقبل کے ہے کیونکہ ماضی محل دعا میں مستقبل کے معنی میں ہوتی ہے اور ماضی کو مقام دعا میں (باوجودیکہ وہ اس وقت معنی میں مستقبل کے ہوتی ہے) بوجہ تفاول اختیار کرتے ہیں یعنی تاکہ باعتبار صورت تحقیق معلوم ہو کہ گویا دعا مقبول ہو گئی اور نیز ماضی مستقبل سے اخصر ہے چونکہ دعا میں الفاظِ عربی کا استعمال مفید مقبولیت ہے۔ لہٰذا مصنف نے بھی عربی الفاظ اختیار فرمائے۔

قولہ تعالیٰ باب تفاعل سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اصل میں تَعَالَوَ تھا واؤ یا سے بدل گیا اور پھر یا متحرک ما قبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی۔ اس کا مصدر تَعَالِیٌ ہے بمعنی بلند ہونا ہے یہ اصل میں تَعَالُوٌ تھا۔

قولہ این مختصریست الخ مختصر باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ مصدر اِخۡتِصَارٌ ہے بمعنی قلیل عبارت سے مطلب کثیر ادا کرنا مصنف نے اپنے اس رسالہ کو طویل نہیں کیا تاکہ مبتدی طوالت کی وجہ سے گھبرا نہ جائے۔

قولہ مضبوط در علم نحو الخ مضبوط اسم مفعول کا صیغہ ہے یہاں بمعنی لکھا گیا۔ نحو وہ علم ہے جس سے اسم و فعل و حرف کے آخر کا حال بحیثیت معرب و مبنی ہونے کے معلوم ہو اور ایک دوسرے کو آپس میں ترکیب دینے

رابعہ حفظِ مفرداتِ لغت، ومعرفت اشتقاق، وضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیب عربی راہنماید وبزودی در معرفتِ اعراب وبنا وسواد خواندن توانائی دہد بتوفیقِ اللہِ تعالیٰ و

کی کیفیت، کا پتہ چلے. تعریف میں آخر کی قید سے علمِ لغت قید سے نکل گیا. اسلئے کہ اس سے کلمات کے اوّل اور وسط کا حال معلوم ہوتا ہے اور بحیثیت معرب ومبنی ہونے کے قید سے علمِ عروض اور قوافی خارج ہوگیا۔ اس واسطے کہ اس سے کلمات کے آخر کا حال باعتبارِ موافقت قافیہ وغیرہ کے معلوم ہوتا ہے

**فائدہ** اس علم کا یہ ہے کہ انسان بولنے چالنے اور تحریر عبارات میں خطأ لفظی سے محفوظ رہے **موضوع** علمِ نحو کا کلمہ اور کلام ہے اور موضوع علم اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے جیسے علمِ طب کا موضوع بدن انسان ہے پس علم میں کلمہ اور کلام کے عوارضِ ذاتیہ مثلاً منصرف معرب مبنی تثنیہ وجمع تذکیر وتانیث وغیرہ سے بحث کیجاتی ہے.

**قولہ** مفرداتِ لغت الخ لغت وہ آوازیں جن کے ذریعہ سے انسان اپنے اغراض مقاصد کو تعبیر کرتا ہے اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس سے کسی زبان کے مفردات کے معنی وضعی اور طریقۂ استعمال اور مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد معلوم ہو اور لُغَتٌ اصل میں لُغَوٌ بضم لام وفتح عین معجمہ تھا. واؤ متحرک ماقبل اسکا مفتوح واؤ کو الف سے بدل لیا الف اور تنوین میں التقاء ساکنین ہوا. الف گر گیا اور اس کے عوض تاء آئے لُغَتٌ ہوا اور لغات اسکی جمع سالم بحذف لام کلمہ ہے. کذا فی غیاث اللغات.

**قولہ** معرفت اشتقاق الخ معرفت بمعنی پہچاننا اشتقاق یہ شَقٌّ (بمعنی پھاڑنا) سے باب افتعال کا مصدر ہے. اصطلاح میں وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے مصدر یا جامد سے کلمات بنانے کا طریقہ معلوم ہو سکے جیسے نَصْرٌ مصدر سے ماضی ومضارع وامر واسم فاعل واسم مفعول وغیرہ اور لَبَنٌ بمعنی (دودھ) سے لَابِنٌ اور اَلْبَنُ وغیرہ نکالے گئے. اسکو علم الاشتقاق کہتے ہیں۔

**قولہ** وضبط مہمات تصریف الخ مُهِمَّاتٌ بتشدید میم ثانی مُهِمَّةٌ (بصیغہ اسم فاعل از باب افعال) کی جمع مؤنث سالم سے اور مُهِمَّةٌ کے لغوی معنی ہیں غم ڈالنے والی" اور مجازاً معنی امرِ عظیم اور کارِ دشوار کے لیئے استعمال کرتے ہیں. اسلئے کہ دشوار کام طبیعت کو غم وفکر میں ڈال دیتا ہے اور اسجگہ یہی مجازی معنی مراد ہیں. مصدر اِهْمَامٌ ہے بمعنی غمگین کرنا۔ یہاں علم صرف کی وہ مشکل گردانیں مراد ہیں جو علمِ صرف میں مقصودِ اعلیٰ ہیں۔

**فائدہ** علمِ صرف کو علم تصریف بھی کہتے ہیں۔

**قولہ** بآسانی الخ یہ اور اسی طرح لفظ بزودی دونوں اس وجہ سے لائے گئے ہیں کہ بتدی گھبرا نہ جائے بلکہ اس رسالہ کے پڑھنے میں محنت سے کام لے۔ اسلئے کہ علم نحو کا مقصود اس رسالہ کے ذریعہ سے جلد اور آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔

**قولہ** کیفیت ترکیب الخ ترکیب باب تفعیل سے مصدر ہے. مادہ رَکْبٌ ہے. لغت میں چند چیزوں کے ملانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس طرح ملانے کو کہتے ہیں کہ اس مجموعہ مرکب پر ایک نام بولا جاسکے. جیسے مسند الیہ اور مسند کے مجموعہ مرکب کو جملہ یا کلام کہتے ہیں کبھی خبریہ اور کبھی انشائیہ اور کبھی شرطیہ اور کبھی ظرفیہ۔

**قولہ** اعراب وبنا. اعراب کے معنی یہاں ہیں کسی کلمہ کا معرب ہونا. نہ کہ رفع ونصب وجر اسی طرح بنا کے معنی ہیں کسی کلمہ کا مبنی ہونا نہ کہ بنیاد یا وزن۔

**قولہ** سواد خواندن الخ سواد بفتح سین بمعنی ملکہ۔

**قولہ** بتوفیق اللہ الخ تَوْفِيْقٌ بروزن تَفْعِيْلٌ لغت میں بمعنی نیک یا بد مقصود کے لیئے اسکے موافق اسباب کرنا اور اصطلاح میں صرف نیک مقصود کے لیئے موافق اسباب پیدا کرنے کو کہتے ہیں. پس بد مقصود کے لیئے اس کے موافق اسباب پیدا کرنے کو توفیقِ ایزدی نہیں کہیں گے. مصنفؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ طالب علم بغیر توفیقِ ایزدی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

**ترجمہ** جان تو خدائے برتر تجھ کو سیدھا راستہ دکھائے کہ یہ ایک مختصر کتاب علمِ نحو میں لکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس

**عونہٖ فصل بدان کہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آنرا کلمہ گویند، کلمہ بر سہ قسم است**

کی مدد سے بتدی کو مفرداتِ لغت کے یاد کر لینے اور قواعدِ اشتقاق کے جان لینے کے اور علم صرف کے مشکل امور کو ضبط کر لینے کے بعد آسانی کے ساتھ ترکیب عربی کی کیفیت کی طرف راستہ بتلاتی ہے اور معرب مبنی کے پہچاننے میں اور عبارت صحیح پڑھنے کا ملکہ حاصل کرنے میں جلدی قوت دیتی ہے۔

**فائدہ** مصنفؒ نے اس تمہیدی عبارت میں مصنفین متقدمین کے موافق چند امور کی جانب اشارہ فرمایا ہے اوّل اس علم کا تعین کہ جس میں کوئی رسالہ تصنیف و تالیف کیا جاوے اور یہ قول مصنفؒ مضبوط در علم نحو سے ظاہر ہے۔ دوسرے اس رسالہ کو کن علوم کے بعد پڑھا جائے اور یہ ان کے قول بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبطِ مہمات تصریف سے ظاہر ہے۔ تیسرے اس علم کا فائدہ جس میں لکھا گیا اور یہ ان کے قول بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی الخ سے ظاہر ہے۔

**قولہ** لفظ مستعمل الخ لفظ لغت میں بمعنی پھینکنا یا ڈالنا اور اصطلاح میں "ما یتلفظ بہ الانسان" کو کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس کو انسان بول سکے با معنی ہو یا بے معنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ کی اس تعریف میں چونکہ انسان کی قید ہے لہٰذا اس سے وہ الفاظ جنکو حق سبحانہ وتعالیٰ یا فرشتے یا جن بولتے ہیں خارج ہو گئے حالانکہ وہ اس میں داخل رہنے چاہئیں **جواب** یہ ہے کہ وہ چیز جنکو انسان بولے عام ہے کہ وہ اسکو ابتداءً بولے یا ثانیاً پس ان کے الفاظ کو انسان اگرچہ ابتداءً نہیں بولتا بلکہ ابتداءً تو انہی سے سرزد ہوتے ہیں لیکن وہ اس قبیل سے ہیں کہ انسان ان کو ثانیاً بول سکتا ہے۔ لہٰذا وہ اس تعریف میں داخل رہیں گے۔

**قولہ** مستعمل یہ باب استفعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ عَمَلٌ ہے۔ اس قید سے مطلق لفظ کی تقسیم کی طرف اشارہ ہے یعنی مطلق لفظ دو قسم پر ہے۔ ایک لفظ مستعمل یعنی بامعنی جسکو موضوع کہتے ہیں دوسرے لفظ غیر مستعمل بے معنی جسکو مہمل کہتے ہیں۔

**قولہ** در سخن عرب الخ لفظ مستعمل کی یہ دو قسمیں زبانِ عربی کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ تمام زبانوں میں لفظِ مستعمل کی دو قسمیں آتی ہیں یہاں چونکہ محض عربی زبان کے قواعد بیان کرنے ہیں لہٰذا یہ قید زائد کی گئی جس سے بظاہر تخصیص معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے

**قولہ** مفرد و مرکب الخ دونوں اسم مفعول کے صیغے ہیں، پہلا باب افعال سے ہے مصدر اِفْرَادٌ ہے اور مادہ فَرْدٌ بمعنی تنہا اور دوسرا باب تفعیل سے ہے مصدر ترکیب ہے۔

**فائدہ** مفرد کا متقابل مرکب کے علاوہ جملہ بھی آتا ہے اور کبھی تثنیہ اور جمع اور کبھی مضاف اور شبہ مضاف۔

**قولہ** مفرد لفظی باشد تنہا الخ یعنی مفرد وہ اکیلا لفظ ہے جو ایک ہی معنی پر دلالت کرے۔ جیسے رَجُلٌ بمعنی مرد۔

**قولہ** دلالت کند بر یک معنی الخ اس کے یہ معنی ہیں کہ لفظ کا جزو معنی کے جزو پر دلالت نہ کرے پس اس قید سے مرکبات کلامیہ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور مرکبات غیر کلامیہ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اور قَائِمَۃٌ اور بَصْرِیٌّ خارج ہو گئے اسلئے کہ زَیْدٌ قَائِمٌ اور غُلَامُ زَیْدٍ میں تو ظاہر ہے کہ لفظ کا جزو معنی کے جزو پر دلالت کرتا ہے رہا قَائِمَۃٌ میں قائم نے اس ذات پر دلالت کی جس کے لئے قیام ہے اور تا نے تانیث پر اور بَصْرِیٌّ میں بصرہ نے اس شہر پر دلالت کی جسکا یہ نام ہے اور ی نے نسبت پر۔ پس ان دونوں میں لفظ کے جزو نے معنی کے جزو پر دلالت کی لہٰذا یہ مفرد سے خارج ہو گئے اور مرکب میں داخل رہیں گے لیکن قَائِمَۃٌ اور بَصْرِیٌّ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب یہ مرکب میں داخل ہو گئے تو ان پر دو اعراب زَیْدٌ قَائِمٌ اور غُلَامُ زَیْدٍ کی طرح آنے چاہئیں۔ ایک میم اور راء پر دوسرا تاء اور یا پر حالانکہ ان پر ایک اعراب آتا ہے **جواب** یہ ہے کہ قَائِمَۃٌ اور اس کی تاء میں اور بصرہ اور اس کی یا میں چونکہ انتہا درجہ کا ملاؤ ہے کہ کبھی دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لہٰذا یہ ایک کلمہ خیال کیے جانے لگے اور ان پر ایک اعراب آنے لگا۔

اسم چوں رَجُلٌ وفعل چوں ضَرَبَ وحرف چوں هَلْ چنانچہ در تصریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید وغیر مفید مفید آن ست کہ چوں قائل براں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود وآں را جملہ گویند وکلام نیز۔

قولہ اسم یہ نحاۃ بصرہ کے نزدیک سمو یعنی بلندی سے مشتق ہے اور نحاۃ کوفہ کے نزدیک وَسْمٌ بمعنی علامت اور داغ سے اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی دینے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور زمانہ وماضی وحال ومستقبل میں سے کوئی بھی زمانہ اس میں باعتبارِ وضع نہ پایا جائے جیسے رَجُلٌ (مرد) اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اسم ذاتی وہ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے۔ جیسے رَجُلٌ (مرد) دوسرے اسم وصفی جو ذات مع وصف پر دلالت کرے جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا) اور حَسَنٌ (خوبصورت) یہ دونوں ذات کے علاوہ وصف ضاربیّت اور حسنیّت پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ آئندہ اسم کی قسمیں اور بھی آویں گی مگر یہ تقسیم وصف پر دلالت کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے ہے تنبیہ یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئیے کہ جب ایک چیز کی متعدد بار تقسیم کیجاوے تو ہر تقسیم میں جدا جدا حیثیت ملحوظ ہوتی ہے۔

قولہ فعل اس سے مراد فعل اصطلاحی ہے جسکی تعریف یہ ہے کہ وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی دینے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور اسمیں تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ پایا جائے اور اگر یہ مراد نہ لیا جاوے تو اسم کا تقابل صحیح نہیں ہوگا اسلئے کہ فعل لغوی یعنی مصدر تو ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔

قولہ ضَرَبَ ماضی سے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی (اس ایک مرد نے مارا) فعل اصطلاحی باعتبارِ تعداد حروفِ اصلیہ دو قسم پر ہے ثلاثی اور رباعی اور باعتبارِ معنی تین قسم پر ہے ماضی مضارع امر اور نہی کوئی مستقل قسم نہیں ہے جو البتہ صرفی نہی کو مستقل قسم قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وہ چار قسم پر ہوگا جیسا کہ علم صرف میں تفصیلاً مذکور ہے۔

قولہ حرف لغت میں حرف بمعنی طرف آتا ہے اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جس کے معنی خاص دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر نہ سمجھے جاسکیں جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ میں ہل یہ صرف استفہام ہے (کیا زید نے مارا) اسمیں ہل کے علاوہ اگر اور کلمات نہ ملائے جاتے تو خاص معنی استفہام جو زید کے ضارب ہونے کے ساتھ متعلق ہیں نہ سمجھے جاتے۔ اسی وجہ سے تعریف میں خاص کی قید لگائی گئی ہے ورنہ عام معنی استفہام دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھے جاسکتے ہیں۔

قولہ اما مرکب الخ اما اجمال کے بعد تفصیل کے لئے آتا ہے یعنی مرکب وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں سے یا اس سے زائد سے بنایا گیا ہو۔ اور زیادہ کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے۔

قولہ مفید آنست کہ چوں الخ مُفِيْدٌ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے مصدر اِفَادَةٌ ہے بروزن اِعَادَةٌ مادہ فَوْدٌ ہے اصل میں مُفْوِدٌ بروزن مُكْرِمٌ تھا۔ واؤ کا کسرہ نقل کرکے ماقبل کو دے دیا۔ اس کے بعد واؤ ساکن ہوگیا اور اسکا ماقبل مکسور واؤ کو یا سے بدل لیا مُفِيْدٌ ہوا۔ مفید وہ مرکب ہے کہ جس پر کہنے والا خاموش ہوجائے مسند الیہ اور مسند دونوں مذکور ہوں تو سننے والے کو خبر یا کوئی طلب معلوم ہو۔

قولہ خبرے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ زید نے مارا اس جملہ سے سننے والے کو زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی اور جملہ خبریہ وہ ہے جس کے قائل کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں۔ اور جملہ خبریہ سے خبر مفہوم ہوتی ہے

قولہ طلبی یہ جملہ انشائیہ میں ہوگا جیسے جِئْ بِالْكِتٰبِ (تو کتاب لا) اس جملہ سننے والے کو کتاب کے منگانے کی طلب معلوم ہوئی اور طلب وہ ہے جس کے قائل کو جھوٹا یا سچا نہ کہہ سکیں۔

قولہ وآن را جملہ گویند وکلام نیز الخ یعنی اس مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں اور کلام بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جملہ اور کلام دونوں ایک ہی ہیں اور ان دونوں کی حقیقت ایک ہے اور یہی اکثر نحاۃ کا مذہب ہے لیکن بعض کا مذہب ہے کہ جملہ عام ہے اور کلام خاص اور بعض کا

پس جملہ بر دو قسم است خبریہ و انشائیہ **فصل** بدانکہ جملہ خبریہ آن ست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تواں کرد و آن بر دو نوع است اول آنکہ جزو اولش اسم باشد و آن را جملہ اسمیہ گویند چوں زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید دانا است جزو اولش

یہ کہ جُملہ خاص ہے اور کلام عام۔

**فائدہ** ان دونوں کے علاوہ مرکب مفید کو مرکب اسنادی اور مرکب تام بھی کہتے ہیں۔

**سوالات** ان الفاظ میں بتاؤ کہ مفرد کون ہیں اور مرکب کون؟ فَلْسٌ (پیسہ) فَرَسٌ (گھوڑا) ضَرَبَ (اس نے مارا) زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) صَلٰوۃُ الصُّبْحِ (صبح کی نماز) ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو مارا) ثَلٰثَۃَ عَشَرَ (تیرہ) غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اِضْرِبْ زَیْدًا (تو زید کو مار) قَعَدَ (وہ بیٹھا) اَجَاءَ زَیْدٌ (کیا زید آیا)۔

**قولہ** بدانکہ جملہ خبریہ الخ خبریہ میں یائے نسبتی ہے ترجمہ (جملہ خبر والا) یعنی جس میں کسی واقعہ کی خبر دی گئی ہو اس سے اس کے خبریہ نام رکھنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔

**قولہ** قائلش الخ یعنی جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ مطلب یہ کہ محض جُملہ کو دیکھتے ہوئے متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں بغیر کسی اور امر کے لحاظ کئے ہوئے جو نفس جُملہ سے خارج ہے۔

**فائدہ** بغیر کسی اور امر کے لحاظ کئے ہوئے" اس قید کی وجہ سے اس تعریف پر ان جُملوں سے اعتراض وارد نہ ہوگا جس کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح جھوٹا نہیں کہہ سکتے مثلاً اس شخص کا قول جس کے سچا ہونے پر ہم کو اعتماد ہے جیسے شارع کا قول کہ اَلْجَنَّۃُ حَقٌّ وَّ النَّارُ حَقٌّ (جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے) یا مثلاً اس شخص کا قول جو شاہدہ کے موافق کہے کہ اَلسَّمَاءُ فَوْقَنَا (آسمان ہمارے اوپر ہے) اور مثل اس کے پس ان جُملوں میں متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ دو ایسے امُور ہیں جو نفس جُملہ سے خارج ہیں۔ پس جبکہ ان دونوں امروں کا جو نفس جُملہ سے خارج ہیں لحاظ کریں تو متکلم کو صادق ہی کہیں گے۔ اور کاذب نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ کا لحاظ نہ کریں اور محض نفس جملہ کو دیکھیں تو متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ جُملے اور اس جیسے اور جملے نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے۔ اسی طرح اس تعریف پر ان جُملوں سے بھی اعتراض وارد نہیں ہوگا جن کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح سچا نہیں کہہ سکتے مثلاً کوئی شخص کہے اَلْاَرْضُ فَوْقَنَا (زمین ہمارے اوپر ہے) اَلسَّمَاءُ تَحْتَنَا (آسمان ہمارے نیچے ہے) پس ان دونوں جملوں میں اگر اس امر کا لحاظ کریں جو نفس جملہ سے خارج ہے یعنی اس مشاہدہ کا کہ زمین ہمارے نیچے اور آسمان ہمارے اُوپر ہے تو متکلم کو کاذب ہی کہیں گے صادق نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر اس امر خارج کا لحاظ نہ کریں اور نفس جُملہ کو دیکھیں تو ان کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ جملے اور اس جیسے اور جُملے بھی نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کے تمام جُملے خبریہ کہلائے جائیں گے اور ان کے بولنے والے کو بلحاظ نفس جُملہ سچا یا جھوٹا کہا جا سکتا ہے۔

**قولہ** بصدق و کذب جیسے جَاءَ زَیْدٌ (زید آیا) متکلم نے زید کے آنے کی خبر دی ہے۔ اس خبر میں احتمال ہے کہ شاید متکلم نے غلط خبر دی ہو اور حقیقت میں زید نہ آیا ہو اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ زید واقعی آگیا ہو اور متکلم نے سچی خبر دی ہو۔

**قولہ** صفت صدق و کذب کیساتھ صفت کرنے کے معنی ہیں کہ خبر دینے والے کو کسی واقعہ کی خبر دینے میں جھوٹا یا سچا کہہ سکیں۔

**فائدہ** مصنفؒ نے اس تعریف میں صدق اور کذب کو متکلم کی صفت قرار دی ہے لیکن کبھی صدق اور کذب خود خبر اور کلام کی صفت قرار دیئے جاتے ہیں جبکہ تعریف اسطرح کیجائے کہ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جسکو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسا کہ اکثر بولا کرتے ہیں کہ یہ بات سچی ہے اور یہ بات جھوٹی۔

**قولہ** جزو اولش اسم باشد الخ یعنی جملہ خبریہ دو قسم پر ہے اوّل یہ کہ اسکا پہلا جزو اسم ہو اور دوسرا جزو خواہ اسم ہو جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ (زید جاننے والا ہے) یا فعل جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ زید نے مارا اور ایسے جملہ کو جسکا پہلا جزو اسم ہو جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اس سے معلوم

**مسندالیہ ست وآں را مبتدا گویند وجزو دوم مسند ست وآں را خبر گویند دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد وآں را جملہ فعلیہ**
(مبنی نسبت کردہ شدہ ۱۲ — از آنکہ خبر میدہد ۱۲ — بمقابل مبتدا ۱۲)
**گویند چون ضَرَبَ زَیْدٌ بزد زید جزو اولش مسند ست وآں را فعل گویند وجزو دوم مسندالیہ است**
**وآں را فاعل گویند وبدانکہ مسند حکم است ومسندالیہ آنچہ بروحکم کنند واسم مسند ومسندالیہ تواند بود**

ہوا کہ اسکا جملہ اسمیہ نام رکھنے میں مجاز تَسْمِیَۃُ الْکُلِّ بِاِسْمِ الْجُزْءِ اختیار کیا گیا ہے۔

ترجمہ پہلے جزء کے نام سے کُل کا نام رکھنا۔

**قولہ** مسندالیہ اَلْمُسْنَدُ بروزن مُکْرَمٌ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ سَنَدٌ ہے۔

ترجمہ وہ کلمہ جسکی طرف نسبت کیجائے اور اس مسندالیہ کو مبتدا کے علاوہ محکوم الیہ بھی کہتے ہیں اور اہلِ منطق کی اصطلاح میں اس کو موضوع کہتے ہیں۔

**قولہ** مبتدا یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر اِبْتِدَاءٌ ہے چونکہ اکثر کلام کے شروع میں آتا ہے اسلئے مبتدا کہتے ہیں اردو میں مبتدا اور خبر کو یوں سمجھنا چاہیئے جسکی بابت کچھ کہا جائے اسے مبتدا کہتے ہیں اور جو کچھ کسی کی بابت کہا جائے اسے خبر کہتے ہیں۔

**قولہ** مسند بصیغہ اسم مفعول ترجمہ (وہ چیز جس کی نسبت کی جائے)۔

**قولہ** وآں را خبر گویند الخ اسکو خبر اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا کے حال کی خبر دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر پورے جملے کو خبر کہیں تو مجازًا کہیں گے۔ اسلئے کہ خبر حقیقۃً تو جملہ کے ایک جزو کا نام تھا لیکن اب جو جزو کا نام تھا وہ کُل کا ہوگیا اور اس کے مجاز کو اصطلاح میں تَسْمِیَۃُ الْکُلِّ بِاِسْمِ الْجُزْءِ کہتے ہیں۔ خبر کو محکوم بھی کہتے ہیں اور باصطلاح منطق اسکو محمول کہتے ہیں۔

**قولہ** دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد الخ اس فعل سے مراد فعل اصطلاحی ہے جسکی تفصیل گزرچکی نہ فعل لغوی یعنی مصدر، دوم یہ کہ جملہ خبریہ کا پہلا جزو فعل ہو لیکن اسکا دوسرا جزو ہمیشہ اسم ہوگا۔ دوسرا جزو فعل یا حرف نہیں ہوسکتا جیسا کہ عنقریب آئیگا اور ایسے جملہ کو جسکا پہلا جزو فعل ہو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) اسمیں پہلا جزو ضَرَبَ فعل مسند ہے اور دوسرا جزو زَیْدٌ اسم مسندالیہ ہے جو فعل کا فاعل بھی ہے۔

**قولہ** جملہ فعلیہ گویند الخ اسکا جملہ فعلیہ نام رکھنے میں بھی مجاز تَسْمِیَۃُ الْکُلِّ بِاِسْمِ الْجُزْءِ اختیار کیا گیا ہے ورنہ جملہ اسمیہ کی ترکیب ہمیشہ صرف اسماء سے اور جملہ فعلیہ کی ترکیب صرف افعال سے نہیں ہوتی۔ جو باعتبار تمام اجزاء کے حقیقت میں جملہ فعلیہ یا فعلیہ کہلائے جا سکیں لیکن جاننا چاہیئے کہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کے نام کا دار ومدار صرف جملہ کے پہلے جزو پر ہے۔ اگر جملہ کا پہلا جزو اسم ہے تو جملہ اسمیہ ہوگا اور اگر اسکا پہلا جزو فعل ہے تو جملہ فعلیہ اور چونکہ جزو جملہ سے مراد مسندالیہ اور مسند ہے۔ لہٰذا اگر جملہ کا پہلا لفظ حرف واقع ہو تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ وہ مسندالیہ اور مسند نہ ہونیکی وجہ سے جملہ کا جزو نہیں ہوتا۔ پس اسوقت اسکے بعد کے لفظ کو دیکھیں گے۔ اگر وہ اسم ہے تو جملہ اسمیہ ہے اور اگر فعل ہے تو جملہ فعلیہ جیسے مَاجَاءَ زَیْدٌ میں پہلا لفظ ما حرف نفی ہے اسکے بعد فعل مسند ہے اور وہ جملہ کا پہلا جزو ہے لہٰذا یہ جملہ فعلیہ ہوگا۔

**قولہ** بداں کہ مسند حکم است الخ لفظ حکم کے چھ معنی آتے ہیں جو کتب منطق میں مذکور ہیں۔ یہاں حکم سے مراد محکوم بہ ہے۔

**قولہ** مسندالیہ آنچہ بروحکم کنند الخ یہ اصل میں مسندالیہ کی تعریف ہے اور جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ مسندالیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں وہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔

**قولہ** واسم مسند ومسندالیہ تواند بود الخ یعنی اسم مسندالیہ اور مسند ہوسکتا ہے۔ اسلئے کہ مسندالیہ اور مسند کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو اور اسم باعتبارِ معنی مطابقی اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہے لہٰذا اسم مسندالیہ ہوسکتا ہے جبکہ وہ تحقیقاً یا تاویلاً ذات پر دلالت کرے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زید تحقیقاً ذات پر دلالت کرتا ہے اور مسند بھی جبکہ تحقیقاً تاویلاً معنی نسبتی پر دلالت کرے جیسے مثال مذکور میں قَائِمٌ تحقیقاً معنی نسبتی

**وفعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ بدان کہ جملہ انشائیہ آن ست کہ قائلش را بصادق و کذب صفت نتواں کرد و آں بر چند قسم است امر چوں اِضْرِبْ و نہی**

بجہت عدم استقلال در معنی ۱۲ — بزنن ۱۲

پر دلالت کرتا ہے۔

**قولہ وفعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود الخ** اور فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہیں ہوسکتا اسلئے کہ مسند الیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ تحقیقاً یا تاویلاً ذات پر دلالت کرے اور فعل عرض ہونیکی وجہ سے (جو قائم بنفسہ نہیں ہوتا) نہ تحقیقاً اور نہ تاویلاً ذات پہ دلالت نہیں کرتا پس غیر اسکے ساتھ کیسے قائم ہوسکتا ہے لہٰذا وہ مسند الیہ نہیں ہوسکتا لیکن چونکہ وہ باعتبار معنی تضمنی (یعنی معنی مصدری) اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہے لہٰذا وہ مسند ہوسکتا ہے اور اگر کسی موقع پر فعل ترکیب میں مسند الیہ واقع ہو تو اسکو اسم کی تاویل میں کرلیتے ہیں جیسے آیت سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ میں ءَأَنْذَرْتَهُمْ مبتدا مؤخر واقع ہوا ہے اور سَوَاءٌ خبر مقدم ہے اسکی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اِنْذَارُكَ وَعَدَمُ اِنْذَارِكَ عَلَيْهِمْ سَوَاءٌ آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا ان کے لیئے برابر ہے پس جب کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ فعل ہمیشہ مسند ہوتا ہے تو جب جملہ کا پہلا جزو فعل ہوگا تو اسکا دوسرا جزو ہمیشہ اسم ہوگا جیسا کہ گزر چکا۔ اسلئے کہ جملہ کیلئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے ان کے بغیر جملہ کی ترکیب نہیں ہوسکتی پس جملہ کا جب پہلا جزو فعل مسند ہوگا تو لا محالہ اسکا دوسرا جزو ہمیشہ اسم ہوگا۔ اس وجہ سے کہ اسوقت جملہ کیلئے مسند الیہ اور ہونا چاہیئے اور مسند الیہ صرف اسم ہی ہوتا ہے۔

**قولہ وحرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ الخ** اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اسلئے کہ حروف جب اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل نہیں تو وہ بھلا مسند الیہ یا مسند کیسے ہوسکتا ہے اسوجہ سے کہ مسند الیہ یا مسند وہی لفظ ہوتا ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو

**سوالات** ان جملوں میں بتاؤ کہ کون مسند الیہ ہے اور کون مسند ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ کون سا لفظ مبتدا ہے اور کون سا خبر ہے اور کونسا فعل ہے اور کونسا فاعل اور کونسا جملہ فعلیہ ہے اور کونسا جملہ اسمیہ؟

جَاءَ زَيْدٌ (زید آیا) زَيْدٌ فَاضِلٌ (زید فاضل ہے) صَامَ خَالِدٌ (خالد نے روزہ رکھا) هِنْدٌ قَائِمَةٌ (ہندہ کھڑی ہے) اَلصَّوْمُ فَرْضٌ (روزہ فرض ہے) ذَهَبَ بَكْرٌ (بکر چلا گیا) اَلْمَاءُ بَارِدٌ (پانی ٹھنڈا ہے) صَلَّى حَامِدٌ (حامد نے نماز پڑھی) اَلْجَنَّةُ حَقٌّ (جنت حق ہے) مَحْمُودٌ قَائِمٌ (محمود کھڑا ہے) خَالِدٌ ضَرَبَ (خالد نے مارا)

**قولہ جملہ انشائیہ الخ** انشائیہ میں یا نسبتی ہے۔

**ترجمہ** جملہ انشا والا اور انشاء کے لغوی معنی (پیدا کرنا) کیونکہ بولنے والا خود کلام کو پیدا کرتا ہے اور کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا لہٰذا اسکا نام جملہ انشائیہ رکھا گیا۔

**قولہ قائلش را بصدق و کذب الخ** یعنی جملہ انشائیہ وہ ہے جسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اسکے سچ اور جھوٹ کیساتھ متصف ہونیکا دار و مدار خبر دینے پر ہے اور جملہ انشائیہ کا کہنے والا خود اپنی طبیعت میں کلام کو پیدا کرتا ہے کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا۔ جیسا کہ تم کو خود امثلہ سے معلوم ہوجائے گا۔

**قولہ امر الخ** لغت میں بمعنی حکم کرنا باب نَصَرَ اور بمعنی شان و شیٔ جسکی جمع اُمُوْر آتی ہے اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جسکے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے جیسے اِضْرِبْ (مار تو ایک مرد) ترکیب اِضْرِبْ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر ہے وہ اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ امریہ ہوگا۔

**قولہ نہی الخ** لغت میں بمعنی روکنا اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جسکے ذریعہ سے ترک فعل طلب کیا جائے جیسے لَا تَضْرِبْ (مت مار تو) ترکیب لَا تَضْرِبْ فعل نہی صیغہ واحد مذکر حاضر اسمیں اَنْتَ ضمیر مستتر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ نہیہ ہوا۔

**فائدہ** جاننا چاہیئے کہ بعض صرفیوں نے نہی کو فعل کی مستقل قسم قرار دی ہے لہٰذا ان کے نزدیک فعل کی چار قسمیں ہوجائیں گی۔ اوّل ماضی دوم مضارع سوم امر چہارم نہی اور بعض صرفیوں نے اسکو مضارع

## چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام چوں ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ و تمنّی چوں لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ و ترجّی چوں لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ و عقود چوں بِعْتُ

مزن ۱۲ — کاش بود زید حاضر ۱۲ — امید است عمرو غائب باشد ۱۲

مجزوم میں داخل مانا ہے لہٰذا ان کے نزدیک فعل کی تین قسمیں ہونگی. اول ماضی دوم مضارع سوم امر۔ اسکے علاوہ دوسرا اختلاف نہی کے معنی میں ہے بعض صرفی طلب ترک الفعل یعنی (فعل کو چھوڑنے کی طلب) اور بعض صرفی طَلَبُ کَفِّ النَّفْسِ عَنِ الْفِعْلِ یعنی (فعل سے نفس کو روکنے کی طلب) کو اسکا موضوع لہ قرار دیتے ہیں۔ پہلی صورت میں طلب عدم فعل کی ہوگی اور دوسری صورت میں طلب وجودِ فعل کی ہوگی۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے امر نہی میں یہ فرق ہوگا کہ امر میں کف نفس کے علاوہ مطلق وجود فعل کی طلب ہوگی اور نہی میں خاص وجود فعل کف نفس کی طلب ہوگی۔

**قولہ** استفہام الخ یہ باب استفعال سے مصدر ہے مادہ فَھْمٌ بمعنی سمجھنا باب استفعال کی مشہور خاصیت طلب فعل کے موافق اسکے یہ معنی ہونگے کہ ناواقف متکلم کا واقف کار مخاطب سے کسی انجان چیز کے سمجھنے کی طلب کرنا۔ جملہ استفہامیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جسکے ذریعہ سے ناواقف متکلم واقف کار مخاطب سے کسی بات کے سمجھنے کی خواہش کرے۔ اور اسمیں حرف استفہام آوے جیسے ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ (کیا زید نے مارا؟) ھَلْ حرف استفہام غیر عامل ضَرَبَ فعل ماضی زَیْدٌ اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔

**فائدہ** کبھی حروف استفہام کا استعمال متکلم بھی کرتا ہے جو خود بھی اس شئے سے واقف ہو پس ایسے موقع میں اسکو استخبار کہتے ہیں لہٰذا تمام قرآنی استفہام جو اللہ عزوجل نے بیان فرمائے استخبار کہلائیں گے ھَلْ یَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ وَغَیْرُ ذٰلِکَ کیا اندھیریاں (یعنی کفر) اور نور (یعنی ایمان) برابر ہیں؟

**قولہ** تمنّی باب تفعل کا مصدر ہے اصل میں تَمَنُّیٌ ہے یاء کی مناسبت کی وجہ سے ضمہ نون کو کسرہ سے بدل لیا لغت میں کسی چیز کو محبوب سمجھ کر اسکے حاصل کرنیکی کوشش کرنا جسکو اردو میں کسی چیز کی آرزو کرنا کہتے ہیں جملہ تمنائیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جسکے ذریعے سے کسی چیز کی آرزو ظاہر کیجائے جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ (کاش زید حاضر ہوتا) لَیْتَ حرف مشبہ بفعل زَیْدًا اسکا اسم حَاضِرٌ اس کی خبر لَیْتَ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ انشائیہ تمنائیہ ہوا۔

**قولہ** ترجّی یہ بھی باب تفعیل کا مصدر ہے اور مادہ رِجَاءٌ بالمد بمعنی امید ہے نہ کہ رُجَا بالقصر بمعنی کنارہ ہے جسکی جمع اَرْجَاءٌ آتی ہے یا کی مناسبت کی وجہ سے ضمہ جیم کو کسرہ سے بدل لیا لغت میں بمعنی امید کرنا جملہ ترجیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جسکے ذریعہ کسی چیز کی امید ظاہر کیجائے جیسے لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ (امید ہے عمرو غائب ہو) لَعَلَّ حرف مشبہ بفعل عَمْرًوا اسکا اسم غَائِبٌ اسکی خبر لَعَلَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ترجیہ ہوا۔ تمنی اور ترجی میں یہ فرق ہے کہ ترجی صرف ان چیزوں میں بولی جاتی ہے جنکا ہونا ممکن ہو اور جنکے حاصل ہونے کی امید ہو جیسے لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ امید ہے کہ بادشاہ میرا اکرام کرے پس یہ ممتنعات میں یعنی ان چیزوں میں جنکا ہونا ناممکن ہو نہیں بولی جائیں گی اور نہ ان ممکنات میں جنکے حاصل ہونیکی امید نہ ہو مثلاً وہ شخص جو جرم کرنے کی وجہ سے بادشاہ کے اکرام سے ناامید ہوچکا ہو لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ نہیں کہہ سکتا بخلاف تمنی کے کہ وہ عام ہے ان غلط چیزوں میں بھی بولی جاتی ہے جنکا ہونا ممکن ہو خواہ ان کے حاصل ہونے کی امید ہو خواہ نہ ہو اور ان چیزوں میں بھی جنکا ہونا ناممکن ہو جیسے کوئی ضعیف العمر آدمی کہے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ (کاش کہ جوانی لوٹ آئے) پس جوانی کا لوٹ آنا ناممکن ہے۔ ان دونوں میں دوسرا فرق یہ ہے کہ ترجی امر محبوب اور مکروہ دونوں میں مستعمل ہوتی ہے بخلاف تمنی کے کہ وہ صرف امر محبوب میں مستعمل ہوتی ہے۔

**قولہ** عقود جمع ہے عقد کی بمعنی گرہ باندھنا اور جملہ عقودیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جو کسی معاملہ کے انعقاد سے متعلق ہو جیسے بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ پہلے کا مادہ بَیْعٌ ہے بمعنی بیچنا باب ضَرَبَ ہے میں نے بیچا یعنی میں انشاء بیع کرتا ہوں۔ دوسرے کا مادہ شَرْیٌ ہے۔

**وَاشْتَرَیْتُ ونداچوں یَااللہُ وعرض چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا وقسم چوں وَاللہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا وتعجب چوں**

فروختم وخریدم یعنی حادثہ کردم بیع وشراء ۱۲ — چرا فرود نمی آئی نزد ما تا برسی خیر و نکوئی را ۱۲ — زید را خواہم زد بخدا ہر آئینہ ۱۲

یہاں باب افتعال سے ہے اِشْتَرَیْتُ (میں نے خریدا یعنی انشاء خریداری کرتا ہوں) یہ دونوں جملے اصل میں خبریہ ہیں لیکن اگر خریدُ فروخت کیوقت بیچنے والا خریدنے والے سے کہے اور خریدنے والا بیچنے والے سے کہے تو خبر نہیں رہتے اور خبر کا احتمال نہیں رہتا چنانچہ فروختگی کے بعد بِعْتُ اور خریداری کے بعد اِشْتَرَیْتُ کہا تو خبر مقصود ہے نہ کہ انشاء اور اسوقت ان میں سے ہر ایک جملہ خبریہ ہوگا۔ جیسا کہ اُن کی صورت بھی دلالت کرتی ہے نہ کہ انشائیہ اسی وجہ سے بصورتِ خبر کہا جاتا ہے ترکیب بِعْتُ فعل اسمیں ضمیر تُ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ انشائیہ عقودیہ ہے اِشْتَرَیْتُ کی ترکیب بھی ایسی ہی ہوگی۔

**قولہ** ندا باب مفاعلة سے مصدر ہے بمعنی آواز دینا اور جملہ ندائیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جسکے ذریعہ سے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کے شروع میں حرفِ ندا ملفوظ یا محذوف ہو جیسے یا اللہ **ترکیب** یا حرفِ ندا جو قائم مقام اَدْعُوْا کے ہے۔ فعل اسمیں ضمیر انا پوشیدہ ہے اسکا فاعل لفظ اللہ منادیٰ یعنی مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا منادیٰ لہٗ (وہ چیز جسکی وجہ سے آواز دیجائے) اور اسکو جوابِ ندا بھی کہتے ہیں یہاں مقدر ہے جو چاہو مان لو مثلاً اِغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا پورے جملے کے معنی یہ ہوں گے اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔

**قولہ** عرض لغت میں بمعنی پیش کرنا۔ جملہ عرضیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی شے کے حاصل کرنے کی رغبت نرمی سے دیجائے جیسے؛

**قولہ** اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بہتری کو پہنچیں)

**ترکیب** اَلَا تَنْزِلُ بِنَا جملہ انشائیہ ہے اور فَتُصِیْبَ خَیْرًا جملہ خبریہ اور جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر ناجائز ہے۔ لہٰذا جملہ کو اَلَا یَکُوْنُ نُزُوْلٌ فَاِصَابَةُ خَیْرٍ مِنِّیْ کی تاویل کرکے ترکیب کریں گے اور اسطرح بھی تاویل ہوسکتی ہے کہ اَلَا یَکُوْنُ مِنْكَ نُزُوْلٌ فَیَکُوْنُ اِصَابَةُ خَیْرٍ مِنِّیْ اور اسوقت جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا بایں طور کہ یَکُوْنُ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبر معطوف علیہ ہوا اور فَیَکُوْنُ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ہوا۔

**قولہ** قسم یہ انشائیہ تاکید کے لیئے لایا جاتا ہے اور جملہ قسمیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز پر قسم اٹھائی جائے جیسے

**قولہ** وَاللہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا قسم ہے اللہ کی میں زید کو ضرور ماروں گا **ترکیب** واؤ حرف جار برائے قسم لفظ اللہ مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر اُقْسِمُ مقدر کے متعلق ہوا اُقْسِمُ فعل مضارع متکلم اپنے فاعل انا ضمیر پوشیدہ اور متعلق سے مل کر جملہ ہو کر قسم ہوا لَاَضْرِبَنَّ فعل مضارع صیغہ واحد متکلم بانون تاکید ثقیلہ انا ضمیر مرفوع مستتر اسکا فاعل زید اسکا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ ہو کر جواب قسم ہوا قسم اپنے جواب سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ** تعجب باب تفعّل سے مصدر ہے مادہ عجبؑ ہے اسکا استعمال دو معنی میں آتا ہے ایک ایسے امر غریب کا علم جس کا سبب نہ معلوم ہو دوسرے وہ کیفیتِ نفسانی جو اس امرِ غریب کے علم کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں معنی میں فرق اس طرح ہے جیسا کہ لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر اور اس کے بعد کیفیتِ خوشی۔ مثلاً ایسے طالب علم کی کامیابی کا علم جو کامیابی کا اہل نہ تھا، قابلِ تعجب ہوتا ہے پس یا تو اس علم کو بعینہٖ تعجب کہا جائے یا اس علم کے بعد کی کیفیتِ حیرت کو جو سبب کامیابی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے تعجب کہا جائے۔ جملہ تعجبیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز پر تعجب کیا جائے۔ تعجب کے دُو صیغے ہیں مَا اَفْعَلَهٗ اور اَفْعِلْ بِهٖ ثلاثی مجرد سے آتے ہیں ان کی

مَا اَحْسَنَهٗ وَ اَحْسِنْ بِهٖ

**فصل** بدانکه مرکب غیر مفید آنست که چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے حاصل نشود وآں برسه قسم است اول مرکب اضافی چوں غُلَامُ زَیْدٍ جزو اول را مضاف گویند و جزوِ دوم را مضاف الیه و مضاف الیه همیشه مجرور باشد

تفصیلی بحث انشاء اللّٰہ تعالیٰ افعالِ تعجب میں آئیگی جیسے **قولہ** مَا اَحْسَنَهٗ ضمیر مفعول بہ (ہ) کی جگہ اسمِ ظاہر زید کو رکھ لو اور مَا اَحْسَنَ زَیْدًا کہو اسکی دو طرح سے ترکیب ہوگی اوّل بناء بر مذہب سیبویہ مانکرہ بمعنی شَیْءٌ اور شَیْءٌ میں تنوین تعظیم کی ہے جس سے اسمیں تخصیص آگئی اور اسمیں تنوین تعظیم کی اسوجہ سے مانی گئی تاکہ اس میں تخصیص پیدا ہوکر مبتدا ہونا صحیح ہوجائے۔ کیونکہ مبتدا نکرہ نہیں ہوا کرتا پس تقدیرِ عبارت اسطرح ہوگی کہ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اَحْسَنَ زَیْدًا. شَیْءٌ موصوف عَظِیْمٌ اسکی صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا اَحْسَنَ فعل ماضی اسمیں ضمیر هُوَ پوشیدہ اسکا فاعل جو شَیْءٌ کی طرف لوٹتی ہے زَیْدًا اسکا مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ تعجبیہ ہوا لفظی ترجمہ کسی بڑی چیز نے زید کو حسین کردیا۔ **محاورہ کا ترجمہ** زید کیا ہی حسین ہے۔ شَیْءٌ میں تخصیص خَفِیٌّ صفت سے بھی ہوسکتی ہے لیکن اسوقت تنوین تعظیم کی نہ ہوگی اور تقدیرِ عبارت اسطرح ہوگی شَیْءٌ خَفِیٌّ اَحْسَنَ زَیْدًا یعنی کسی پوشیدہ چیز نے زید کو حسین کردیا، **دوم** بناء بر مذہب فراء مَا استفہامیہ بمعنی اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا (کس چیز نے زید کو حسین کردیا)۔

**ترکیب** اَیُّ مضاف اپنے مضاف الیہ شَیْءٍ سے ملکر مبتدا ہوا۔ اَحْسَنَ فعل اپنے فاعل ضمیر هُوَ اور زَیْدًا مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

**قولہ** اَحْسِنْ بِهٖ الخ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر مثلاً زید کو رکھ لو اور اَحْسِنْ بِزَیْدٍ کہو **ترکیب** اَحْسِنْ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر از بابِ افعال معنی میں ماضی اَحْسَنَ کے ہیں بِزَیْدٍ میں با زائد اور لازم ہے اور زائد فاعل ہے پس یہ جملہ معنی میں اَحْسَنَ زَیْدٌ کے ہوگیا اَحْسَنَ فعل ماضی زَیْدٌ اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

**فائدہ** مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اور اَحْسِنْ بِزَیْدٍ میں جن کی تقدیرِ عبارت اَحْسَنَ زَیْدٌ ہے دونوں اَحْسَنَ باب افعال سے ہیں پہلی میں صیغۂ خاصیت تصییر ہے اور دوسرے میں صیرورت۔

**سوالات** ان مثالوں میں بتاؤ کون سا جملہ خبریہ ہے اور کون سا جملہ انشائیہ؟ اور پھر اگر انشائیہ ہے تو اسکی کون سی قسم ہے؟

لَیْتَ زَیْدًا فَاضِلٌ. اِشْرِبِ الْمَاءَ. حَمِدَ خَالِدٌ. اَجَاءَ زَیْدٌ. مَا اَکْرَمَ زَیْدًا. زَیْدٌ یَقُوْمُ. لَا تَعْجَلُوْا. لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ. اَبْصِرْ بِهٖ. نَکْحُتُكِ. قَبِلْتُكَ.

**قولہ** بدان کہ مرکب غیر مفید آن است الخ. یعنی مرکب غیر مفید وہ ہے کہ کہنے والا اسکو کہہ کر خاموش ہوجائے تو سننے والے کو کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم نہ ہو مطلب یہ ہے کہ متکلم جملہ کے سارے ارکان (اور وہ مسند الیہ اور مسند ہیں) نہیں بولتا جسکی وجہ سے نہ تو کوئی خبر معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی طلب بلکہ وہ اسقدر کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے جسکو یا تو مسند الیہ بنا سکتے ہیں یا مسند اور صرف ایک رکن سے کلام تام (کہ جس سے کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہوا کرتی ہے) نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے اسکو مرکب ناقص کہتے ہیں اور یہ مرکب غیر مفید کا دوسرا نام ہے۔

**قولہ** وآں برسہ قسم است الخ مصنفؒ نے تقسیم میں اختصار سے کام لیا ہے ورنہ مرکب غیر مفید کی پہلے دو قسمیں ہونگی۔ ایک تقییدی، تقییدی وہ مرکب ہے جسکا دوسرا جزو پہلے جزو کی قید ہو پس اسکے پہلے جزو میں قید سے پیشتر کثرتِ افراد ہوگی لیکن قید کے بعد اسمیں قلتِ افراد ہو جائیگی اور مرکب تقییدی کی دو قسمیں ہیں اوّل مرکب اضافی (جس کو مصنفؒ نے ذکر کیا ہے) مرکب اضافی وہ ہے جسکا پہلا جزو مضاف اور دوسرا جزو مضاف الیہ ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اسمیں دوسرا جزو زَیْدٍ پہلے جزو غُلَامُ کی قید ہے زید کے آنے سے پیشتر غلام

**دوم مُرکّب بنائی واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفے باشد چون اَحَدَ عَشَرَ تا تِسعَةَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ وَّعَشَرٌ و تِسعَةٌ وَّعَشَرٌ بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلَّا اِثنَا عَشَرَ کہ جزو اوّل معرب است سوم مُرکّب منع صرف واو آنست کہ دو**

عام تھا اور اسمیں کثرتِ افراد تھی۔ ہر ایک کے غلام کو غلام کہہ سکتے تھے لیکن جب زید کی قید اسکے آگے آگئی تو معلوم ہوگیا کہ زید کا غلام ہے اور اب یہ عام نہ رہا اور اسمیں قلّتِ افراد پیدا ہوگئی۔ اب ہر ایک کے غلام کو زید کا غلام نہیں کہہ سکتے۔ اسکا پہلا جزو غلام مضاف ہے اور دوسرا جزو زید مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یا تو مسند الیہ ہوگا جیسے غُلَامُ زَیْدٍ جَاءَ میں غُلَامُ زَیْدٍ مسند الیہ مبتدا ہے اور جَاءَ فعل ماضی اسمیں ضمیر ھُوَ پوشیدہ اسکا فاعل ہے فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (زید کا غلام آیا) یا مسند۔ جیسے هٰذَا غُلَامُ زَیْدٍ میں (یہ زید کا غلام ہے) هٰذَا مبتدا اپنی خبر مسند غُلَامُ زَیْدٍ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوّم مرکب توصیفی اور اسکی علامت یہ ہے کہ جسکا پہلا جزو موصوف اور دوسرا جزو صفت ہو جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ (مرد جو عالم ہے) اسمیں بھی دوسرا جزو عَالِمٌ ہے پہلے جزو رَجُلٌ کی قید عَالِمٌ کے آنے سے بیشتر رَجُلٌ عام تھا اور اسمیں کثرتِ افراد تھی لیکن جب عَالِمٌ کی قید اس کے آگے آگئی تو یہ عام نہ رہا اور اسمیں قلّتِ افراد پیدا ہوگئی اور اب ہر مرد کو رَجُلٌ عَالِمٌ نہیں کہہ سکتے۔ اسکا پہلا جزو رَجُلٌ موصوف ہے اور دوسرا جزو عَالِمٌ صفت ہے اور یہ بھی مرکب اضافی کی طرح جزوِ جملہ ہوتا ہے یا تو مسند الیہ ہوگا جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں جَاءَ فعل ماضی رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی مسند الیہ فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا مسند جیسے هٰذَا رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ عَالِمٌ مرکب توصیفی خبر مسند ہے۔ مصنفؒ نے مرکب توصیفی کو بھی بیان نہیں کیا۔ غیر تقییدی وہ مرکب ہے جسکا دوسرا جزو پہلے جزو کی قید نہ ہو، اور وہ تین قسم پر ہے جن میں سے دو مبنی ہیں اور ایک معرب لیکن جو مبنی ہیں اسمیں سے اوّل مرکب بنائی ہے یعنی وہ مرکب جو دو اسموں کو ملا کر ایک اسم بنایا گیا ہے اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے بعد لایا گیا ہو۔ مصنفؒ کے قول و اسم دوم متضمن حرفی باشد کا یہی مطلب ہے ورنہ حرف دوسرے اسم کا جزو نہیں ہے جو متضمن کہا جائے۔ اسکا دوسرا نام مرکب تعدادی بھی ہے۔ پہلا نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکے دونوں جزو مبنی بر فتح ہوتے ہیں اور دوسرے نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ عدد میں پایا جاتا ہے یعنی اَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تِسعَةَ عَشَرَ تک۔ تفصیل یہ ہے: اَحَدَ عَشَرَ۔ اِثنَا عَشَرَ۔ ثَلٰثَةَ عَشَرَ اَربَعَةَ عَشَرَ۔ خَمسَةَ عَشَرَ۔ سِتَّةَ عَشَرَ۔ سَبعَةَ عَشَرَ۔ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ تِسعَةَ عَشَرَ یہ سب اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ۔ اِثنَانِ وَعَشَرٌ۔ ثَلٰثَةٌ وَعَشَرٌ۔ اَربَعَةٌ وَعَشَرٌ۔ خَمسَةٌ وَعَشَرٌ۔ سِتَّةٌ وَعَشَرٌ۔ سَبعَةٌ وَعَشَرٌ۔ ثَمَانِیَةٌ وَعَشَرٌ۔ تِسعَةٌ وَعَشَرٌ تھے۔ ان کے درمیان سے واؤ کو حذف کرکے دونوں اسموں کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کرلیا اور ان میں دوسرا جزو پہلے جزو کی قید نہیں ہے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے حال پر باقی ہے جیساکہ ترکیب سے پیشتر تھے۔ اور ان کے دونوں جزو مبنی بر فتح ہیں اور اِثنَانِ وَعَشَرٌ میں نون اور واو دونوں کو حذف کرکے ایک اسم کرلیا۔ اسمیں صرف دوسرا جزو مبنی بر فتح ہے اور پہلا جزو معرب جیسے جَاءَنِی اِثنَا عَشَرَ رَجُلًا (یعنی الف کے ساتھ رَاَیتُ اِثنَی عَشَرَ رَجُلًا (ی کے ساتھ) مَرَرتُ بِاِثنَی عَشَرَ رَجُلًا (ی کے ساتھ)۔ **قولہ و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح الخ** مرکب بنائی کا پہلا جزو اس واسطے مبنی ہے کہ ترکیب کے بعد اسکا آخر وسط کلمہ میں واقع ہوا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا بلکہ آخر میں آتا ہے اور دوسرے جزو کا مبنی ہونا اسلئے ہے کہ وہ حرف کو متضمن ہے جو مبنی الاصل ہے اور بناء میں اصل اگرچہ سکون ہے لیکن اس مرکب کو فتح پر جو تمام اور حرکتوں میں سے ایک ہلکی سی حرکت ہے اسلئے مبنی کیا تاکہ وہ ثقل جو کلموں کی ترکیب سے آیا ہے دور ہوجائے۔

**قولہ جزو اوّل معرب ست الخ** اِثنَا عَشَرَ کے دوسرے جزو کے مبنی بر فتح ہونے کی وجہ تو گزر چکی لیکن اسکا پہلا جزو اسلئے معرب ہے کہ وہ

اسم رایکے کردہ باشد واسم دوم متضمن حرفی نباشد چوں بَعْلَبَكّ وحَضَرَ مَوْتَ کہ جزوِ اول مبنی باشد بر فتحہ بر مذہب اکثر علماء وجزو دوم معرب **بدانکہ** مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ وعِنْدِىْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا وجَاءَ بَعْلَبَكّ

نون کے گر جانے کی وجہ سے مضاف کے مشابہ ہو گیا جیسے غُلَامَا زَيْدٍ (زید کے دو غلام) اصل میں غُلَامَانِ لِزَيْدٍ تھا اور اضافت اسم معرب کے خواص میں سے ہے لہٰذا مشابہت کی وجہ سے مانا گیا مرکب تقییدی کی دوسری قسم مرکب صوتی ہے جو ایسے دو اسموں سے بنایا گیا ہے جس میں سے دوسرا اسم صوت ہو جیسے سِيْبَوَيْهِ جو سِيْب اور وَيْهِ سے مرکب ہے یہ عمرو بن عثمان شیرازی نحویوں کے امام کا لقب ہے چونکہ اس کا دوسرا جزو اسم صوت ہے لہٰذا اس کو مرکب صوتی کہتے ہیں اس کو مصنفؒ نے ذکر نہیں کیا۔

**قولہ** مرکب منع صرف الخ یہ مرکب غیر تقییدی کی وہ تیسری قسم ہے جو معرب ہوتی ہے اسکو مرکب مزجی بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مرکب ہے جو ایسے دو اسموں سے بنایا گیا ہے جسکا دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن نہ ہو۔

**قولہ** بَعْلَبَكّ ایک شہر کا نام ہے بَعْلٌ ایک بت کا نام ہے اور بَكٌّ ایک بادشاہ کا نام ہے جو اس شہر کا بانی تھا۔ جب شہر کی بنا ختم ہو گئی تو اس شہر کا نام بت اور اپنے نام سے رکھ دیا۔

**قولہ** حَضَرَ مَوْت یہ حَضَرَ اور مَوْتٌ سے مرکب ہے۔ عرب کے ایک شہر کا نام ہے۔

**قولہ** بر مذہب اکثر علماءؒ اس میں دو مذہب ہیں اوّل یہ کہ پہلے جزو کو مبنی بر فتح کیا جائے اور دوسرے کو معرب غیر منصرف مصنفؒ نے یہی مذہب بیان کیا ہے هٰذَا بَعْلَبَكُّ وَرَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَسِرْتُ اِلٰى بَعْلَبَكَّ دوسرے یہ کہ پہلے جزو کو دوسرے جزو کی طرف مضاف اور معرب کیا جائے اور جزو ثانی میں دو صورتیں ہیں یا تو اس کو معرب باعراب غیر منصرف کیا جائے یا معرب باعراب منصرف جیسے هٰذَا حَضَرَ مَوْتُ رَاَيْتُ حَضَرَ مَوْتَ، سِرْتُ اِلٰى حَضَرَ مَوْتَ، هٰذَا حَضَرَ مَوْتٍ، رَاَيْتُ حَضَرَ مَوْتٍ، سِرْتُ اِلٰى حَضَرَ مَوْتٍ خلاصہ یہ کہ نحاۃ کے نزدیک چھ قسم کی ترکیب معتبر ہے ایک اسنادی مفید اسنادی غیر مفید۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

شعر

بود ترکیب نزد نحویاں شش ❊ بیادش گیر اگر خائف ز فوتی
اضافی داں وتوصیفی ومزجی ❊ ہم اسنادی وتعدادی وصوتی

**سوالات:** ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کی قسمیں بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ مرکبات اضافیہ میں کون مضاف ہے اور کون مضاف الیہ اور مرکب توصیفی میں کون موصوف ہے اور کون صفت اور ہر مثال کا ترجمہ کرو:

صَلٰوةُ الصُّبْحِ، رَجُلٌ فَاضِلٌ، بَيْتُ اللّٰهِ، مِسْكَوَيْهِ اِمْرَاَةٌ حَسَنَةٌ، ثَمَانِيَةَ عَشَرَ، وَرَقُ الشَّجَرِ، مَعْدِيْكَرَبَ، اَخُوْبَكْرٍ، حَضَرَ مَوْتُ، مَاءٌ بَارِدٌ، مَاءُ الْوُضُوْءِ، خَمْسَةَ عَشَرَ، زَيْدُ الْعَالِمُ، رُوْحُ الْاِنْسَانِ، شَيْءٌ كَثِيْرٌ، رَسُوْلُ اللّٰهِ، غُلَامٌ حَبْشِيٌّ۔

**قولہ** بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد الخ مطلب یہ ہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ یا مسند واقع ہوتا ہے جیسے غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ (زید کا غلام کھڑا ہے) یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب اضافی کے جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے غُلَامُ مضاف زَيْدٍ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا قَائِمٌ اس کی خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اس میں غُلَامُ زَيْدٍ مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو ہے یعنی مسند الیہ واقع ہوا۔

**قولہ** عِنْدِىْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا (یعنی میرے پاس گیارہ درہم ہیں) یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب بنائی کے جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے عِنْدَ مضاف یْ ضمیر متکلم مجرور متصل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ ثَابِتٌ مقدر کا ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم ہوئی اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی ممیز دِرْهَمًا اس کی تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب غیر مفید ہے

**فصل** بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد چوں لفظاً ضَرَبَ زَیْدٌ وزَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ اَنْتَ درو مستتر ست وازیں بیشتر باشد و بیشتر را حدی نیست **بدانکہ** چوں کلماتِ جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را بایک دیگر تمییز باید کردن و نظر کردن کہ معرب ست یا مبنی و عامل است یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات بایک دیگر چگونہ است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ بتحقیق معلوم شود۔

اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہوا۔

**قولہ** جَاءَ بَعْلَبَکَّ یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب منع صرف کے جزو جملہ واقع ہونے کی مثال ہے **ترکیب** جَاءَ فعل ماضی بَعْلَبَکَّ اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسمیں بَعْلَبَکَّ مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہے۔ پہلی مثال میں مرکب غیر مفید مسند الیہ مبتدا مقدم ہے اور دوسری میں مسند الیہ مبتدا موخر اور تیسری میں مسند الیہ فاعل۔

**سوالات**: ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کے جزو جملہ ہونے کو بتاؤ اور ہر ایک مثال کا ترجمہ کرو۔ صَوْمُ رَمَضَانَ فَرْضٌ۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَدَاءُ الزَّکٰوۃِ بَرَکَۃُ الْمَالِ جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ عِنْدِیْ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ کِتَابًا۔ مَاءُ الْبِئْرِ بَارِدٌ۔ خَطَبَ سِیْبَوَیْہِ۔ اِمْرَاَۃٌ فَاضِلَۃٌ نَکَحَتْ۔

**قولہ** بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد الخ مطلب یہ ہے کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا۔ خواہ وہ دونوں کلمے لفظاً ہوں جیسے

**قولہ** ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) ضَرَبَ اور زَیْدٌ دو کلمے لفظوں میں ہیں۔ اسی طرح زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ اور قَائِمٌ دو کلمے لفظوں میں ہیں پہلی مثال میں ایک فعل ہے اور دوسرا اسم اور دوسری مثال میں دونوں اسم ہیں عہ اور خواہ ان میں سے ایک لفظاً ہو اور دوسرا تقدیراً جیسے اِضْرِبْ کہ اس میں اِضْرِبْ فعل امر تو لفظوں میں ہے لیکن دوسرا کلمہ اَنْتَ ضمیر مرفوع جو اسکا فاعل ہے پوشیدہ ہے اور تقدیر لغت میں اندازہ کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کسی چیز کا کسی مقام میں لفظوں میں ذکر کیئے بغیر اعتبار کرنے کو کہتے ہیں۔ اور جملہ میں دو سے زیادہ بھی کلمے ہوتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو مارا) کہ اس جملے میں تین کلمے ہیں اور جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا ضَرْبًا (زید نے عمرو کو مارا مارنا) کہ اسمیں چار کلمے ہیں اور جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا ضَرْبًا شَدِیْدًا۔ (زید نے عمرو کو سخت مارا) کہ اسمیں پانچ کلمے ہیں۔ اسی طرح جملہ میں اس سے زیادہ کلمے بھی ہوتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

**قولہ** بدانکہ چوں کلمات جملہ الخ یہاں سے مصنفؒ کی غرض تعیین مسند اور مسند الیہ کرنی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ خود تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد سے ظاہر ہے اور تعیین مسند اور مسند الیہ اسم فعل اور حرف کے درمیان امتیاز حاصل کیئے بغیر ناممکن ہے۔ اسلیئے بعد کی فصلوں میں علامت اور دیگر امور ضروریہ جن کی طرف مصنفؒ نے نظر کردن معرب ست یا مبنی الخ سے اشارہ کیا ہے بیان فرمارہے ہیں اور نیز مصنفؒ چوں کلمات جملہ الخ سے مطالعہ کا طریقہ بیان فرمارہے ہیں کہ جب جملہ کے کلمات بہت ہوں تو (اے طالب علم) سب سے پہلے تم کو اسم اور فعل اور حرف [illegible] سے تمیز کرنی چاہیئے کہ ان میں سے کون سا اسم ہے اور کون سا فعل اور کون سا حرف پس جب تم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ جملہ میں یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف تو اس کے بعد یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان میں سے کون معرب ہے اور کون مبنی اور کون عامل ہے اور کون معمول۔ اسکے بعد پھر تم کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جملہ میں کلمات کا آپس میں تعلق کیسا ہے؟ ان میں سے کون سا وہ کلمہ ہے جسکا حکم کیا گیا ہے اور وہ کلمہ کونسا ہے جس پر حکم کیا گیا ہے۔

---

عہ حذف اور تقدیر میں یہ فرق ہے کہ حذف ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں محذوف کو ذکر کرنے سے کسی قسم کا ثقل پیدا ہوتا ہے۔ بدیں وجہ اسکو لفظوں میں ذکر نہیں کرتے بخلاف تقدیر کے کہ اسمیں مقدر کا وجود اعتباری نفس الامری تسلیم کیا جاتا ہے اور احکام لفظی اس پر جاری کیئے جاتے ہیں مثلاً اسکا فاعل ہونا اور مؤکد ہونا اور مبدل منہ ہونا وغیرہ ذالک۔

**فصل** بدانکہ علامتِ اسم آنست کہ الف ولام یا جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ، بِزَيْدٍ یا تنوین در آخرش باشد چوں زَيْدٌ یا مسند الیہ باشد چوں زَيْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَيْدٍ یا مصغر باشد چوں قُرَيْشٌ یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِيٌّ یا مثنیٰ باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ

تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق سے جب ہی معلوم ہوں گے جبکہ تم کو پہلے وہ اُمور معلوم ہوں جن کو مصنفؒ نے بیان فرمایا ہے۔

**قولہ بدانکہ علامت اسم آنست الخ** یہاں سے مصنفؒ اسم و فعل و حرف ہر ایک کی علامت بتاتے ہیں (جس کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف) اور علامت وہ ہے جو ایک چیز کے سوا دوسری چیز میں نہ پائی جاوے اور اس کو خاصہ بھی کہتے ہیں۔ اسم کی علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں الف ولام ہو۔ یا حرف جر ہو جیسے اَلْحَمْدُ۔ اسکے شروع میں الف ولام ہے لہٰذا یہ اسم ہے اور جیسے بِزَيْدٍ اسکے شروع میں حرف جر ہے اور حرفِ جر کا بیان بابِ اوّل کی فصلِ اوّل میں آئے گا۔ یہ دونوں اسم کی علامت لفظی ہیں۔ اسلئے کہ لفظ میں زیادتی پائی گئی۔ پہلے میں الف ولام کی زیادتی ہے اور دوسرے میں حرفِ جر کی۔

**قولہ یا تنوین الخ** یا اس کے آخر میں تنوین ہو جیسے زَيْدٌ کہ اس کے آخر میں تنوین ہے اور تنوین کی علامت دو زبر دو زیر اور دو پیش ہے۔ یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے۔

**قولہ یا مسند الیہ باشد الخ** یا مسند الیہ واقع ہو اس لیئے کہ مسند فعل بھی ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زید مسند الیہ ہے۔ یہ اسم کی علامت معنوی ہے اسلئے کہ لفظ میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

**قولہ یا مضاف باشد الخ** یا مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ میں غُلَامُ مضاف ہے اور زید مضاف الیہ۔ یہ بھی اسم کی علامت معنوی ہے۔

**فائدہ:** جاننا چاہیئے کہ بعض نحاۃ اس طرف گئے ہیں کہ مضاف اسم کی علامت اور اسکا خاصہ ہے نہ کہ مضاف الیہ ہونا۔ اس لیئے کہ مضاف الیہ جیسا کہ اسم ہوتا ہے اسی طرح فعل یا جملہ فعلیہ بھی ہوتا ہے جیسے قولِ باری تعالیٰ يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ میں يَوْمُ مضاف ہے جو اسم ہے اور مضاف الیہ یا تو فعل يَنْفَعُ ہے یا پورا جملہ فعلیہ ہے اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ مضاف اور مضاف الیہ ہونا دونوں اسم کی علامتیں ہیں اور وہ اس آیت اور اس جیسی صورتوں کو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں یعنی يَوْمُ نَفْعِ الصَّادِقِيْنَ۔

**قولہ یا مصغر باشد** یا مصغر ہو اور مُصَغَّرٌ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے (بمعنی تصغیر کیا ہوا) اور تصغیر کسی لفظ کا متغیر کرنا تاکہ وہ اپنے مدلول کی حقارت یا قلت پر دلالت کرے اور تغیرات کے قواعد علمِ صرف میں مذکور ہیں جیسے قُرَيْشٌ عرب کے سب سے بڑے قبیلہ کا نام ہے یہ قَرْشٌ کی تصغیر ہے اور قَرْشٌ ایک مچھلی کا نام ہے جو تمام مچھلیوں کو کھاتی ہے اور اس کو کوئی مچھلی نہیں کھاتی اور وہ تمام مچھلیوں پر غالب ہے۔ جیسے یہ مچھلی غالب ہے اسی طرح قبیلہ قریش بھی عرب کے تمام قبیلوں سے بڑا اور سب سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب تھا اور یہ تصغیر اسم کے ساتھ اسلئے خاص ہے کہ معنی فعل و حرف تصغیر کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے۔

**قولہ یا منسوب باشد الخ** اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی نسبت کیا ہوا اور نسبت کلمہ کے آخر میں کسرہ دے کر یائے مشدد لاحق کرنے سے ظاہر ہوتی ہے تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے۔ بَغْدَادِيٌّ (بغداد والا) اور یہ بغداد اصل میں باغ داد تھا۔ فارسی زبان کا لفظ ہے (انصاف کا باغ) آبادی سے پیشتر ایک باغ کا نام تھا اور اسکا یہ نام اسلئے رکھا گیا تھا کہ وہاں پر نوشیروان عادل ہر ہفتہ مظلوموں کا انصاف کیا کرتا تھا۔ ایک زمانہ کے بعد شہر آباد ہو گیا اور اسکا یہ نام ہو گیا۔ الف کثرتِ استعمال کی وجہ سے گر گیا یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے۔

**قولہ یا مثنیٰ باشد الخ** باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی (تثنیہ کیا ہوا) جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) رَجُلٌ کا تثنیہ ہے۔

**قولہ یا مجموع باشد الخ** مَجْمُوْعٌ اسم مفعول ہے بمعنی (جمع کیا ہوا)

یا موصُوف باشد چوں جاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائی متحرک بدو پیوندد چوں ضَارِبَةٌ وعلامت فعل آنست

موصوف صفت

کہ قد دراولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سَوْفَ باشد چوں سَوْفَ یَضْرِبُ

سین وسوف برائے استقبال باشد وخاص بر مضارع داخل شود ۱۲ — قریب است کہ خواہد زد

یا حرف جزم بود چوں لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندد چوں ضَرَبْتُ یا تائی ساکن چوں ضَرَبَتْ

یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں لَاتَضْرِبْ وعلامت حرف آں ست کہ ہیچ علامتی از علامات

جیسے رِجَالٌ معنی (بہت سے مرد) رَجُلٌ کی جمع ہے۔ یہ دونوں بھی اسم کی علامتِ لفظی ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ تثنیہ اور جمع جو اسم کے خواص میں سے ہیں فعل میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا اس کا جواب یہ ہے کہ فعل ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا۔ اور ظاہر میں جو تثنیہ اور جمع معلوم ہوتا ہے وہ درحقیقت فعل کے فاعل کا تثنیہ اور جمع ہے اور وہ اسم ہے پس ضَرَبَا میں الف تثنیہ کی ضمیر بارز ہے جو اسکا فاعل ہے اور اسم ہے اور ضَرَبُوْا میں واؤ جمع کی ضمیر بارز ہے جو اسکا فاعل ہے اور اسم ہے اسی طرح یَضْرِبَانِ اور یَضْرِبُوْنَ خلاصہ یہ کہ ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا اسم اور فعل سے مرکب ہیں۔

**قولہ** یا موصوف باشد الخ یا موصوف ہو اور یہ اسم کی علامتِ معنوی ہے جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ موصوف ہے اور اسم ہے اور عَالِمٌ اس کی صفت ہے (ایک عالم مرد آیا) بخلاف صفت کے کہ وہ اسم کے خواص میں سے نہیں ہے۔ اس لیئے کہ صفت فعل بھی ہوتی ہے **ترکیب** جَاءَ فعل ماضی رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ اس کی صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فعل کا فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** یا تائی متحرک الخ یا تائی متحرک اس سے ملے یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے جیسے ضَارِبَةٌ میں تائے متحرک ہے بخلاف تائے ساکن کے کہ وہ فعل کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور فعل کے خواص میں سے ہے۔ جیساکہ آگے آتا ہے۔

**قولہ** قَدْ ضَرَبَ بمعنی (تحقیق مارا ہے ایک مرد نے) لفظ قَدْ ماضی اور مضارع دونوں پر آتا ہے۔

**قولہ** سَیَضْرِبُ (وہ عنقریب مارے گا)۔

**قولہ** سَوْفَ یَضْرِبُ (وہ عنقریب مارے گا) سین اور سَوْفَ زمانہ استقبال کے لیئے آتے ہیں۔ فرق ان میں اسقدر ہے کہ سین استقبال قریب کے لیئے آتا ہے اور سَوْفَ استقبال بعید کے لیئے آتا ہے اور یہ دونوں صرف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو استقبال کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ پس سین اس کو مستقبل قریب کے معنی میں کر دیتا ہے اور سَوْفَ مستقبل بعید کے معنوں میں۔

**قولہ** یا حرف جزم بود الخ یا اس کے شروع میں جزم دینے والا حرف ہو جیسے لَمْ وَلَمَّا وَلَامِ اَمْرْ اور اِنْ شرطیہ وغیرہ جیسے لَمْ یَضْرِبْ میں لفظ لَمْ حرف جزم ہے (اس مرد نے مارا)۔

**قولہ** یا ضمیر مرفوع متصل الخ یعنی ضمیر مرفوع متصل بارز اس کے ساتھ لاحق ہو جیسے ضَرَبْتُ اس میں ضمیر متصل بارز ہے بخلاف ضمیر منصوب متصل کے کہ وہ غیر فعل کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہے۔ جیسے اِنَّنِیْ وَاِنَّنَا میں یہ اور نا ضمیر منصوب متصل ہیں۔ اور اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ لاحق ہیں۔ رہی ضمیر مجرور متصل وہ فعل کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی بلکہ اسم اور حرف کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جیسے غُلَامِیْ میں یہ ضمیر مجرور متصل ہے اور اسم کے ساتھ متصل ہے۔ (میرا غلام) اور جیسے لِیْ میں ی ضمیر مجرور متصل ہے اور حرف جر یعنی لام کے ساتھ متصل ہے۔

**قولہ** یا تائی ساکن الخ یعنی یا تاء تانیث ساکنہ اس کے آخر میں لاحق ہو جیسے ضَرَبَتْ میں تا، تانیث ساکنہ ہے جو ماضی سے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ ساکنہ کی قید اس واسطے ہے کہ تائے متحرکہ اسم کے ساتھ خاص ہے جیساکہ گزر چکا۔

**قولہ** وعلامت حرف آنست الخ یعنی جس کلمہ میں اسم یا فعل کی کوئی علامت نہ ہو وہ کلمہ حرف ہے اور یہ اسم و فعل کی علامت نہ ہونا حرف کی علامت ہے۔

**سوالات**: ان الفاظ میں علامت سے پہچانو کہ کون اسم ہے

اسم و فعل در و نبود **فصل** بدانکہ جملہ کلماتِ عرب بر دو قسم است مُعرب و مَبنی معرب آنست کہ آخرش باختلافِ عوامل مختلف شود چوں زَیْدٌ در جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ، جَاءَ عامل است و زَیْدٌ معرب است و ضمہ اعراب ست و دال محلِ اعراب و مَبنی آنست کہ آخرش باختلافِ

---

اور کون فعل اور کون حرف اور اس علامت کو بھی بتاؤ جس سے تم نے اسے پہچانا ہے۔ اَلْکِتَابُ. زَیْدٌ. ضَرَبَ. اَلصِّرَاطُ. وَرَقُ الشَّجَرِ. نَصَرْتُ. دِهْلَوِیٌّ. اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ. قَدْ جَاءَ بِزَیْدٍ. رُجَیْلٌ. اُنْصُرْ. لَاتَقُمْ. سَمِعْتُ. فَتَحُوْا. مَسَاجِدُ سَوْفَ یَکُوْنُ. سَیَکُوْنُ مُحَمَّدٌ۔

**قولہ** بر دو قسم ست الخ مصنفؒ نے شروع میں کلمے کی تین قسمیں اسم فعل و حرف بتلائی تھیں وہ تقسیم اوّلی تھی۔ اب کلمہ کی تقسیم ثانی بتلاتے ہیں کہ کلمہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو معرب ہوگا یا مبنی۔

**قولہ** معرب آنست الخ معرب وہ ہے جسکا آخر اختلاف عوامل سے بدل جائے یعنی کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں رفع ہو جائے اور کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں نصب آجائے۔ اور کبھی کسی عامل کے آنے سے اسکے آخر میں جر آجائے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ معرب ہے اور جَاءَ اسکا فاعل ہے جس نے زَیْدٌ کو فاعلیت کی بناء پر رفع دیا (زید میرے پاس آیا) **ترکیب** جَاءَ فعل ماضی نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ زَیْدٌ اسکا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ نون وقایہ اس نون کو کہتے ہیں جو اپنے ماقبل کے حرکت کی حفاظت کرے۔ جیسے ضَرَبَنِیْ وَیَضْرِبُنِیْ وَاِنَّنِیْ وَیَضْرِبَانِنِیْ وَیَضْرِبُوْنَنِیْ میں اور وقایہ مصدر ہے بمعنی (محفوظ رکھنا) پس ان مثالوں میں اگر یٰ سے پیشتر نون نہ آتا تو سب کا آخر مکسور ہو جاتا۔ اسلئے کہ یٰ اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے لیکن نون وقایہ نے ان سب کے آخر کو مکسور ہونے سے بچالیا۔ اسی طرح رَأَیْتُ زَیْدًا میں زَیْدًا معرب ہے اور رَأَیْتُ اسکا عامل جس نے زَیْدًا کو بناء بر مفعولیت نصب دیا (میں نے زید کو دیکھا) **ترکیب** رَأَیْتُ فعل اس میں ضمیر تُ اسکا فاعل زَیْدًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں زَیْدٍ معرب ہے اور باء جارہ جو اس کا عامل ہے جس نے زید کو جر دیا کہ (میں زید کے پاس سے گزرا) ان مثالوں میں زَیْدٌ معرب ہے جس کے آخر میں تین مختلف حرکتیں ہیں جو مختلف عوامل کے آنے سے پیدا ہو گئیں اور مُعْرَبْ بروزن مُکْرَمْ بفتح را اسم مفعول اِعْرَابٌ بمعنی ظاہر کرنا ہے۔ ظرف مکان ہے بمعنی محل اظہار یعنی ظاہر کرنے کی جگہ اور چونکہ وہ محل اظہار اعراب ہے لہٰذا اس کا نام معرب رکھا گیا۔

**فائدہ**: مصنفؒ نے معرب کی جو تعریف کی ہے وہ حقیقتاً اسکی تعریف نہیں ہے بلکہ معرب کا حکم اور اثر ہے۔ یہ طریقہ محض مبتدیوں کی آسانی کے لئے اختیار کیا ہے اور اس کی حقیقی تعریف جیساکہ شیخ ابن حاجبؒ نے کافیہ میں ذکر کی ہے یہ ہے کہ معرب وہ ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیسے: جَاءَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ اپنے عامل جَاءَ کے ساتھ ہے اور مبنی اصل کیساتھ مشابہ نہیں ہے اور اس کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ معرب کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اسکا آخر اختلاف عوامل کی وجہ سے لفظاً یا تقدیراً بدلتا ہے لیکن جمہور نحاۃ نے معرب کی وہی تعریف کی ہے جس کو شیخ نے معرب کا حکم اور اثر قرار دیا ہے جیساکہ شرح جامی میں مذکور ہے۔

**قولہ**: عامل اسم فاعل ہے بمعنی (عمل کرنے والا) اصطلاح میں عامل اسے کہتے ہیں جسکی وجہ سے کلمہ کا آخر بدلتا ہے۔

**قولہ**: اعراب الخ اعراب وہ شئی ہے جس سے معرب کا آخر بدلتا ہے۔ اسم کے اعراب رفع و نصب و جر ہیں اور فعل کے رفع و نصب و جزم اعراب کے لغوی معنی ظاہر کرنا۔ چونکہ معرب پر رفع و نصب و جر عوامل کے آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاعل ہے یا مفعول یا مضاف الیہ۔ لہٰذا ان کو اعراب کہتے ہیں۔

**قولہ** مبنی آنست الخ مبنی بروزن مَرْمِیٌّ بِنَاءٌ مصدر بمعنی برقرار رہنا اور متغیر نہ ہونا اسم مفعول کا صیغہ ہے اور مبنی کا آخر ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور متغیر نہیں ہوتا اور اصطلاح میں وہ جسکا آخر اختلاف

**فصل** بدانکہ جملہ حروف مبنی ست چوں ہٰؤُلَآءِ کہ در حالت رفع ونصب وجر یکساں ست عوامل مختلف نشود
چون جَاءَنِی ہٰؤُلَاءِ و رَاَیتُ ہٰؤُلَاءِ مَرَرتُ بِہٰؤُلَاءِ ۱۲ — بنائے اصلی
است واز افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع بانون ہائے جمع مؤنث وبانونہائی تاکید
ثقیلہ وخفیفہ ۱۲
نیز مبنی ست بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است واما اسم متمکن معرب ست بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود وفعل

عوامل کی وجہ سے نہ بدلے جیسے ہٰؤُلَاءِ کہ اسکا آخر تینوں حالتوں جَاءَنِی ہٰؤُلَاءِ (وہ سب مرد میرے پاس آئے) اور رَاَیتُ ہٰؤُلَاءِ (میں نے ان سب مردوں کو دیکھا) اور مَرَرتُ بِہٰؤُلَاءِ (میں ان سب مردوں کے پاس سے گزرا) میں ایک ہی حالت یعنی کسرہ پر ہے۔

مبنی آں باشد کہ ماند برقرار
معرب آں باشد کہ گردد باربار

**فائدہ**: مبنی کی بھی یہ تعریف حقیقتاً اسکی تعریف نہیں ہے بلکہ اسکا حکم اور اثر ہے۔ یہاں پر بھی مصنفؒ نے مبتدیوں کی آسانی کے لئے ایسا کیا ہے اور اسکی حقیقی تعریف جیسا کہ کافیہ میں مذکور ہے اسطرح ہے کہ مبنی وہ ہے جو یا تو مبنی اصل کے مشابہ ہو یا عامل کے ساتھ ترکیب میں نہ واقع ہو۔

**قولہ** جملہ حروف مبنی ست الخ حروف اس واسطے مبنی ہیں کہ ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں نہیں پائے جاتے۔

**قولہ** واز افعال فعل ماضی الخ فعل ماضی اسلئے مبنی ہے کہ افعال میں اصلی بنا ہے اسواسطے کہ فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں ان میں نہیں پائے جاتے۔

**قولہ** بانون ہائے جمع مؤنث الخ فعل مضارع کی دو حالتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسکے آخر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ نہ ہو۔ پس اس وقت مضارع کے تمام صیغے مبنی نہیں بلکہ صرف وہ صیغے مبنی ہیں جن کے آخر میں جمع مؤنث کا نون ہے اور وہ صرف دو صیغے ہیں ایک جمع مؤنث غائب یَفْعَلْنَ دوسرے جمع مؤنث حاضر کا تَفْعَلْنَ اور لَنْ یَّفْعَلْنَ اور لَنْ تَفْعَلْنَ اور لَمْ یَفْعَلْنَ اور لَمْ تَفْعَلْنَ یہ اسلئے مبنی ہیں کہ جمع مؤنث کا نون مضارع میں ماضی کے نون جمع مؤنث کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اپنے ماقبل سکون کو چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ اعراب کو قبول نہیں کرے گا۔ دوسری حالت مضارع کی یہ ہے کہ اسکے آخر میں نُون تاکید ہو اور اسکی چار صورتیں ہیں مضارع معروف بانون تاکید ثقیلہ وخفیفہ، مضارع مجہول بانون تاکید ثقیلہ وخفیفہ۔ پس ان چار صورتوں میں مضارع کے سب صیغے مبنی ہیں خواہ ان پر لام امر داخل ہو یا لائے نہی۔ ہر حالت میں یکساں رہیں گے لفظوں میں تغیر نہیں ہوگا جیسے لَیَفْعَلَنَّ اور تَفْعَلَنَّ اور اسوقت اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نون تاکید اپنے ماقبل کے ساتھ شدتِ اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزو کلمہ ہے۔ پس اسوقت اگر اعراب نون سے پیشتر ہو تو اعراب کا وسط کلمہ میں ہونا لازم آئیگا۔ اور اعرابِ وسط کلمہ پر نہیں آتا بلکہ آخر کلمہ پر آتا ہے اور اگر وہ نون پر جو خود مبنی ہے داخل ہو تو اعراب کا اس کلمے پر جو حقیقتہً دوسرا کلمہ ہے داخل ہونا لازم آئے گا اور نیز اسکا مبنی پر داخل ہونا لازم آئیگا لہٰذا اعراب کا آنا ممتنع ہوگیا۔

**قولہ** اسم متمکن الخ باب تفعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ لغت میں بمعنی "جگہ پکڑنے والا" یعنی قوی چونکہ یہ اسم اعراب کو قبول کرتا ہے اسلئے قوی ہے بعضوں نے متمکن کے معنی جگہ دینے والا بتائے ہیں اور اس کو تمکن جائے دادن سے لیا ہے۔ حالانکہ لغت معتبرہ تاج المصادر منتہی الارب وغیرہ میں جائے دادن" بمعنی تمکین کے لکھے ہیں جو متعدی ہے نہ کہ تمکن سے جو لازم ہے۔

**قولہ** در ترکیب واقع شود الخ یعنی اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ وہ ترکیب میں اپنے عوامل کے ساتھ واقع ہو۔ مصنفؒ نے اسم تمکن کے معرب ہونے کے لئے ترکیب میں واقع ہونے کی قید اسلئے لگائی ہے کہ اسماءِ متمکنہ جیسے زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد وغیرہ ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی بر سکون ہیں۔ اسلئے کہ ترکیب میں واقع ہونے سے پہلے ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا یہ ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی ہیں۔ پس اگر ایسی ترکیب میں پائے جائیں جس میں اُن کا عامل ہو تو اسوقت یہ معرب ہونگے۔ اس وجہ

**مضارع معرب ست بشرط آنکه از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست واسم غیر متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہت**

سے کہ اس صورت میں وہ معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں پائے جائیں گے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں زید اپنے عامل جاءَ کے ساتھ مرکب ہے اور اسوقت اس میں فاعلیت کے معنی جو رفع کو چاہتے ہیں پائے جاتے ہیں لہٰذا اس وقت وہ معرب ہے اور ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر مبنی تھا۔ اسی طرح رَأَیْتُ زَیْدًا میں زید اپنے عامل رَأَیْتُ کے ساتھ مرکب ہے اور اسوقت اس میں مفعولیت کے معنی جو نصب کو چاہتے ہیں پائے جارہے ہیں لہٰذا وہ اس وقت معرب ہے۔ اسی طرح وہ اسم متمکن بھی مبنی ہے جو ایسی ترکیب میں واقع ہو جس میں اسکا عامل نہیں ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامُ اگرچہ زید کے ساتھ مرکب ہو کر پایا جارہا ہے لیکن یہ ایسی ترکیب میں واقع ہے جس میں اسکا عامل نہیں ہے لہٰذا یہ مبنی ہے اور زَیْدٍ مضاف الیہ معرب ہے اسلئے کہ وہ اپنے عامل غُلَامُ مضاف کے ساتھ ہے یہ ابن حاجب وغیرہ کا مسلک ہے لیکن علامہ زمخشریؒ کے نزدیک اسم متمکن ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر بھی معرب ہے۔ ان کے نزدیک اسم متمکن میں اسکے معرب ہونے کیلئے صرف صلاحیت اعراب کا ہونا کافی ہے۔ خواہ وہ بالفعل ترکیب میں پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ پس زید مثلاً ترکیب سے پیشتر ان کے نزدیک معرب ہے۔ اسلئے کہ اس امر کی صلاحیت ہے کہ اگر وہ ترکیب میں واقع ہو تو اس پر اعراب آجائے گا بخلاف مصنف اور ابن حاجبؒ وغیرہ کے ان کے نزدیک وہ ترکیب کے بعد معرب ہے اور اس سے پیشتر مبنی تھا۔

**قولہ** بیش ازیں دو قسم معرب نیست الخ خلاصہ یہ ہے کہ کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں۔ اول اسموں میں سے صرف اسم متمکن بشرطیکہ وہ ترکیب میں واقع ہو دوم فعلوں میں سے فعل مضارع جبکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو اور مبنی افعال میں سے فعل ماضی ہے خواہ معروف ہو یا مجہول اور مضارع کے صیغوں میں سے جبکہ اسکے آخر میں نون تاکید نہ ہو صرف دو صیغے مبنی ہیں جمع مؤنث غائب کا اور جمع مؤنث حاضر کا اور مضارع با نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ و امر حاضر معروف اور اسماء سے اسم غیر متمکن اور حروف یہ سب مبنی ہیں۔

**قولہ** اسم غیر متمکن اسمیست الخ اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور مبنی اصل اسے کہتے ہیں جو اصل وضع میں مبنی ہو کسی کیساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہوا ہو اور وہ تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور جملہ حروف صاحب مفصل کے نزدیک جملہ بھی اصل مبنی ہے اور اسم متمکن کا مبنی ہونا اسواسطے ہے کہ وہ مبنی اصل کی کسی نہ کسی قسم کے ساتھ مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے ورنہ اصل وضع کے وقت وہ مبنی نہ تھا۔ وضع کے بعد کسی نہ کسی قسم کی مشابہت اور مناسبت مبنی اصل کے ساتھ پائی گئی۔ لہٰذا وہ مبنی ہوگیا، اور مشابہت اور مناسبت کی صاحب مفصل نے چھ قسم بتلائی ہیں۔ اوّل یہ کہ اسم مبنی اصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے اسم ظرف بمعنی (کس جگہ) ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے جیسے أَیْنَ تَجْلِسُ (تو کس جگہ بیٹھے گا) اور دوسرے یہ کہ اسم مبنی اصل کے مشابہ ہو جیسے مبہمات یعنی اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ کہ اشارہ حسیہ یا صفت یا صلہ کے محتاج ہیں۔ جیسے کہ حروف دلالت میں اپنے متعلق کے محتاج ہیں تیسرے یہ کہ اسم مبنی اصل کے موقع میں واقع ہو جیسے نَزَالِ کہ اسم فعل ہے اَنْزِلْ امر حاضر معروف کی جگہ میں واقع ہوتا ہے بمعنی (اُترو) چوتھے یہ کہ کوئی اسم ہم شکل اس اسم کے ہو جو مبنی اصل کی جگہ میں واقع ہوتا ہے جیسے فجار (بمعنی زنا کار) کہ نَزَالِ کے ہم شکل اور ہم وزن ہے اور نَزَالِ کی جگہ میں اِنْزِلْ مبنی اصل کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ گزرچکا۔ پانچویں یہ کہ کوئی اسم جگہ میں اس اسم کے واقع ہو جو مبنی اصل کے مشابہ ہے جیسے مُنَادیٰ مضموم یَا زَیْدُ معنی میں اَدْعُوْكَ کے ہے اور کاف خطابیہ اسمیہ مشابہ کاف خطابیہ حرفیہ کے ہے۔ چھٹے یہ کہ کوئی اسم مضاف اپنی اصل کی طرف بلا واسطہ ہو جیسے آیۃ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ میں يَوْمَ بفتح میم بناء بر قرأت نافع اس میں يَوْمَ بلا واسطہ جملہ کی طرف مضاف ہے اور جملہ صاحب

**وار دو مبنی اصل سہ چیز است فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف و اسم متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست، اوّل مضمرات چون اَنَا من مرد و زن وَضَرَبْتُ زدم من وَاِیَّایَ خاص مرا وضَرَبَنِیْ بزد مرا ولِیْ مرا و این ہفتاد ضمیر است چہاردہ مرفوع متصل**

و آن اسمیست کہ وضعش برائے متکلم یا مخاطب یا غائب بود کہ ذکرش مقدم باشد لفظاً ۱۲

منفصل کے نزدیک مبنی اصل ہے اور وہ اسوقت یَوْمَ مبنی بر فتح ہے اور فتح پر مبنی ہونا اسوجہ سے ہے کہ وہ تمام حرکتوں میں ہلکا ہے اور بر روایت حفص ھٰذَا یَوْمُ بضم میم ہے اور اسوقت یَوْمُ معرب برفع ہوگا۔ اسلیئے کہ وہ ہذا ابتداء کی خبر ہے یا باواسطہ جیسے مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ میں یَوْمَ بفتح میم بنا بر قرأت نافع یہ اصل میں یَوْمَ اِذَا کَانَ کَذَا تھا یَوْمَ بواسطہ اِذَا جملہ کی طرف مضاف ہے اور بر روایت حفص عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بکسر میم ہے اور اسوقت یَوْمِ معرب مجرور ہوگا۔ اسواسطے کہ وہ عذاب کا مضاف الیہ ہے۔

**قولہ اسم متمکن اسمی ست الخ** اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو جیسے زَیْدٌ وَرَجُلٌ وَضَارِبٌ وَمَضْرُوْبٌ وَحَسَنٌ کہ یہ اصل کے ساتھ مشابہت مذکورہ میں سے کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتے۔

**سوالات:** ان الفاظ میں بتاؤ کہ معرب کون ہے اور کون مبنی اور مبنی اصل بھی بتاؤ۔

اُنْصُرُوْا۔ لَنْ یَّفْعَلَ۔ ضَرَبَ۔ کَتَبَ۔ اُنْصُرْنَانِّ۔

لَمْ یَضْرِبْ۔ یَسْمَعْنَ۔ تَضْرِبِیْنَ۔

**قولہ مضمرات الخ** یہ مُضْمَرٌ بفتح میم یعنی پوشیدہ کی جمع ہے۔ مصدر اِضْمَارٌ ہے بمعنی پوشیدہ رکھنا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا غائب مذکور پر دلالت کرے۔ جیسے اَنَا واحد متکلم کی ضمیر ہے۔ بمعنی میں ایک مرد یا ایک عورت، یہ ضمیر مرفوع منفصل کی مثال ہے۔

**قولہ ضَرَبْتُ** اسمیں تُ واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی (مجھ ایک مرد یا ایک عورت نے مارا یعنی میں نے مارا) ضمیر مرفوع متصل کی مثال ہے۔

**قولہ اِیَّایَ** واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی (خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو یعنی خاص مجھ کو)۔

**قولہ ضَرَبَنِیْ** اس میں ی واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی اس ایک مرد نے مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو مارا۔ یعنی اس نے مجھ کو مارا۔ ضمیر منصوب متصل کی مثال ہے۔

**قولہ لِیْ** اس میں ی واحد متکلم کی ضمیر ہے بمعنی مجھ ایک مرد یا ایک عورت کے لیئے یعنی میرے لیئے۔ یہ ضمیر مجرور متصل کی مثال ہے ضمائر کی ان متعدد مثالوں سے مصنفؒ نے ان کی اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں۔ اوّل ضمیر مرفوع منفصل دوّم ضمیر مرفوع متصل سوّم ضمیر منصوب منفصل چہارم ضمیر منصوب متصل پنجم ضمیر مجرور متصل اور ان میں سے ہر ایک کی چودہ چودہ ضمیریں ہیں۔ چودہ کو پانچ میں ضرب دینے سے ستر ضمیریں ہوگئیں۔ جن کو اب مصنفؒ بیان فرماتے ہیں۔

**قولہ مرفوع الخ** لغت میں بمعنی بلند کیا ہوا۔ اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو مبتداء یا خبر یا فاعل واقع ہو چونکہ یہ تینوں مرفوع ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی ضمیر کو بھی مرفوع کہتے ہیں جیسے اَنْتَ غُلَامُ زَیْدٍ میں اَنْتَ ضمیر مرفوع مبتدا ہے اور جیسے ضَرَبَا میں الف ضمیر مرفوع فاعل فعل ہے۔

**قولہ متصل** بمعنی (ملنے والا) بابِ افتعال سے اسم فاعل ہے۔ مادہ وَصْلٌ ہے بمعنی (ملنا) اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو تنہا مستعمل نہ ہو بلکہ اپنے عامل سے ملی ہوئی مستعمل ہو۔ پس مرفوع متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل فعل سے ملی ہوئی ہو۔ یہ ہمیشہ فاعل ہوتی ہے جیسے ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر مرفوع متصل ہے۔ ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل بارز بمعنی (ظاہر) یعنی وہ ضمیر ہے جسکا تلفظ کر سکیں۔ اور ظاہر ہے کہ تلفظ میں وہ ہی ضمیر آئیگی جو لفظوں میں ہوگی۔ اور جو لفظوں میں ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ پوشیدہ۔ لہٰذا اسکو بارز کہتے ہیں۔ دوّم مستتر یعنی چھپنے والا اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جسکا تلفظ نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ

ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا
ضَرَبُوْا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ وچہاردہ مرفوع منفصل اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ

تلفظ میں وہی ضمیر نہیں آتی جو لفظوں میں مذکور نہیں ہوتی۔ اور پوشیدہ ہوتی ہے لہٰذا اسکو مستتر کہتے ہیں۔ یہ ماضی کے دو صیغوں میں ہوتی ہے ضَرَبَ صیغہ واحد مذکر غائب میں هُوَ اور ضَرَبَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب هِيَ اور مضارع کے پانچوں صیغوں میں یَضْرِبُ صیغہ واحد مذکر غائب میں هُوَ پوشیدہ ہے اور تَضْرِبُ واحد مؤنث میں هِيَ اور تَضْرِبُ واحد مذکر مخاطب میں اَنْتَ اور اَضْرِبُ (واحد متکلم) میں اَنَا اور نَضْرِبُ (واحد متکلم مع الغیر) میں نَحْنُ **فائدہ** ضَرَبَ اور ضَرَبَتْ کا فاعل کبھی ان کے بعد مذکور ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) میں زَیْدٌ اسکا فاعل ہے اور ضَرَبَتْ هِنْدٌ (ہندہ نے مارا) میں هِنْدٌ اسکا فاعل ہے اور اسوقت چونکہ ان کا فاعل اسم ظاہر موجود ہے لہٰذا ان میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہوگی اور کبھی پوشیدہ ہوتا ہے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ میں هُوَ اور هِنْدٌ ضَرَبَتْ میں هِيَ اور چونکہ اسوقت ان کا فاعل اسم ظاہر نہیں ہے لہٰذا ان میں وہ ضمیر جو ان کا فاعل پوشیدہ ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ ضَرَبُوْا کے آخر میں جو الف لکھا جاتا ہے وہ واو جمع اور واو عطف کے درمیان فرق کرنے کی علامت ہے اور ضَرَبَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب میں تاء ساکنہ علامت تانیث فاعل ہے اسی طرح ضَرَبَتَا میں تاء علامت تانیث فاعل ہے اور الف تثنیہ کی ضمیر ہے۔

## ضمیر مرفوع متصل (۱۴ عدد)

| | | |
|---|---|---|
| ضَرَبْتُ | تُ ضمیر بارز واحد متکلم مذکر و مؤنث کی | مجھ ایک مرد ایک عورت نے مارا |
| ضَرَبْنَا | نَا ضمیر بارز تثنیہ جمع متکلم مذکر و مؤنث کی | ہم سب مرد یا عورتوں یا دو مرد یا دو عورتوں نے مارا |
| ضَرَبْتَ | تَ ضمیر بارز مذکر واحد مخاطب کی | تجھ ایک مرد نے مارا |
| ضَرَبْتُمَا | تُمَا ضمیر بارز تثنیہ مذکر مخاطب کی | تم دو مردوں نے مارا |
| ضَرَبْتُمْ | تُمْ ضمیر بارز جمع مذکر مخاطب کی | تم سب مردوں نے مارا |
| ضَرَبْتِ | تِ ضمیر بارز واحد مؤنث مخاطب کی | تجھ ایک عورت نے مارا |
| ضَرَبْتُمَا | تُمَا ضمیر بارز تثنیہ مؤنث مخاطب کی | تم دو عورتوں نے مارا |
| ضَرَبْتُنَّ | تُنَّ ضمیر بارز جمع مؤنث مخاطب کی | تم سب عورتوں نے مارا |
| ضَرَبَ | اس میں ہو ضمیر مستتر واحد مذکر غائب کی | اس ایک مرد نے مارا |
| ضَرَبَا | اَ ضمیر بارز تثنیہ مذکر غائب کی | ان دو مردوں نے مارا |
| ضَرَبُوْا | و ضمیر بارز جمع مذکر غائب کی | ان سب مردوں نے مارا |
| ضَرَبَتْ | ہِیَ ضمیر مستتر واحد مؤنث غائب کی | اس ایک عورت نے مارا |
| ضَرَبَتَا | اَ ضمیر بارز تثنیہ مؤنث غائب کی | ان دو عورتوں نے مارا |
| ضَرَبْنَ | نَ ضمیر بارز جمع مؤنث غائب کی | ان سب عورتوں نے مارا |

**قولہ** منفصل بمعنی (جدا ہونے والا) باب انفعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے مادہ فَصْلٌ ہے بمعنی جدا کرنا اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو تنہا مستقل طور پر مستعمل ہو یعنی اپنے عامل سے جدا ہو۔ ضمیر مرفوع متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل سے علیحدہ آئی ہو اور ترکیب میں فاعل یا مبتدا یا خبر واقع ہو رہی ہو۔

**قولہ** منصوب بمعنی نصب دیا ہوا۔ اصطلاح میں وہ ضمیر ہے جو مفعول بہ واقع ہو یا کوئی عامل ناصب اِنَّ وغیرہ اس کے اول آوے۔ چونکہ مفعول بہ اور عامل ناصب کے معمول پر نصب ہوتا ہے لہٰذا اسکو منصوب کہتے ہیں پس منصوب متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل سے ملی ہوئی آوے اور ترکیب میں مفعول بہ یا کسی عامل ناصب اِنَّ وغیرہ کا معمول واقع ہو اور منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جو عامل سے علیحدہ آوے اور مفعول بہ واقع ہو اور ضمیر مجرور متصل وہ ضمیر ہے جو حرف جر یا اسم مضاف سے ملی ہوئی آوے اور ترکیب میں مجرور یا مضاف الیہ واقع ہو۔ چونکہ مضاف الیہ اور حرف جر کا معمول مجرور ہوتا ہے لہٰذا اس کو مجرور کہتے ہیں۔

هِيَ هُمَا هُنَّ وچہاردہ منصوب متّصل ضَرَبَنِيْ ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُمْ ضَرَبَكِ
ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهٗ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ وچہاردہ منصوب منفصل

## ضمیر مرفوع منفصل (۱۴ عدد)

| | | |
|---|---|---|
| اَنَا | ضمیر واحد متکلم مذکر و مؤنث کی | میں ایک مرد یا ایک عورت |
| نَحْنُ | ضمیر تثنیہ و جمع متکلم مذکر و مؤنث | ہم دو مردوں یا دو عورتوں یا سب مردوں یا سب عورتیں |
| اَنْتَ | ضمیر واحد مذکر حاضر کی | تو ایک مرد |
| اَنْتُمَا | ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی | تم دو مرد |
| اَنْتُمْ | ضمیر جمع مذکر حاضر کی | تم سب مرد |
| اَنْتِ | ضمیر واحد مؤنث حاضر کی | تو ایک عورت |
| اَنْتُمَا | ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر کی | تم دو عورتیں |
| اَنْتُنَّ | ضمیر جمع مؤنث حاضر کی | تم سب عورتیں |
| هُوَ | ضمیر واحد مذکر غائب کی | وہ ایک مرد |
| هُمَا | ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی | وہ دو مرد |
| هُمْ | ضمیر جمع مذکر غائب کی | وہ سب مرد |
| هِيَ | ضمیر واحد مؤنث غائب کی | وہ ایک عورت |
| هُمَا | ضمیر تثنیہ مؤنث غائب کی | وہ دو عورتیں |
| هُنَّ | ضمیر جمع مؤنث غائب کی | وہ سب عورتیں |

## ضمیر منصوب متّصل (۱۴)

| | | |
|---|---|---|
| ضَرَبَنِيْ | اس میں ی ضمیر واحد مذکر اور مؤنث متکلم کی ہے | مارا اس ایک مرد نے مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو |
| ضَرَبَنَا | نا ضمیر تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم کی | مارا اس ایک مرد نے ہم دو مردوں یا دو عورتوں یا سب مردوں یا سب عورتوں کو |
| ضَرَبَكَ | کَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک مرد کو |
| ضَرَبَكُمَا | کما ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تم دو مردوں کو |
| ضَرَبَكُمْ | کم ضمیر جمع مذکر حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تم سب مردوں کو |
| ضَرَبَكِ | کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک عورت کو |
| ضَرَبَكُمَا | کما ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تم دو عورتوں کو |
| ضَرَبَكُنَّ | کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر کی | مارا اس ایک مرد نے تم سب عورتوں کو |
| ضَرَبَهٗ | ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی | مارا اس ایک مرد نے اس ایک مرد کو |
| ضَرَبَهُمَا | ہما ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی | مارا اس ایک مرد نے ان دو مردوں کو |
| ضَرَبَهُمْ | ہم ضمیر جمع مذکر غائب کی | مارا اس ایک مرد نے ان سب مردوں کو |
| ضَرَبَهَا | ہا ضمیر واحد مؤنث غائب کی | مارا اس ایک مرد نے اس ایک عورت کو |
| ضَرَبَهُمَا | ہما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب کی | مارا اس ایک مرد نے ان دو عورتوں کو |
| ضَرَبَهُنَّ | ہنّ ضمیر جمع مؤنث غائب کی | مارا اس ایک مرد نے ان سب عورتوں کو |

## ضمیر منصوب منفصل (۱۴ عدد)

| | | |
|---|---|---|
| اِيَّايَ | واحد متکلم مذکر و مؤنث کی | خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو |
| اِيَّانَا | ضمیر تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم کی | خاص ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کو |
| اِيَّاكَ | ضمیر واحد مذکر حاضر کی | خاص تجھ ایک مرد کو |
| اِيَّاكُمَا | ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی | خاص تم دو مردوں کو |
| اِيَّاكُمْ | ضمیر جمع مذکر حاضر کی | خاص تم سب مردوں کو |
| اِيَّاكِ | ضمیر واحد مؤنث حاضر کی | خاص تجھ ایک عورت کو |
| اِيَّاكُمَا | ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی | خاص تم دو عورتوں کو |
| اِيَّاكُنَّ | ضمیر جمع مؤنث حاضر کی | خاص تم سب عورتوں کو |
| اِيَّاهُ | ضمیر واحد مذکر غائب کی | خاص اس ایک مرد کو |
| اِيَّاهُمَا | ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی | خاص ان دو مردوں کو |
| اِيَّاهُمْ | ضمیر جمع مذکر غائب کی | خاص ان سب مردوں کو |
| اِيَّاهَا | ضمیر واحد مؤنث غائب کی | خاص اس ایک عورت کو |
| اِيَّاهُمَا | ضمیر تثنیہ مؤنث غائب کی | خاص ان دو عورتوں کو |
| اِيَّاهُنَّ | ضمیر جمع مؤنث غائب کی | خاص ان سب عورتوں کو |

إِيَّايَ إِيَّانَا إِيَّاكَ إِيَّاكُمَا إِيَّاكُمْ إِيَّاكِ إِيَّاكُمَا إِيَّاكُنَّ إِيَّاهُ إِيَّاهُمَا إِيَّاهُمْ إِيَّاهَا إِيَّاهُمَا إِيَّاهُنَّ وچہاردہ مجرور متصل لِي لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهٗ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ ۔

## ضمیر مجرور متصل بحرف جر (۱۴ اعدد)

| | | |
|---|---|---|
| لِي | یٰ ضمیر واحد متکلم مذکر و مؤنث کی | مجھ ایک مرد یا ایک عورت کے واسطے |
| لَنَا | نَا ضمیر تثنیہ و جمع متکلم مذکر و مؤنث کی | ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کے واسطے |
| لَكَ | کَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی | تجھ ایک مرد کے واسطے |
| لَكُمَا | کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر کی | تجھ دو مردوں کے واسطے |
| لَكُمْ | کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر کی | تم سب مردوں کے واسطے |
| لَكِ | کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی | تجھ ایک عورت کے واسطے |
| لَكُمَا | کُمَا ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر کی | تم دو عورتوں کے واسطے |
| لَكُنَّ | کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر کی | تم سب عورتوں کے واسطے |
| لَهٗ | ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی | اس ایک مرد کے واسطے |
| لَهُمَا | ہُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب کی | ان دو مردوں کے واسطے |
| لَهُمْ | ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی | ان سب مردوں کے واسطے |
| لَهَا | ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب کی | اس ایک عورت کے واسطے |
| لَهُمَا | ہُمَا ضمیر تثنیہ مؤنث غائب کی | ان دو عورتوں کے واسطے |
| لَهُنَّ | ہُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کی | ان سب عورتوں کے واسطے |

## ضمیر مجرور باسم مضاف (۱۴ اعدد)

| | |
|---|---|
| غُلَامِي | مجھ ایک مرد یا ایک عورت کا غلام |
| غُلَامُنَا | ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مرد یا سب عورتوں کا غُلام |
| غُلَامُكَ | تجھ ایک مرد کا غُلام |
| غُلَامُكُمَا | تم دو مردوں کا غلام |
| غُلَامُكُمْ | تم سب مردوں کا غُلام |
| غُلَامُكِ | تجھ ایک عورت کا غلام |
| غُلَامُكُمَا | تم دو عورتوں کا غلام |
| غُلَامُكُنَّ | تم سب عورتوں کا غلام |
| غُلَامُهٗ | اس ایک مرد کا غلام |
| غُلَامُهُمَا | ان دو مردوں کا غلام |
| غُلَامُهُمْ | ان سب مردوں کا غلام |
| غُلَامُهَا | اس ایک عورت کا غلام |
| غُلَامُهُمَا | ان دو عورتوں کا غلام |
| غُلَامُهُنَّ | ان سب عورتوں کا غلام |

**فائدہ:** ضمیر مرفوع متصل حقیقت میں کوئی علیٰحدہ ضمیر نہیں ہے بلکہ ہر ایک مرفوع منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لے کر فعل کے آخر میں لگا دیئے ہیں جیسے ضَرَبْتَ میں اَنْتَ سے تَ لے لیا۔ اور ضَرَبْتُمَا میں اَنْتُمَا سے تُمَا اور ضَرَبْتُ میں اَنَا میں سے کوئی حرف نہیں لیا۔ کیونکہ اگر الف لیتے تو ضَرَبَا سے التباس ہوتا۔ اور اگر نون لیتے تو ضَرَبْنَ سے لہٰذا تَ ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ کی مناسبت کی وجہ سے لگا دی اور پھر ضمہ دے دیا تاکہ ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ سے ملتبس نہ ہوا اور ضَرَبْنَا جمع متکلم میں نَحْنُ کا نون لگا دیا اور پھر الف زیادہ کیا تاکہ ضَرَبْنَ سے ملتبس نہ ہوا اور ضَرَبُوا میں هُمُوْا کا واؤ لگا دیا۔ یہ واؤ ہُم میں کبھی کبھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ضمیر منصوب متصل کوئی علیٰحدہ ضمیر نہیں ہے بلکہ ہر ایک منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لے کر فعل کے آخر میں لگا دیئے۔ جیسے ضَرَبَكَ میں اِیَّاكَ کا كَ لگا دیا اور ضمیر مجرور منفصل نہیں ہوتی۔ اس لیئے کہ اگر منفصل جار سے پہلے آتی اور مجرور جار سے اور مضاف الیہ مضاف سے کبھی

**دوم اسمائے اشارات ذَا وَ ذَانِ وَذَیْنِ وتَا وَ تِیْ وَتِہٖ وَذِہٖ وَ ذِھِیْ وَتِھِیْ وَتَانِ وَتَیْنِ وَاُولَاءِ بمد واُولٰی بقصر سوم اسمائے موصولہ اَلَّذِیْ اَلَّذَانِ وَالَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ وَالَّتِیْ**

آں یک مرد ۱۲ — آں دو مرد ۱۲ — ہر ضمیر بمعنی آں یک زن ۱۲ — آں دو زن ۱۲ — آں ہمہ زناں ۱۲ — بمد و قصر ہر دو برائے جمع مذکر و مؤنث ۱۲

مقدم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضمیر مجرور منفصل بے فائدہ رہتی ہے اور نیز ضمیر مجرور متصل کوئی علیحدہ ضمیر نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک منصوب منفصل سے ایک ایک یا دو دو حرف لے کر حرفِ جر یا اسمِ مضاف کے آخر میں لگا دیئے جیسے لَکُمَا اور غُلَامُکُمَا میں اِیَّاکُمَا سے کُمَا لگا دیا۔

**فائدہ:** مصنفؒ نے ضمیر مجرور باضافت کی مثالیں نہیں لکھی ہیں۔ البتہ ہم نے شرح میں اضافہ کر دیا ہے۔ ضمائر کا مبنی ہونا حروف کے ساتھ احتیاج میں مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ یعنی جیسے حروفِ دلالت میں متعلق کی طرف محتاج ہیں اسی طرح ضمیر میں بھی احتیاج ہے۔ کیونکہ ضمیر اگر غائب کی ہے تقدمِ ذکر کی طرف محتاج ہوگی جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ غُلَامَہٗ اور اگر متکلم یا مخاطب کی ہے تو حضور یا خطاب کا نی عنہ کی طرف محتاج ہوگی۔

**سوالات:** ان مثالوں میں ضمیروں کی قسمیں بتاؤ؟

نَصَرْتُ، اِیَّاکَ نَعْبُدُ، ھُنَّ جَمِیْلَاتٌ، ھٰذَا غُلَامِیْ، ھُمَا عَالِمَانِ۔ لَھَا کِتَابٌ۔ ضَرَبْتُکُمْ، اَنْتَ غُلَامُ بَکْرٍ، ضَرَبُوْنِیْ، ھٰذَا لَکُمْ۔ ھٰذَا بَیْتُکَ، اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

**قولہ** اسمائے اشارات الخ مرکب اضافی ہے۔ اسماء جمع اسم کی ہے اور اشارات جمع اشارہ کی ہے۔ لغوی معنی ہے اشارہ کرنا۔ اصطلاح میں اسم اشارہ وہ اسم ہے جو تعین مشار الیہ کے واسطے وضع کیا گیا ہو۔ جس اسم سے اشارہ کرتے ہیں اسے اسم اشارہ کہتے ہیں۔ اور جس شے کی طرف اشارہ کیا جائے اُسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ لغوی معنی (جس کی طرف اشارہ کیا گیا)۔

| ذَا | ذَانِ | ذَیْنِ | تَا وَ تِیْ وَتِہٖ وَذِہٖ وَ ذِھِیْ وَتِھِیْ | تَانِ | تَیْنِ | اُولَاءِ | اُولٰی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| یہ ایک مرد واحد مذکر | یہ دو مرد حالتِ رفعی میں تثنیہ مذکر | یہ دو مرد حالت نصبی و جری میں تثنیہ مذکر | ان سب کے معنی (یہ ایک عورت واحد مؤنث) | یہ دو عورتیں حالت رفعی میں تثنیہ مؤنث | یہ دو عورتیں حالت نصبی و جری میں تثنیہ مؤنث | یہ سب مرد یا سب عورتیں جمع مذکر و مؤنث | یہ سب مرد یا سب عورتیں جمع مذکر و مؤنث |

**فائدہ:** اسم اشارہ سے پہلے کبھی لفظ ھَا لگا دیتے ہیں اس سے مخاطب کو مشار الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے ھٰٓؤُلَاءِ وَھٰذَا وَھٰذِہٖ وَھٰذَانِ اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حروفِ خطاب کَ وَکُمَا، وَکُمْ وکِ وکُمَا وکُنَّ لگا دیتے ہیں تاکہ مخاطب کے مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر ومؤنث ہونے پر دلالت کرے جیسے حسبِ ذیل نقشہ سے ظاہر ہے

| جب کہ مخاطب ہو جبکہ مشارٌالیہ واحد مذکر ہو | | جبکہ مشار الیہ تثنیہ مذکر ہو | جبکہ مشار الیہ جمع مذکر ہو | جبکہ مشار الیہ واحد مؤنث ہو | جبکہ مشار الیہ تثنیہ مؤنث ہو | جبکہ مشار الیہ جمع مؤنث ہو |
|---|---|---|---|---|---|---|
| واحد مذکر ہو | ذَالِكَ | ذَانِكَ ذَیْنِكَ | اُولٰٓئِكَ | تَالِكَ | تَانِكَ تَیْنِكَ | اُولَالِكَ |
| تثنیہ مذکر ہو | ذَاكُمَا | ذَانِكُمَا ذَیْنِكُمَا | اُولٰٓئِكُمَا | تَاكُمَا | تَانِكُمَا تَیْنِكُمَا | اُولَاكُمَا |
| جمع مؤنث ہو | ذَاكُمْ | ذَانِكُمْ ذَیْنِكُمْ | اُولٰٓئِكُمْ | تَاكُمْ | تَانِكُمْ تَیْنِكُمْ | اُولَاكُمْ |
| واحد مؤنث ہو | ذَالِكِ | ذَانِكِ ذَیْنِكِ | اُولٰٓئِكِ | تَالِكِ | تَانِكِ تَیْنِكِ | اُولَالِكِ |
| تثنیہ مؤنث ہو | ذَاكُمَا | ذَانِكُمَا ذَیْنِكُمَا | اُولٰٓئِكُمَا | تَاكُمَا | تَانِكُمَا تَیْنِكُمَا | اُولَاكُمَا |
| جمع مؤنث ہو | ذَاكُنَّ | ذَانِكُنَّ ذَیْنِكُنَّ | اُولٰٓئِكُنَّ | تَاكُنَّ | تَانِكُنَّ تَیْنِكُنَّ | اُولَاكُنَّ |

## وَاللَّتَانِ وَاللَّتَيْنِ وَاللَّاتِيْ وَاللَّوَاتِيْ وَمَا وَمَنْ وَاَيٌّ وَاَيَّةٌ وَالِفْ وَلَامْ بمعنی اَلَّذِیْ در اسم

جمع مؤنث ۱۲ — بمعنی الذی برائے غیر عاقل ومن برائے عاقل وگاہے یکے بجائے دیگرے مستعمل میشود ۱۲

## فاعل واسم مفعول چوں اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ

بمعنی الذی ضرب ۱۲ — بمعنی الذی ضرب ۱۲

**قولہ اسمائے موصولہ الخ** اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا کامل جزو بغیر صلہ کے نہ ہوسکے اور جملہ کا کامل جزو ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مبتدا یا خبر یا فاعل یا مفعول وغیرہ نہ ہو۔ کمافی شرح الجامی۔

کامل جزو اس واسطے کہا کہ موصول بغیر صلہ کے جملہ کا جزو ہوجاتا ہے لیکن کامل جزو بغیر صلہ کے نہیں ہوتا۔ جیسے جَاءَنِي الَّذِيْ ضَرَبَكَ (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھ کو مارا) جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا ی ضمیر متکلم مفعول بہ اَلَّذِيْ اسم موصول ضَرَبَ فعل ماضی اس میں ضمیر ہو مستتر اس کا فاعل جو اَلَّذِيْ کی طرف لوٹتی ہے اور کَ ضمیر مفعول بہ ضَرَبَ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا۔ موصول کا موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا۔ جَاءَ کا جَاءَ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اس میں اَلَّذِيْ موصول اپنے صلہ ضَرَبَكَ سے مل کر جملہ کا کامل جزو یعنی فاعل ہے لیکن صرف اَلَّذِيْ جملہ کا جزو تو ہے لیکن کامل جزو نہیں ہے۔

صلہ کے لغوی معنی (ملانا) اصطلاح میں وہ جملہ ہے جو ایسی شئ کے بعد مذکور ہو کہ وہ شے اس جملہ کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو۔ اور اس شے کو اصطلاح نحات میں موصول کہتے ہیں اور اس جملہ میں جو صلہ واقع ہو ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے اور اس ضمیر کو عائد کہتے ہیں۔ عائد اسم فاعل بمعنی لوٹنے والا۔

| اَلَّذِيْ | اَلَّذَانِ | اَلَّذَيْنِ | اَلَّذِيْنَ | اَلَّتِيْ | اَللَّتَانِ | اَللَّتَيْنِ | اَللَّاتِيْ اَللَّوَاتِيْ | مَا | مَنْ | اَيٌّ | اَيَّةٌ | اَلْ | ذُوْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وہ ایک مرد واحد مذکر کے لئے | وہ دو مرد تثنیہ مذکر کیلئے حالت رفعی میں | وہ دو مرد تثنیہ مذکر کیلئے حالت نصبی جری | وہ سب مرد جمع مذکر کے لئے | وہ ایک عورت واحد مؤنث کے لئے | وہ دو عورتوں تثنیہ مؤنث کیلئے حالت رفعی میں | وہ دو عورتیں تثنیہ مؤنث کیلئے حالت نصبی جری میں | وہ سب عورتیں جمع مؤنث کے لئے | وہ چیز غیر عاقل کے لئے | وہ شخص عاقل کے لئے | وہ مرد واحد مذکر کے لیئے | وہ عورت واحد مؤنث کے لئے | وہ ایک مرد وہ دو مرد وہ سب مرد وہ ایک عورت وہ دو عورتیں وہ سب عورتیں | بمعنی اَلَّذِيْ اور اَلَّتِيْ |

**قولہ اَلضَّارِبُ** یہ معنی میں اَلَّذِيْ ضَرَبَ کے ہے (وہ مرد جس نے مارا)۔

**قولہ اَلْمَضْرُوْبُ** یہ معنی میں اَلَّذِيْ ضُرِبَ کے ہے (وہ مرد جو مارا گیا) اَلضَّارِبَانِ بمعنی اَلَّذَانِ ضَرَبَا اور اَلضَّارِبُوْنَ بمعنی اَلَّذِيْنَ ضَرَبُوْا۔ اَلضَّارِبَةُ بمعنی اَلَّتِيْ ضَرَبَتْ۔ اَلضَّارِبَتَانِ بمعنی اَللَّتَانِ ضَرَبَتَا۔ اَلضَّارِبَاتُ بمعنی اَللَّاتِيْ ضَرَبْنَ۔

**قولہ ذو بمعنی اَلَّذِيْ الخ** لفظ ذُوْ دو معنی میں آتا ہے ایک تو

وذُو بمعنی اَلَّذِی درلغت بنی طے نحو جاءَنِی ذُو ضَرَبَكَ بدانکہ اَیٌّ وَاَیَّۃٌ معرب است چہارم اسمائے افعال وآن بر دو قسم ست اوّل بمعنی امر حاضر چون رُوَیْدَ وبَلْهَ وحَیَّهَلْ وهَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چون هَیْهَاتَ وشَتَّانَ پنجم اسمائی اصوات چون اُحْ اُحْ

معنی صَاحِبٌ اور یہ معرب ہے جیسا کہ عنقریب اسمائے ستہ مکبرہ میں آئے گا۔ دُوسرے خاص لغت بنی طی میں بمعنی اَلَّذِیْ آتا ہے اور اس جگہ بھی یہی مراد ہے اور یہ مبنی ہے اور کبھی متغیر نہیں ہوتا جیسے جَاءَنِیْ ذُوْ قَامَ وَرَاَیْتُ ذُوْ قَامَ وَمَرَرْتُ بِذُوْ قَامَ اور اس ذُو کو ذُو طائیہ کہتے ہیں۔

**فائدہ** مَا اور مَنْ اور اَلْ اور ذُو طائیہ واحد تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث کی حالت میں یکساں رہتے ہیں۔

**قولہ** جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ اَیْ جَاءَنِیْ الَّذِیْ ضَرَبَكَ (آیا میرے پاس وہ مرد جس نے تجھ کو مارا) **ترکیب** جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا یٖ ضمیر متکلم مفعول بہ ذُو موصول بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ فعل ماضی اس میں ضمیر ھُوَ مستتر فاعل راجع طرف ذُو موصول کے كَ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** اَیٌّ وَاَیَّۃٌ کے دو حال ہیں۔ یا تو مضاف ہوں گے یا نہیں۔ اگر مضاف نہ ہوں گے تو پھر دو حال ہیں یا تو صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں۔ اسی طرح اگر مضاف ہوں گے تو بھی دو حال میں یا تو صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں پس یہ کُل چار حال ہوئے۔ اوّل کے تین معرب ہیں اور چوتھا مبنی۔

**قولہ** اسمائے افعال الخ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور اصطلاح میں اسم فعل وہ اسم ہے جو باعتبارِ وضع امر یا ماضی کے معنی میں ہو۔ ان اسماء کا نام اسمائے افعال اسواسطے رکھا گیا کہ یہ معنی میں فعل کے ہوتے ہیں۔

**قولہ** بمعنی امر حاضر جیسے رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ (تو مہلت دے) جیسے رُوَیْدَ زَیْدًا (تو زید کو مہلت دے) رُوَیْدَ اسم فعل بمعنی امر حاضر اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اسکا فاعل زَیْدًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

بَلْهَ بمعنی دَعْ (چھوڑ تو) جیسے بَلْهَ زَیْدًا (چھوڑ دے زید کو) حَیَّهَلْ بمعنی اِئْتِ جیسے حَیَّهَلِ الصَّلٰوۃَ (آ تو نماز کو) هَلُمَّ بمعنی اِئْتِ (آ تو) جیسے اللہ تعالیٰ کا قول هَلُمَّ اِلَیْنَا (آ تو ہماری طرف) ان کے علاوہ اور بھی اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ہیں جیسے دُوْنَكَ بمعنی خُذْ (پکڑ تو) جیسے دُوْنَكَ زَیْدًا (پکڑ تو زید کو) اور ہَا بمعنی خُذْ (پکڑ تو) هَا زَیْدًا (پکڑ تو زید کو) اور آمِیْنَ بمعنی اِسْتَجِبْ (قبول کر تو) اور قَطُّ بمعنی اِنْتَهِ (رک جا تو) اور عَلَیْكَ بمعنی اَلْزِمْ (لازم پکڑ تو) صَهْ بمعنی اُسْکُتْ (خاموش رہ تو) مَهْ بمعنی اُکْفُفْ (رک جا تو)

**قولہ** بمعنی فعل ماضی جیسے هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دُور ہوا) جیسے هَیْهَاتَ زَیْدًا (دور ہوا زید) شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ بمعنی (جُدا ہوا) جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمر جدا ہوئے) تعریف میں اسم کی قید سے امر اور ماضی خارج ہو گئے۔ اسلئے کہ یہ اسم نہیں ہیں اور وَضْعًا کی قید سے زَیْدٌ ضَارِبٌ اَمْسِ میں ضَارِبٌ اَمْسِ خارج ہو گیا۔ اس لئے کہ یہ زمانہ ماضی پر بقرینہ دلالت کرتا ہے نہ کہ وضعًا اسمائے افعال اس وجہ سے مبنی ہیں کہ امر حاضر اور ماضی جو اقسام مبنی اصل سے ہیں کے معنی میں ہیں۔

**قولہ** اسمائے اصوات الخ مرکب اضافی ہے اور اصوات جمع صوت کی ہے بمعنی (آوازیں) اور اسم صوت اصطلاح میں ہر وہ لفظ ہے جس سے کسی آواز کو نقل کیا جائے یا کسی چوپائے وغیرہ کو اس کے ذریعہ آواز دی جائے۔

**قولہ** اُحْ اُحْ (وہ آواز جو کھانسی کے وقت نکلتی ہے۔ اُفْ وہ آواز جو درد کے وقت نکلتی ہے۔ بَخْ وہ آواز جو خوشی کیوقت

## واُفْ وَبَخٍّ وَنَخٍّ وَغَاقِ ششم اسمائے ظروف ظرف زمان چوں اِذْ وَاِذَا وَمَتٰی وَکَیْفَ وَاَیَّانَ وَاَمْسِ وَمُذْ وَمُنْذُ

آواز وقت شادی ۱۲ — آواز زاغ ۱۲

نکلتی ہے۔ نَخٍّ اونٹ کے سلانے یا بٹھانے کے وقت کی آواز) غَاقِ کوّے کی آواز کی نقل کو کہتے ہیں۔ وَیْ تعجب یا مذمت کے وقت کی آواز) اسمائے اصوات اس وجہ سے مبنی ہیں کہ ان میں ترکیب نہیں ہے۔ جیسے زید وعمرو وبکر جب کہ ترکیب میں واقع نہ ہوں تو مبنی ہوتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ جب اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ترکیب نہیں ہے تو جب یہ ترکیب میں واقع ہوں تو معرب ہونے چاہئیں جیسے کہ تم کہو کہ قَالَ زَیْدٌ غَاقِ (زید نے غاق کہا) یا قَالَ زَیْدٌ عِنْدَ التَّعَجُّبِ وَیْ (زید نے تعجب کے وقت وَیْ کہا) اُن میں غاق اور وَیْ ترکیب میں ہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ اسوقت بھی مبنی ہیں۔ کیونکہ یہ حکایۃً کہے گئے ہیں۔

**قولہ** اسمائے ظروف الخ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور ظروف جمع ظرف کی ہے بمعنی (برتن) اور وہ چیز کہ جس میں کوئی چیز سما جائے۔ اسمائے ظروف دو قسم پر ہیں اول ظرفِ زمان یعنی وہ لفظ جس میں وقت کے معنی ہوں۔ جیسے

**قولہ** اِذْ یہ زمانۂ ماضی کے لئے آتا ہے بمعنی (جس وقت) مثلاً جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ (میں تیرے پاس آیا جس وقت کہ سورج نکلا) وجہ بنا یہ ہے کہ اس کی وضع حرف جیسی ہے یعنی جیسے حروف کی وضع دو حرف پر ہے جیسے (مِنْ) اسی طرح اس کی بھی ہے اِذَا زمانۂ مستقبل کے لئے ہے، اور اگر ماضی پر داخل ہو تو وہ مستقبل کے معنی میں ہو جاتی ہے، اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں۔ اور مضمون جملہ کا دوسرے پر مترتب ہوتا ہے بمعنی جسوقت جیسے آیۂ کریمہ میں ہے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ (جسوقت کہ اللہ کی مدد آوے گی) یہ حرف شرط کے متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور کبھی معنی ناگاہ بھی آتا ہے اور اسوقت اسمیں شرط کے معنی نہیں ہوتے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا کہ ناگاہ درندہ کھڑا ہوا ہے) مَتٰی زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں کیلئے آتا ہے، کبھی استفہامیہ ہوتا ہے بمعنی کس وقت جیسے مَتٰی تُسَافِرُ (تو کس وقت سفر کرے گا) اور کبھی شرطیہ بمعنی (جسوقت) جیسے مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ (جس وقت تو روزہ رکھے میں روزہ رکھوں گا) یہ حرف استفہام اور حرف شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔ کَیْفَ، حالت دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ بمعنی کیسا یا کیسی حالت جیسے کَیْفَ حَالُكَ (تمہارا کیسا حال ہے؟) کَیْفَ اَنْتَ؟ تمہاری حالت کیسی ہے؟

**فائدہ** جاننا چاہیئے کہ کَیْفَ کے ظرف ہونے میں اختلاف ہے۔ شیخ رضیؒ فرماتے ہیں کہ کیف کو ظروف سے شمار کرنا مذہب اخفش کی بناء پر ہے۔ اس لئے کہ وہ کَیْفَ کو بمعنی علیٰ جارّہ لیتے ہیں اور جار مجرور اور ظرف متقارب المعنی ہوتے ہیں پس کَیْفَ زَیْدٌ عَلٰی حَالِ الصِّحَّةِ اَمْ عَلٰی حَالِ السُّقْمِ (کیا زید حالت تندرستی یا بیماری پر ہے) اور سیبویہؒ کے نزدیک وہ اسم ہے نہ کہ ظرف اور صاحب مفصل کے نزدیک وہ قائم مقام ظرف کے ہے۔ اَیَّانَ زمانہ مستقبل کے لئے آتا ہے اور استفہام کے معنی دیتا ہے بمعنی کس وقت جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ کس وقت جزا کا دن ہے۔ یہ حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونیکی وجہ سے مبنی ہے۔ اَمْسِ کل گذشتہ جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَمْسِ (زید کل آیا) مُذْ ومُنْذُ یہ کبھی بمعنی اوّل مدت ہوتے ہیں جیسے مَارَاَیْتُهٗ مُذْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ مُنْذُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یہ دونوں اسم ظرف ہیں اُن کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اَوَّلُ مُدَّةِ عَدَمِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاہُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ (میرے اس کو نہ دیکھنے کی اوّل مدت جمعہ کا دن ہے) ترکیب اوّل مُدَّةَ عَدَمِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاہُ مبتدا یَوْمُ الْجُمُعَةِ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر

# وَقَطُّ وَعَوْضُ وَقَبْلُ وَبَعْدُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف مَنْوِیّ باشد وظرف مکان چون حَیْثُ وَقُدَّامُ وَتَحْتُ وَفَوْقُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور کبھی بمعنی تمام مدت جیسے مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ یَوْمَانِ وَمُنْذُ یَوْمَانِ یعنی جَمِیْعُ مُدَّةِ زَمَانِ عَدَمِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاہُ یَوْمَانِ میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہیں۔ یعنی میں نے اس کو پورے دو دن نہیں دیکھا۔ یہ دونوں مُذْ اور مُنْذُ حرفِ جارہ کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں اور مُذْ اور مُنْذُ حروفِ جارہ میں سے بھی ہیں جیسے مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) مُذْ حرفِ جار یَوْمِ الْجُمُعَةِ مرکب اضافی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر رَاَیْتُہٗ فعل کے متعلق ہوا۔ قَطُّ بفتح قاف وتشدید طا مضمومہ یہ استغراقِ ماضی منفی کے لئے آتا ہے بمعنی کبھی جیسے مَا رَاَیْتُہٗ قَطُّ (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا) یہ لام استغراقیہ کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔ عَوْضُ بفتح عین وضم ضاد معجمہ استغراقِ زمانہ مستقبل منفی کے لئے آتا ہے بمعنی کبھی وہرگز جیسے لَا اَضْرِبُہٗ عَوْضُ (میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا) قَبْلُ (پہلے) بَعْدُ (پیچھے) یہ دونوں مبنی برضم ہیں۔ لیکن ان دونوں کے برضم ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ لفظ سے محذوف ہو مگر ذہن میں موجود ومقصود ہو جیسے آیۃ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یعنی مِنْ قَبْلُ کُلِّ شَیْءٍ وَمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ اس میں مضاف الیہ کُلِّ شَیْءٍ حذف کر دیا لیکن ذہن میں موجود ومقصود ہے (اللہ ہی کے لئے حکم ہے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد) یہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہ ہیں لہٰذا مبنی ہیں۔ حروف دلالت میں متعلق کی طرف محتاج ہیں اور یہ مضاف الیہ کی طرف اور اگر ان کا مضاف الیہ لفظ سے محذوف ہو اور ذہن میں بھی بالکل موجود نہ ہو جیسے رُبَّ بَعْدٍ کَانَ خَیْرًا مِّنْ قَبْلٍ

بہت سے بعد کی پہلے سے بہتر ہوتی ہے) یا ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جِئْتُ قَبْلَ زَیْدٍ وَبَعْدَ عَمْرٍو (میں زید سے پہلے اور عمرو کے بعد آیا) اور جیسے جِئْتُ مِنْ قَبْلِ زَیْدٍ وَمِنْ بَعْدِ عَمْرٍو تو ان دونوں صورتوں میں دونوں ہی معرب ہیں۔

**قولہ** وقتیکہ مضاف باشند یہ صرف قَبْلُ اور بَعْدُ سے تعلق رکھتا ہے۔

**قولہ** مَنْوِیٌّ بروزن مَرْمِیٌّ یہ نَوٰی یَنْوِیْ نِیَّةً (بمعنی قصد کرنا) سے مفعول ہے (قصد کیا گیا) دوم ظرف مکان وہ لفظ ہے جس میں جگہ کے معنی ہوں جیسے حَیْثُ یہ مکان کے لئے آتا ہے اور ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے بمعنی جس جگہ جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ زَیْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ تو جس جگہ کہ زید بیٹھنے والا ہے) وجہ بنا یہ ہے کہ جملہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہ ہے قُدَّامُ (آگے) تَحْتُ (نیچے) فَوْقَ (اوپر) ان تینوں کے مبنی ہونے کے لئے بھی وہی شرط ہے جو قَبْلُ اور بَعْدُ کی ہے۔ یعنی ان کا مضاف الیہ لفظوں سے محذوف ہو لیکن ذہن میں موجود ومقصود ہو اور اس وقت یہ مبنی برضم ہوں گے اور اگر ان کا مضاف الیہ لفظوں سے محذوف ہو، ذہن میں بھی بالکل موجود نہ ہو یا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو ان صورتوں میں یہ معرب ہوں گے۔

**قولہ** وقتیکہ مضاف باشند الخ یہ صرف قُدَّام، تَحْت اور فَوْق سے تعلق رکھتا ہے۔

**قولہ** اسمائے کنایات الخ کنایات جمع کنایۃ کی ہے اور کنایات سے مراد یہاں کنایاتِ مبنیہ ہیں نہ کہ کنایاتِ معربہ جیسے فلان اور فلانۃ اس لئے کہ بحث مبنیات میں ہے۔

**قولہ** کَمْ وَکَذَا یہ دونوں عدد مبہم کے لئے ہیں۔

محذوف منوی باشد ہفتم اسمائی کنایات چوں کَمْ کَذَا کنایت از عدد و کَیْتَ وَذَیْتَ کنایت از حدیث ہشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ (بمعنی چندیں۱۲) (ہر دو بفتح تا بمعنے چنیں وچنیں۱۲)

**فصل** بدانکہ اسم بر دو ضرب است معرفہ ونکرہ معرفہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزے معیّن وآن بر ہفت نوع ست اول مضمرات، دوم اعلام چوں زَیْدٌ وَعَمْرٌو سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ وایں دو قسم را مبہمات گویند

کَمْ کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل استفہامیہ یعنی عدد مبہم سے استفہام کے لئے جیسے کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنے درہم ہیں) دوم خبریہ یعنی عدد مبہم کی خبر دینے کے لئے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) کَذَا یہ صرف خبریہ آتا ہے جیسے عِنْدِیْ کَذَا رَجُلًا (میرے پاس اتنے مرد ہیں)

**قولہ** کَیْتَ وَذَیْتَ یہ دونوں حدیثِ مبہم کے لئے آتے ہیں بمعنی (ایسا اور ایسا) جیسے سَمِعْتُ کَیْتَ وَکَیْتَ (میں نے ایسا اور ایسا سُنا) قُلْتُ ذَیْتَ وَذَیْتَ (میں نے ایسا اور ایسا کہا) وجہ بناء یہ ہے کہ استفہامیہ معنی میں ہمزۂ استفہام کے ہے اور کَمْ خبریہ کو اس پر محمول کرلیا۔ اور کَذَا کاف تشبیہ اور ذَا اسم اشارہ سے مرکب ہے۔ اور یہ دونوں مبنی ہیں ترکیب کے بعد مجموعہ بمنزلہ ایک کلمہ کے بمعنی کم ہو گیا اور ترکیبی معنی جاتے رہے اور ذَا اپنی اصل پر جو بناء ہے باقی ہے۔

مرکب بنائی الخ اس کا بیان آگے گزر چکا ہے۔

**قولہ** بدانکہ اسم بر دو ضرب الخ ضرب اس جگہ بمعنی قسم ہے۔ مَعْرِفَةٌ مصدر ہے لغت میں بمعنی پہچاننا، اصطلاح میں وہ اسم ہے جو کسی معیّن چیز کے لئے مقرر کیا گیا ہو مثلاً زید کہ یہ ذاتِ زید کے لئے جو معین و متشخص ہے۔ مصنفؒ کا قول موضوع باشد برائے چیزے معرفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے اور معیّن کی قید سے نکرہ خارج ہو گیا۔ اس لئے کہ اس کی وضع کسی معین چیز کے لئے نہیں ہوتی اور اس کی سات قسمیں ہیں۔

۱۔ مضمرات جیسے هُوَ وغیرہ۔ جیسا کہ گزر چکا۔

۲۔ اَعْلَامٌ یہ جمع عِلْمٌ کی ہے۔ لغت میں بمعنی (علامت)، اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو اور ایک وضع سے اس کے غیر کو شامل نہ ہو جیسے زَیْدٌ وَعَمْرٌو وغیرہ تعریف میں ایک وضع کی قید اس واسطے بڑھائی ہے تاکہ اس پر یہ اعتراض وارد نہ ہو کہ مثلاً زید جب کہ ایک شخص کا نام ہے تو اس وقت یہ غیر کو بھی شامل ہے لہٰذا یہ عَلَمْ سے خارج ہو گیا لیکن ایک وضع کی قید سے، ایسے اَعْلَامٌ جو مشترک ہیں تعریفِ علم میں داخل رہیں گے۔ اس لئے کہ مثلاً زید جب کہ ایک شخص کا نام رکھا گیا اور پھر دوسرے شخص کا پس زَیْدٌ ایک وضع سے دونوں کو شامل نہیں ہے بلکہ اس کا دوسرے شخص کو شامل ہونا دوسری وضع سے ہے جو پہلی وضع کے علاوہ ہے اور عَلَمْ کو عَلَمْ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک علامت ہے جو شخصِ معیّن پر دلالت کرتی ہے۔

۳۔ اسمائے اشارہ جیسے ذَا وغیرہ۔

۴۔ اسمائے موصولہ جیسے اَلَّذِیْ وغیرہ ان کا بیان گزر چکا۔

**قولہ** مبہمات گویند الخ مبہمات یہ مُبْهَمَةٌ کی جمع ہے بمعنی پوشیدہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ مصدر ابہام ہے (پوشیدہ رکھنا) مطلب یہ کہ اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہمات بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسم اشارہ بغیر مشار الیہ کے اور اسم موصول بغیر صلہ کے مخاطب کے نزدیک مبہم رہتا ہے۔

**پنجم معرفہ بندا چون یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف و لام چون اَلرَّجُلُ ہفتم مضاف یکی ازینہا چون غُلَامُہٗ وَغُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامُ ھٰذَا وَغُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ وَغُلَامُ الرَّجُلِ و نکرہ آنست کہ موضوع باشد برائی چیزی غیر معین چوں رَجُلٌ وَفَرَسٌ بدانکہ اسم بر دو صنف ست ۱۲**

۵۔ معرفہ بہ ندا۔ یعنی وہ اسم جس کے شروع میں حرفِ ندا ہو جیسے یَا رَجُلُ (اے مرد) حرفِ ندا کے آنے سے پیشتر رَجُلٌ عام تھا ہر ایک مرد پر صادق آتا تھا لیکن جب آواز دینے والا اس سے پہلے حرفِ ندا لاکر یَا رَجُلُ کہہ کر کسی خاص مرد کو آواز دے رہا ہے تو اسوقت وہ معرفہ ہوگیا۔

۶۔ معرفہ بالف لام یعنی وہ اسم جس کے شروع میں الف لام تعریف کا ہو جیسے اَلرَّجُلُ (وہ مرد) الف ولام کے ساتھ تعریف کی قید اسواسطے ہے کہ الف ولام زائد بھی ہوتا ہے جو محض تحسین کلمات کے لئے آتا ہے اور تعریف کا فائدہ نہیں دیتا۔ مصنفؒ اعلام اور معرفہ بہ ندا اور معرفہ بالف ولام کی مثالیں لائے۔ مضمرات اور اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کی مثالیں نہیں لائے۔ اس لئے کہ ان تینوں کی تفصیل گزرچکی ہے۔

۷۔ قولہ مضاف یکے ازینہا یعنی وہ اسم نکرہ جو معرفہ بہ ندا کے سوا معرفہ کی باقی پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف (اضافت معنویہ کے ساتھ) مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ ہے۔ معرفہ بہ ندا کو اسواسطے مستثنیٰ کیا کہ اس کی طرف اسم مضاف نہیں ہوتا۔ اسی واسطے مصنفؒ اس کی مثال نہیں لائے۔

غُلَامُہٗ اس اسم نکرہ کی مثال ہے جو ضمیر کی طرف مضاف ہے غُلَامُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ بمعنی (اس کا غلام) اضافت سے پہلے ہر ایک شخص کے غلام کو غلام کہہ سکتے تھے مگر جب وہ ضمیر کی طرف مضاف ہوگیا تو اب خاص شخص کا غلام ہوگیا غُلَامُ زَیْدٍ یہ علم کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (زید کا غلام) غُلَامُ مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ غُلَامُ ھٰذَا اسم اشارہ کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (اس کا غلام) غُلَامُ مضاف ھٰذَا مضاف الیہ غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ اسم موصول کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (غلام اس شخص کا جو میرے پاس ہے) غُلَامُ مضاف اَلَّذِیْ موصول عِنْدِیْ مرکب اضافی ثَابِتٌ مقدر کے متعلق ہوکر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا۔

غُلَامُ الرَّجُلِ معرفہ بالف ولام کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے اس (مرد کا غلام) غُلَامُ مضاف اَلرَّجُلِ مضاف الیہ۔

قولہ ونکرہ آں ست الخ نکرہ لغت میں بمعنی (نہ پہچاننا) اصطلاح میں وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ نکرہ ہے۔ ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر گھوڑے کو فرس کہہ سکتے ہیں۔ مصنفؒ کا قول کہ موضوع باشد برائے چیزے۔ معرفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے۔

قولہ غیر معین اس سے معرفہ خارج ہوگیا۔

**سوالات** ان مثالوں میں معرفہ کی اقسام پہچانو۔

اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ۔ اَنْتَ عَبْدِیْ۔ ھٰذَا کَلَامُ اللّٰہِ۔ ھٰذِہٖ اُخْتِیْ۔ جَاءَ خَالِدٌ۔ ھٰؤُلَاءِ عَبِیْدُ یُوْسُفَ۔ لِیْنُ الْکَلَامِ قَیْدُ الْقُلُوْبِ۔

قولہ بر دو صنف ست الخ قاعدہ ہے جب ایک شئ کی متعدد بار تقسیم کرتے ہیں تو ہر ایک تقسیم میں خاص حیثیت ملحوظ ہوتی ہے جو اس تقسیم کے مناسب ہوتی ہے اور دوسری تقسیم میں وہ معتبر نہیں ہوتی۔ جیساکہ اس جگہ کیا گیا ہے کہ پہلے اس کی تقسیم باعتبارِ تعریف وتنکیر کے تھی اور اب اس کی تقسیم باعتبا

مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نہ باشد چوں رَجُلٌ و مؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد چوں اِمْرَاَۃٌ (زن ۱۲) و علامت تانیث چہار ست تا چوں طَلْحَۃُ (باعلقۃ نام مردے ۱۲) و الف مقصورہ چوں حُبْلٰی (زن باردار ۱۲) و الف ممدودہ چوں حَمْرَاءُ (زن سرخ ۱۲) و تائے مقدرہ چوں اَرْضٌ (زمین ۱۲) کہ در اصل اُرَیْضَۃٌ بودہ ست

تذکیر و تانیث کے ہے اور پھر آگے چل کر اسم کی ایک اور تقسیم ہوگی اور وہ اسم کی تقسیم باعتبارِ وحدت و تثنیہ و جمع کے ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

**قولہ** صنف بمعنی قسم جمع اَصْنَافٌ اور صُنُوْفٌ ہے۔

**قولہ** مذکر آنست الخ مذکر بابِ تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ مصدر تَذْکِیْرٌ ہے۔ منتہی الارب اور تاج المصادر میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں (نصیحت کرنا) اور نر کی طرف منسوب کرنا خلافِ تانیث ہے۔ اس جگہ مراد دوسرے معنی ہیں اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو جیسے رَجُلٌ (مرد)

**قولہ** مؤنث آنست الخ مؤنث بابِ تفعیل سے اسم مفعول ہے مصدر تانیث ہے بمعنی (مؤنث کرنا) کذا فی تاج المصادر اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث ہو جیسے اِمْرَاَۃٌ اس میں علامت تانیث ت ہے۔

**قولہ** تا چوں طَلْحَۃُ الخ یعنی وہ تا جو لفظوں میں ہو جیسے طَلْحَۃُ تا لفظوں میں ہے جو ایک شخص کا نام ہے۔

**قولہ** الف مقصورہ بمعنی (الف جو کوتاہ کیا گیا ہو) یہ قَصَرَ یَقْصُرُ قَصْرًا (بمعنی روکنا اور کوتاہ کرنا) سے صیغہ اسم مفعول ہے۔ چونکہ یہ الف کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا۔ لہٰذا اس کو مقصورہ کہتے ہیں۔ حُبْلٰی میں الف مقصورہ ہے بمعنی حاملہ عورت)

**قولہ** والف ممدودہ بمعنی (الف جو دراز کیا گیا ہو) یہ مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا (بمعنی کھینچنا اور دراز کرنا) سے صیغہ اسم مفعول ہے چونکہ یہ الف دراز کرکے پڑھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو ممدودہ کہتے ہیں۔ جیسے حَمْرَاءُ میں ہمزہ سے پیشتر الف ہے (سرخ عورت) ان دونوں میں لفظی فرق یہ ہے کہ الف ممدودہ کے بعد ہمزہ ہوتا ہے اور الف مقصورہ کے بعد نہیں ہوتا۔ اور ایسے اسم مؤنث کو جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں ہو مؤنث قیاسی کہتے ہیں۔

**قولہ** وتائے مقدرہ یعنی وہ تا جو مقدر اور پوشیدہ ہو، لفظوں میں نہ ہو جیسے اَرْضٌ (زمین) میں تا تانیث مقدر ہے اس لئے کہ یہ اصل میں اَرْضَۃٌ تھا۔ اس امر کی دلیل کہ اس کی اصل یہی ہے یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ آتی ہے اور اس میں تا موجود ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل میں اس میں تا ہے اور تصغیر کو اس کی اصل کے لئے دلیل قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ تصغیر اسماء کو اپنی اصل کی طرف لے جاتی ہے یعنی اسماء کی تصغیر میں تمام حروف آجاتے ہیں جو باعتبارِ اصل ان میں موجود ہوتے ہیں۔ اور ایسے اسم مؤنث کو جس میں تا تانیث مقدر ہو مؤنث سماعی کہتے ہیں سماعی سَمَاعٌ کی طرف منسوب ہے بمعنی (سماع والا) چونکہ ایسے اسم کے مؤنث ہونے میں قیاس کو کوئی دخل نہیں بلکہ محض اہل زبان سے اس کا مؤنث پڑھنا سنا گیا۔ لہٰذا اس کو سماعی کہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ علامت تانیث میں سے ملفوظ اور مقدر صرف تا ہوتا ہے اور باقی صرف ملفوظ ہوتی ہیں۔ بطورِ سہولت چند مؤنثاتِ سماعیہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

عَیْنٌ (آنکھ) اُذُنٌ (کان) نَفْسٌ (ذات) دَارٌ (گھر) دَلْوٌ (ڈول) سِنٌّ (دانت) کَفٌّ (ہتھیلی) جَہَنَّمُ (دوزخ) سَعِیْرٌ (عذاب) عَقْرَبٌ (بچھو) اَرْضٌ (زمین) اِسْتٌ (حلقۂ دبر) عَضُدٌ (بازو) جَحِیْمٌ (دوزخ) نَارٌ (آگ) عَصًا (لاٹھی) رِیْحٌ (ہوا) لَظٰی (شعلہ) یَدٌ (ہاتھ) فِرْدَوْسٌ (جنت) فُلْکٌ (کشتی) غُوْلٌ (بھوت) ثَعْلَبٌ (لومڑی) فَاْسٌ (کلہاڑا) وَرِکٌ (کولہا) قَوْسٌ (کمان) اَرْنَبٌ (خرگوش) خَمْرٌ (شراب)

بدلیل اُرَیْضَۃٌ زیراکہ تصغیر اسماء را با صل خود برد وایں را مؤنث سماعی گویند و بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست حقیقی و لفظی حقیقی آنست کہ بازای او حیوانے مذکر باشد چوں اِمْرَاَۃٌ کہ بازائی او رَجُلٌ ست و نَاقَۃٌ کہ بازائی او جَمَلٌ است و لفظی آنست کہ بازای او حیوانی مذکر نباشد چون ظُلْمَۃٌ و قُوَّۃٌ بدانکہ اسم بر سہ صنف ست واحد و مثنی و مجموع

بمقابل ۱۲ — شتر ۱۲ — بمقابل ۱۲ — تاریکی ۱۲ — توانائی ۱۲

بِئْرٌ (کنواں) عَیْنٌ (چشم) ذَھَبٌ (سونا) تِبْرٌ (سونا) یَنْبُوْعٌ (چشمہ) دِرْعٌ (زرہ) قَدَمٌ (پاؤں) کَبِدٌ (جگر) اَفْعٰی (سانپ) شَمْسٌ (سورج) عَقِبٌ (ایڑی) فَرَسٌ (گھوڑا) کَاسٌ (شراب کا پیالہ) سَقَرٌ (دوزخ) حَرْبٌ (لڑائی) ثَدْیٌ (پستان) عَنْکَبُوْتٌ (مکڑی) مُوْسٰی (استرہ) یَمِیْنٌ (داہنا ہاتھ) اُصْبُعٌ (انگلی) رِجْلٌ (پاؤں) سَرَاوِیْلٌ (پاجامہ) شِمَالٌ (بایاں ہاتھ) ضَبُعٌ (کفتار) سَاقٌ (پنڈلی) یہ سب واجب التانیث[*] ہیں۔

سَلِمٌ (صلح) قِدْرٌ (ہانڈی) مِسْکٌ (مشک) حَالٌ (کیفیت) بَیْتٌ (گھر) طَرِیْقٌ (راستہ) ثَرٰی (خاک نمناک) عُنُقٌ (گردن) لِسَانٌ (زبان) سَمَاءٌ (آسمان) سَبِیْلٌ (راستہ) ضُحٰی (چاشت کا وقت) صَلَاحٌ (نیک بختی) قِفَا (گدی) رَحِمٌ (بچہ دانی) سِکِّیْنٌ (چھری) سَرْطَانٌ (کیکڑا) یہ سب جائز التانیث[*] ہیں۔ مؤنث سماعی کے واسطے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ صرف سماعی اور بالتتبع محاورات پر منحصر ہے۔ اس جگہ چند ضوابط نافعہ لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ اعضاء جسمانی جو جفت میں مؤنث ہیں مگر خَدٌّ (رخسار) اور حَاجِبٌ (ابرو) مذکر ہیں۔

۲۔ شراب کے تمام نام مؤنث ہیں۔

۳۔ دوزخ کے تمام نام مؤنث ہیں۔

۴۔ ہوا کے تمام نام مؤنث ہیں۔ وہ الفاظ جن میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں، یہ ہیں،

۱۔ شہروں کے نام بتاویل مَوْضَعٌ مذکر اور بتاویل بَلْدَۃٌ مؤنث ہیں۔

۲۔ حروف تہجی مثلاً ا، ب، ت وغیرہ۔

۳۔ حروف عاملہ جیسے مِنْ و اِلٰی وغیرہ۔

**قولہ حقیقی آنست الخ** حقیقی میں یا نسبتی ہے بمعنی (حقیقت والا) اصطلاح میں مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو جیسے اِمْرَاَۃٌ بمعنی عورت کہ اسکے مقابلہ میں رَجُلٌ مرد جاندار ہے، اسی طرح نَاقَۃٌ بمعنی اونٹنی اس کے مقابلہ میں نر جَمَلٌ ہے بمعنی اونٹ اس مؤنث کا حقیقی نام رکھنے کی وجہ اس کی تعریف سے معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ حقیقۃً مؤنث وہ ہی چیز ہوتی ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو۔

**قولہ لفظی آنست الخ** لفظی میں یا نسبتی ہے بمعنی (لفظ والا) اصطلاح میں مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے جسکے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہو جیسے ظُلْمَۃٌ بمعنی (تاریکی) کہ اس کے مقابلہ میں اگرچہ نُوْرٌ ہے لیکن وہ جاندار نہیں ہے۔ اسی طرح قُوَّۃٌ بمعنی طاقت کہ اسکے مقابلہ میں ضعف ہے لیکن جاندار نہیں ہے۔ چونکہ اس کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہونے کی وجہ سے اس میں معنی تانیث نہیں ہوتے بلکہ صرف باعتبار لفظ تانیث

---

[*] واجب التانیث سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف مؤنث ہی مستعمل ہوتے ہیں [*] جائز التانیث سے مراد یہ ہے کہ وہ مذکر و مؤنث دونوں مستعمل ہوتے ہیں

واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُلٌ و مثنیٰ آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل مفتوح و نون مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَانِ و رَجُلَیْنِ و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آں کہ تغییری در واحدش باشد لفظاً چوں رِجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلْكٌ کہ واحدش نیز فُلْكٌ ست بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلْكٌ بروزن اُسُدٌ

(در حالت رفع ۱۲ — در حالت نصب جر ۱۲ — ش — زیادہ — کشتیہا ۱۲ — جمع اسد بمعنی شیر)

ہوتی ہے کہ لفظ میں علامت تانیث پائی جاتی ہے لہٰذا اس کو مؤنث لفظی کہتے ہیں۔

**قولہ واحد آنست الخ** واحد بمعنی (ایک) اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ (مرد)

**قولہ و مثنیٰ آنست الخ** مثنیٰ باب تفعیل سے اسم مفعول بمعنی (دو کیا ہوا) مصدر تَثْنِیَةٌ ہے بمعنی دو کرنا، اصطلاح میں وہ اسم جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ (بحالت رفعی) یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (بحالت نصبی و جری) لاحق ہو جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) حالتِ رفعی کی مثال ہے رَجُلَیْنِ (دو مرد) حالت نصبی و جری کی مثال ہے۔

**قولہ بسبب آنکہ** یہ کِلَا اور کِلْتَا سے احتراز ہے کیونکہ یہ دونوں اگرچہ تثنیہ پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کے آخر میں الف و نون ویا، و نون نہیں ہے لہٰذا ان کو مثنیٰ نہیں کہیں گے کِلَا بمعنی ہر دو اور کِلْتَا اس کی مؤنث ہے۔

**قولہ یا یائے ماقبل مفتوح الخ** یا جس کا ماقبل مفتوح ہو) اس یاء کا ماقبل مفتوح اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ جمع سالم کی حالت نصبی و جری سے ممتاز ہو جائے اس لئے کہ اس وقت اسمیں یاء کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جیسے مُسْلِمِیْنَ (بکسر میم ثانی)۔

**قولہ بآخرش الخ** ضمیر شین سے جو مفرد کی طرف لوٹتی ہے اِثْنَانِ (دو مرد) اِثْنَتَانِ (دو عورت) سے احتراز ہے اس لئے کہ یہ اگرچہ تثنیہ پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان میں الف و نون ان کے مفرد کے آخر میں لاحق نہیں ہوا اس وجہ سے کہ ان کا مفرد نہیں آتا۔

**قولہ و مجموع آنست الخ** مَجْمُوْعٌ اسم مفعول کا صیغہ ہے بروزن مَفْعُوْلٌ بمعنی (جمع کیا ہوا) اصطلاح میں وہ لفظ ہے جو دو سے زائد پر دلالت کرے۔ اس سبب سے کہ اس کے واحد میں یا تو لفظاً تغیر کیا گیا جیسے رِجَالٌ (بہت سے مرد) جمع رَجُلٌ کی ہے یا تقدیراً جیسے فُلْكٌ بمعنی (بہت کشتیاں) کہ اس کا مفرد بھی فُلْكٌ ہے۔ پس جمع اور مفرد کی شکل میں لفظوں میں کچھ فرق نہیں ہے صرف فرق اعتباری ہے وہ یہ کہ جمع کی صورت میں اس کا وزن اُسُدٌ ہوگا۔ یہ جمع اَسَدٌ بفتحتین کی ہے بمعنی شیر اور مفرد کی صورت میں اس کا وزن قُفْلٌ ہوگا (تالہ) بخلاف رِجَالٌ کے کہ اس کے واحد رَجُلٌ میں لفظوں میں تغیر کیا گیا ہے۔ بایں طور کہ را کو کسرہ دیا گیا اور جیم کو فتح اور اس کے بعد ایک الف زائد کیا رجال ہو گیا۔

جمع کے متعلق چند فوائد۔

۱۔ کبھی جمع بناتے وقت مفرد کے الفاظ پر زیادتی کرتے ہیں جس کی وجہ سے حرکتوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جیسے رِجَالٌ میں کہ جمع رَجُلٌ کی ہے۔

۲۔ کبھی جمع کے حرف اور ہوتے ہیں واحد کے اور جیسے اِمْرَأَةٌ کی جمع نِسَاءٌ اور ذُوْ کی جمع اُوْلُوْا اور ایسی جمع کو اصطلاح میں جمع من غیر لفظہ کہتے ہیں۔

۳۔ کبھی جمع اور واحد کی شکل میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ صرف فرق

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر و جمع تصحیح جمعِ تکسیر آنست کہ بنائے واحد در وسلامت
قید، متبار لفظ از آنست کہ تصحیح و تکسیر جز بر لفظ نباشد و با معنی تعلق ندارد ۱۲
نباشد چوں رِجَالٌ ومَسَاجِدُ وآبنیۂ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد وقیاس را در و مجالی نیست
چہ در رجل و مسجد وقت جمع الف جمع فاصل شدہ ۱۲
اما در رباعی وخماسی بر وزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَرٌ وجَعَافِر وجَحْمَرِشٌ وجَحَامِرُ بحذف حرف
الارسیل فلت چنانکہ عند البناسبوئے تصریف علوم شود ۱۲ مقالی ۱۲ نام مردو نر بزہ و خربوزہ ۱۲ سرکنند پیر کلاں سال ۱۲
خامس وجمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در وسلامت ماند وآں بر دو قسم ست جمع مذکر و جمع مؤنث
یعنی شین جحمرش ۱۲
جمع مذکر آنست کہ واوِ ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند چوں مُسْلِمُوْنَ
ومُسْلِمِيْنَ وجمع مؤنث آنست کہ الفے باتائے بآخرش پیوند چوں مُسْلِمَاتٌ وبدانکہ جمع باعتبار معنی

اعتباری ہوتا ہے جیسے فُلْكٌ کہ اس کا مفرد بھی فُلْكٌ ہے مفرد کی حالت میں فُلْكٌ کا وزن قُفْلٌ ہوگا اور جمع کی حالت میں اس کا وزن اُسُدٌ ہوگا جس کو مصنفؒ نے ذکر کیا۔

۴۔ کبھی جمع کی جمع کی جاتی ہے جیسے شیخ کی جمع مشائخ اور اس کی جمع مشائخین۔ اور ایسی جمع کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ (جمع کی جمع)۔

قولہ باعتبار لفظ الخ اور جمع باعتبار لفظ یعنی اس اعتبار سے کہ واحد کا وزن جمع میں باقی ہے یا نہیں دو قسم پر ہے۔ جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

قولہ جمع تکسیر آنست الخ تکسیر بروزن تفعیل بمعنی (توڑنا) اصطلاح میں جمع تکسیر وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رِجَالٌ جمع رَجُلٌ کی ہے پس رِجَالٌ میں راء پر کسرہ اور جیم پر فتح اور اس کے بعد الف آجانے سے واحد کا وزن سلامت نہیں۔ کیونکہ اس جمع میں واحد کا وزن ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا اس کو جمع تکسیر کہتے ہیں۔

قولہ وابنیۂ جمع تکسیر الخ اَبْنِيَةٌ بروزن اَفْعِلَةٌ جمع بناء کی ہے۔ بمعنی اوزان۔

قولہ چوں جَعْفَرٌ الخ اور جَعْفَرٌ (بمعنی نام ایک مرد کا یا ندی یا نالہ) جمع جَعَافِرُ ہے رباعی کی مثال ہے جَحْمَرِشٌ بمعنی (بہت بڑھیا عورت یا بدشکل عورت) جمع جَحَامِرُ ہے۔ پانچویں حرف یعنی شین کے حذف کے ساتھ خماسی کی مثال ہے۔ اس میں پانچویں حرف کو حذف کرنا مشہور مذہب کی

بنا پر ہے۔ بعضے اس حرف کو حذف کرتے ہیں جو حرف زوائد اَلْيَوْمَ تَنْسَاهُ میں سے ہو جیسے جَحْمَرِشٌ میں سے میم کو حذف کر کے جَحَارِشُ۔

قولہ جمع تصحیح آنست التَّصْحِيْحُ بروزن تَفْعِيْلٌ بمعنی (درست کرنا) اصطلاح میں جمع تصحیح وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے۔ چونکہ اس میں واحد کا وزن سلامت اور درست رہتا ہے۔ لہٰذا اس کو جمع تصحیح کہتے ہیں اور اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔ سَالِمٌ بصیغہ اسم فاعل بروزن فَاعِلٌ لغت میں بمعنی سلامت رہنے والا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل جمع مذکر دوم جمع مؤنث، جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں واوٗ ماقبل مضموم اور نون مفتوح (حالتِ رفع میں) یا یائے ماقبل مکسور اور نون مفتوح ملے۔ یہ حالت نصبی جری ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ حالتِ رفعی کی مثال ہے جو مُسْلِمٌ کی جمع ہے مُسْلِمِيْنَ یہ حالت نصبی و جری کی مثال ان میں مفرد کا وزن سلامت ہے اور جمع مؤنث وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف مع "ت" کے ملے جیسے مُسْلِمَاتٌ جمع مُسْلِمَةٌ کی ہے۔ جیسے طَلَحَاتٌ جمع طَلْحَةٌ کی ہے اور آيَاتٌ جمع آيَةٌ کی ہے۔

قولہ بدانکہ جمع باعتبار معنی الخ جمع کی تقسیم مذکور باعتباراً لفظ تھی اب مصنفؒ جمع کی تقسیم باعتبار معنی کرتے ہیں پس جمع باعتبار معنی (یعنی اس اعتبار سے کہ جمع کسی خاص تعداد پر بولی جاتی ہے یا بلغیر کسی تعین عدد کے دو قسم پر ہے

بر دو نوع است جمع قلت و جمع کثرت جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند و آن را چہار

یعنی از سہ تا نہ ۱۲ ـ دراز گوش ۱۲

بناست اَفْعُلٌ مثل اَکْلُبٌ وَاَفْعَالٌ چوں اَقْوَالٌ وَ اَفْعِلَةٌ مثل اَعْوِنَةٌ وَفِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو

جمع کلب بمعنی سگ ۱۲ ـ جمع قول ۱۲ ـ جمع اعوان لفتح بمعنی میانہ سال ۱۲

جمع تصحیح بے الف ولام یعنی مُسْلِمُوْنَ وَمُسْلِمَاتٌ و جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند

و الف ولام اگر استغراقی باشد برائے کثرت آید ۱۲

وانچہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بناست **فصل** بدانکہ اعراب اسم سہ است

رفع ونصب وجر

جمع قلت۔ جمع کثرت۔

**قولہ جمع قلت آنست الخ** قلت مصدر ہے لغت میں بمعنی (کم ہونا) اصطلاح میں وہ ہے جس کا اطلاق دس سے کم پر کریں۔ یعنی تین سے لیکر نو تک لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں جمع قلت کا اطلاق تین سے دس تک بتلایا ہے۔ چونکہ اس کا اطلاق قلیل تعداد پر آتا ہے لہٰذا اس کو جمع قلت کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اوّل جمع مکسّر اور اس کے چار وزن ہیں اوّل اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ جمع کَلْبٌ کی ہے بمعنی (کتا) دوئم اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ کی ہے بمعنی (سخن) سوئم اَفْعِلَةٌ جیسے اَعْوِنَةٌ جمع عَوَانٌ کی ہے بمعنی (میانہ سال زہر چیزی) چہارم فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ جمع غُلَامٌ کی ہے۔

جمع قلت را چہار ست امثلہ

اَفْعُلٌ، اَفْعَالٌ، فِعْلَةٌ، اَفْعِلَةٌ

۲۔ دوئم جمع تصحیح، یہ اپنی دونوں قسموں کے ساتھ جب کہ اس پر الف ولام نہ ہو تو جمع قلت کے معنی میں آتی ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ لیکن جب ان پر الف ولام جنس کا داخل ہوگا تو جنس مراد ہوگی اور اگر استغراق کا داخل ہوگا تو تمام افراد مقصود ہوں گے جیسے آیت اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ پس جمع قلت کے کل چھ صیغے ہوئے

**قولہ جمع کثرت آنست الخ** کثرت مصدر ہے بمعنی (زیادہ ہونا) اصطلاح میں جمع کثرت وہ ہے جس کا دس پر یا دس سے زائد پر اطلاق کریں۔ لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں ہے کہ جمع کثرت کا اطلاق گیارہ اور گیارہ سے زائد پر آتا ہے۔ اس کا اطلاق چونکہ کثرتِ تعداد پر آتا ہے لہٰذا اس کو جمع کثرت کہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی بطریق مجاز ایک کو دوسری کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے آیت ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ (تین حیض یا طہر) اس میں قُرُوْءٌ جمع کثرت ہے مفرد قَرْءٌ ہے (یعنی حیض اور طہر) یہ لغت میں اضداد میں سے ہے اور جمع قلت کی جگہ مستعمل ہوا ہے۔ حالانکہ اس کی جمع قلت موجود ہے۔

**سوالات** ان مثالوں میں بتاؤ کون سی جمع تکسیر ہے اور کون سی جمع تصحیح اور پھر جمع تصحیح کی کون سی قسم ہے؟ جمع مذکر یا مؤنث اور یہ بھی بتاؤ کہ کون سی جمع قلت ہے اور کون سی جمع کثرت۔

رُسُلٌ، زَيْدُوْنَ، قَانِتَاتٌ، مُصْطَفُوْنَ، عُلَمَاءُ اَصَابِعُ، اَبْيَاتٌ، مُصْطَفِيْنَ، اَلصَّالِحَاتُ، مُتَّقُوْنَ اَغْبِرَةٌ، دَرَاهِمُ، غِزْلَةٌ، شُمُوْسٌ، اَقْطَارٌ۔

**قولہ اعراب اسم الخ** اسم کے تین اعراب ہیں رفع ونصب و جر پس رفع اس امر کی علامت ہے کہ شئ مرفوع یا تو فاعل ہے یا ملحق بفاعل ہے اور وہ نائب فاعل ہے اور مبتداء اور خبر اور اسم کان اور خبر لا نفی جنس اور اسم مَا و لَا مشبہ بلیس اور نصب اس امر کی علامت ہے کہ شئ منصوبہ مفعول ہے یا ملحق بمفعول اور وہ تمیز ہے اور حال اور خبر کان اور ان کے امثال جو منصوب

اسم متمکن باعتبارِ وجوہِ اعراب بر شانزدہ قسم ست اُول مفرد منصرف صحیح چوں زَیْدٌ دوُم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چوں دَلْوٌ سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شاں بضمہ باشد ونصب بفتح وجر بکسرہ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ

حرکت باشد یا حروف ۱۲ — قائم ۱۲ — مقام ۱۲ — در قبول اعراب ۱۲ — لے ہر سہ مذکور ۱۲

ہوتے ہیں اور جر اس امر کی علامت ہے کہ شئ مجرور مضاف الیہ ہے اور مجرور بالحرف جر بھی حقیقت میں مضاف الیہ ہے لیکن مجرور بحرف جر کو عرف میں مضاف الیہ نہیں کہتے بلکہ مجرور کہتے ہیں۔ اور رفع وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو فاعل یا ملحق بفاعل کے آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب سولہ قسمیں ہیں جن کے اعراب نو قسم کے ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئیے کہ اعراب کبھی لفظی ہوتا ہے اور کبھی تقدیری چونکہ ان دونوں میں اصلی اعراب لفظی ہے لہٰذا مصنفؒ پہلے اس کا محل بیان فرماتے ہیں اور اعراب لفظی کبھی بحرکت ہوتا ہے یعنی پیش اور زبر اور زیر سے کبھی بحرف یعنی واؤ الف اور ی سے اور پھر ان دونوں میں اصل اعراب بحرکت ہے لہٰذا مصنفؒ پہلے اعراب لفظی بحرکت کا محل بتاتے ہیں۔

**قولہ مفرد منصرف صحیح الخ** یعنی وہ اسم جو مفرد ہو تثنیہ نہ ہو منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو (ان دونوں کی تعریفیں آگے باقی ہیں) صحیح ہو غیر صحیح نہ ہو اور صحیح اصطلاحِ نحاۃ میں وہ لفظ ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت نہ ہو فَا یا عَیْن کلمہ میں ہوتا ہے اور خواہ اس میں کسی جگہ ہمزہ بھی ہو یا دو حرف ایک جنس کے ہوں۔

**قولہ زَیْدٌ** یہ مفرد بھی ہے اور منصرف بھی اور صحیح بھی۔

**قولہ جاری مجری صحیح الخ** جاری اسم فاعل ہے جَرٰی یَجْرِیْ جَرْیًا بمعنی (چلنا) اور مجری اسی سے ظرف ہے معنی یہ ہیں: (چلنے والا جگہ میں چلنے صحیح کے) یعنی قائمُ مقام صحیح کے اور اصطلاحِ نحاۃ میں اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے لام کلمہ میں واؤ یا یاء ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ (ڈول) اور ظَبْیٌ (ہرن) اور یہ قائمُ مقام صحیح کے اس وجہ سے ہیں کہ یہ صحیح کی طرح تعلیل کو قبول نہیں کرتے۔ اس لئے کہ حرف پر جس کا ماقبل ساکن ہو حرکت ثقیل نہیں ہوتی۔

**قولہ جمع مکسر منصرف الخ** یعنی وہ جمع جو مکسر ہو صحیح نہ ہو اور منصرف ہو اور غیر منصرف نہ ہو (کیونکہ جمع مکسر دو قسم پر ہوتی ہے۔

۱۔ اوّل منصرف جیسے رِجَالٌ۔

۲۔ دوم غیر منصرف جیسے مَسَاجِدُ اور جمع مکسر غیر منصرف کا اعراب دوسرا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اس لئے منصرف کی قید لگائی۔

**قولہ رِجَالٌ** جمع رَجُلٌ کی ہے۔ جمع مکسر بھی ہے اور منصرف بھی۔

**قولہ رفع شاں بضمہ باشد الخ** پس ان تینوں قسم کے اسماء کا رفع یعنی اس حالت میں جبکہ رفع دینے والا عامل ان کو رفع دے ضمہ کے ساتھ ہوگا اور ان کا نصب یعنی اس حالت میں جب کہ نصب دینے والا عامل ان کو نصب دے فتحہ کے ساتھ ہوگا اور ان کا جر یعنی اس حالت میں جبکہ جر دینے والا عامل ان کو جر دے کسرہ کے ساتھ ہوگا جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ میں زَیْدٌ اور دَلْوٌ اور رِجَالٌ کو جَاءَ فعل نے بنا بر فاعلیت رفع دیا۔ پس اس وقت یہ حالت رفع میں ہیں۔ لہٰذا ان کا اعراب ضمہ کے ساتھ ہے ترکیب جَاءَ فعل ن وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زَیْدٌ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (زید میرے پاس آیا) اسی طرح جَاءَنِیْ دَلْوٌ اور جَاءَنِیْ رِجَالٌ کی بھی ترکیب ہے اور رَاَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا اس میں زَیْدًا اور دَلْوًا اور رِجَالًا کو رَاَیْتُ فعل نے بنا بر مفعولیت نصب دیا۔ پس یہ اس وقت حالت نصب میں ہے۔ لہٰذا ان کا اعراب فتحہ کے ساتھ ہے ترکیب رَاَیْتُ فعل تُ ضمیر اس کا فاعل زَیْدٌ اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (میں نے زید کو دیکھا) اسی طرح رَاَیْتُ دَلْوًا اور رَاَیْتُ رِجَالًا کی ترکیب ہے اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ پنجم غیر منصرف وآں اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع صرف در و باشند و اسباب منع صرف نہ[۹] است عدل[۱]

درِجَالٍ میں زَیْدٍ اور دَلْوٍ اور رِجَالٍ کو باء حرفِ جر نے جر دیا۔ پس اس وقت یہ حالتِ جر میں ہیں۔ لہٰذا ان کا اعراب کسرہ کے ساتھ ہے ترکیب مَرَرْتُ فعل تُ ضمیر مرفوع متصل اس کا فاعل ب حرف جار زَیْدٍ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (میں زید کے پاس سے گزرا) اسی طرح مَرَرْتُ بِدَلْوٍ اور مَرَرْتُ بِرِجَالٍ کی بھی ترکیب ہے۔

**قولہ جمع مؤنث سالم** یعنی وہ جمع مؤنث سالم ہو نہ کہ مذکر سالم۔ اس لئے کہ اس کا اعراب اور ہے جیسا کہ آگے آتا ہے پس اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی اور جری کسرہ کے ساتھ۔ اس میں نصب تابع جر ہے کیونکہ جمع مؤنث سالم فرع جمع مذکر سالم کی ہے اور جمع مذکر سالم میں نصب تابع جر ہے۔ لہٰذا اس کی فرع میں ایسا ہی کیا۔

**قولہ ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ** (وہ مسلمان عورتیں ہیں مُسْلِمَاتٌ جمع مُسْلِمَۃٌ کی ہے۔ حالتِ رفع کی مثال ہے ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب کی مبتداء مُسْلِمَاتٌ خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ خبریہ ہوا۔ اس میں مُسْلِمَاتٌ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہے۔ اس لئے کہ مبتداء کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ (میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا) حالت نصب کی مثال ہے مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ (میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا) حالتِ جر کی مثال ہے۔

**قولہ غیر منصرف الخ** بمعنی (نہ پھرنے والا) اور لفظ منصرف اسم فاعل ہے مصدر اِنْصِرَافٌ ہے بمعنی (پھرنا) اصطلاح میں غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے (یعنی ان اسباب میں سے جو اسم کو منصرف ہونے سے روکتے ہیں) دو سبب ہوں یا ایک سبب ہو جو دو سبب کے قائم مقام ہو اور منع صرف کے لغوی معنی (پھرنے اور متغیر ہونے سے روکنا) اور غیر منصرف کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔ پس بحالتِ جر وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ اَحْمَدُ وَرَأَیْتُ اَحْمَدَ (دونوں بغیر تنوین) وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ بفتح دال بغیر تنوین اور منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں نہ تو اسباب منع صرف میں سے دو سبب ہوں اور نہ ایک ایسا سبب موجود ہو کہ قائم مقام ہو اور اس کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین آتی ہے جیسے زَیْدٌ منصرف اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی (پھرنے والا) چونکہ یہ تینوں حرکتوں اور تنوین کی طرف پھر جاتا ہے لہٰذا اس کو منصرف کہتے ہیں اور پہلا چونکہ تینوں حرکتوں اور تنوین کی طرف نہیں پھرتا بلکہ صرف ضمہ اور فتحہ کی طرف پھرتا ہے اس لئے اس کو غیر منصرف کہتے ہیں اور اسباب منع صرف (یعنی وہ اسباب جو اسم کو منصرف ہونے سے روکتے ہیں نو ہیں۔

۱۔ عدل لغت میں بمعنی (آگے بڑھ جانا) لیکن یہاں عدل مصدر مجہول ہے۔ اسم کا معدول ہونا اور معدولیت اصطلاح میں اسم کے اس کے اصلی صیغہ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے نکلنے کو کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل عدل تحقیقی جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ دوسری اور بھی دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود ہو جیسے ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں اور قیاس یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ لفظ مکرر نہیں ہے۔ لیکن چونکہ معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ معنی کا تکرار بدوں تکرار لفظ نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثَۃٌ تھے اور اس سے ثلث اور مَثْلَثُ بنائے گئے ہیں۔ ان میں پہلا سبب عدل ہے اور دوسرا سبب وصف

# وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع

دوم عدل تقدیری وہ ہے جس میں سوائے غیر منصرف استعمال ہونے کے کوئی اور دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود نہ ہو جیسے عُمَرُ کہ یہ عرب میں غیر منصرف استعمال ہوتا تھا اور سوائے عَلَمِیت کے کوئی اور دوسرا سبب منع صرف کا اس میں نہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کو فرضاً عَامِرٌ سے معدول مان لیا۔ اس میں ایک سبب عدل ہے اور دوسرا سبب علم۔

۲۔ وصف اسم کا کسی ایسی ذات پر دلالت کرنے والا ہونا جس میں کسی صفت کا لحاظ ہو لیکن منع صرف کا سبب بننے کے لئے اس میں وصف کا اصل وضع میں ہونا شرط ہے جیسے اَحْمَرُ بمعنی (وہ ذات) مرد جس میں صفت حمرت ہو (یعنی سرخ رنگ کا مرد) اس میں ایک سبب وصف ہے اور دوسرا سبب وزن فعل اور چونکہ اس میں وصف اصلی معتبر ہے نہ کہ وصف عارضی۔ لہٰذا مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ میں اربع منصرف ہوگا (گو اس وقت اس میں وصف اور فعل وزن فعل پائے جارہے ہیں) اس لئے کہ اربع اصل میں عدد کے لئے وضع کیا گیا ہے نہ کہ وصفیت کے لئے اور اس ترکیب میں اگرچہ وہ نِسْوَة کی صفت واقع ہے لیکن یہ صفت عارضی ہے نہ کہ اصلی۔

۳۔ تانیث اسم کا مؤنث ہونا۔ پس اگر تانیث تاء لفظی کے ساتھ ہے تو اس وقت اس کا منع صرف کا سبب بننے کے لئے اسم مؤنث کا عَلَمَ ہونا شرط ہے جیسے طَلْحَةُ (مرد کا نام ہے) اسی میں دوسرا سبب علمیت ہے اور اگر تانیث معنوی ہے تو اس میں اسم مؤنث کا عَلَمَ ہونا تو شرط ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ یا تو تین حرف سے زائد ہو جیسے زَيْنَبُ (عورت کا نام ہے) یا اسکا درمیانی حرف متحرک ہو اگر وہ سہ حرفی ہے جیسے سَقَرُ (دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے) یا عجمہ ہو جیسے مَاهُ جُوْرُ اور اگر تانیث الف ممدودہ یا الف مقصورہ کے ساتھ ہے تو اسوقت اس کے لئے منع صرف کا سبب بننے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے اور یہ دونوں تانیث دو سبب کے قائم مقام ہوتی ہیں جیسے حَمْرَاءُ (سرخ رنگ کی عورت) اور حُبْلٰی (حاملہ عورت)۔

۴۔ معرفہ یعنی اسم کا معرفہ ہونا بشرطیکہ وہ عَلَمْ کے ضمن میں پایا جاوے جیسے زَيْنَبُ اس میں ایک سبب معرفہ مع اپنی شرط علمیت کے ہے اور دوسرا سبب تانیث معنوی ہے۔

۵۔ عجمہ یعنی لفظ کا ان الفاظ میں سے ہونا جن کو غیر عرب نے وضع کیا ہو لیکن اسم عجمی کا لغت عجم میں عَلَمْ ہونا شرط ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ تین حروف ہوں جیسے اِبْرَاهِيْمُ یا درمیانی حرف متحرک ہو اگر وہ سہ حرفی ہے جیسے شُتَرُ (قلعہ کا نام ہے) پس ابراہیم میں ایک سبب عجمہ مع اپنی شرط علمیت اور زیادت بر سہ حرف کے پایا جاتا ہے اور اس میں دوسرا سبب علمیت ہے اور شُتَرُ میں ایک سبب عجمہ مع اپنی شرط علمیت اور درمیانی حرف کے متحرک ہونے کے پایا جاتا ہے اور اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔

۶۔ جمع یہ سبب دو سبب کے قائم مقام ہے لیکن اس کے دو سبب کے قائم مقام ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو اور اس کے آخر میں ایسی تاء تانیث نہ ہو جو حالتِ وقف میں ہا ہو جاتی ہے اور صیغہ منتہی الجموع وہ ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسرا الف اور چوتھا حرف مکسور اور اس کے بعد پانچواں حرف آخری ہو۔ جیسے مَسَاجِدُ اور اَصَاغِرُ اور ضَوَارِبُ یا پانچواں حرف یاء ساکن ہو اور اس کے بعد چھٹا حرف آخری ہو جیسے مَصَابِيْحُ اور قَنَادِيْلُ پس فَرَازِنَةٌ جو فِرْزَانٌ بکسر فاء کی جمع ہے بمعنی (شطرنج جو وزیر ہوتا ہے) اور اَشَاعِرَةٌ منصرف ہیں اس لئے کہ آخر میں تاء مذکور ہے۔

۷۔ ترکیب دو یا دو سے زائد کلموں کا بغیر کسی حرف کے جز ہوئے ایک ہونا ہے لیکن منع صرف کا سبب بننے کیلئے اس کا علم ہونا اور اس کا ترکیب اضافی اور اسنادی نہ ہونا شرط ہے جیسے مَعْدِيْكَرِبَ (ایک مرد کا نام ہے) مَعْدِیْ اور کَرِبَ دو اسم ہیں ان کو ایک کر لیا گیا ہے اس میں دوسرا

ترکیبؑ ووزن فعل والفؒ ونون زائدتان چوں عُمَرُ وَاَحْمَرُ وَطَلْحَۃُ وَزَیْنَبُ وَاِبْرَاھِیْمُ وَمَسَاجِدُ وَمَعْدِیْ کَرَبُ وَاَحْمَدُ وَعِمْرَانُ رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چوں جَاءَ عُمَرُ وَرَاَیْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ ششم اسمائے ستہ مکبرہ

سبب علمیت ہے۔

۸۔ وزن فعل یعنی اسم کا وزن فعل پر ہونا۔ لیکن منع صرف کا سبب بننے کے لئے اس میں دو شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے یا تو وہ وزن لغتِ عربیہ میں فعل کے ساتھ خاص ہو اور اسم میں نہ پایا جاتا ہو مگر اسی وقت کہ وہ فعل سے اسم کی طرف نقل کیا گیا ہو جیسے شَمَّرَ یہ باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ ہے اور یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہے۔ مصدر تَشْمِیْرٌ ہے بمعنی (دامن اٹھانا) اس کو فعل سے اسم کی طرف نقل کر کے گھوڑے کا نام رکھ دیا۔ اس میں ایک سبب وزن فعل ہے اور دوسرا علمیت۔ یا وہ اگر وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اسم اور فعل میں مشترک ہے تو اس کے اوّل حروف مضارع یعنی اَتَیْنَ میں سے کوئی ایک حرف ضرور ہو اور نیز وہ وزن فعل آخر میں تاء کو نہ قبول کرتا ہو جیسے اَحْمَدُ (مرد کا نام ہے) اور تَغْلِبُ (قبیلہ کا نام ہے) اور یَشْکُرُ (قبیلہ کا نام ہے) ان میں دوسرا سبب علمیت ہے۔ اور یَعْمَلُ میں اگرچہ ایک سبب وصف اور دوسرا سبب وزن فعل ہے اس لئے کہ اس کے اوّل میں حرف اَتَیْنَ میں سے یاء ہے لیکن چونکہ وہ تاء تانیث کو قبول کرتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے نَاقَۃٌ یَعْمَلَۃٌ (اونٹنی جو بار بردار اور چلنے میں قوی ہو) لہٰذا وہ منصرف ہے۔

۹۔ الف ونون زائدتان الخ ترجمہ: الف ونون زائدہ ہونے والے) اگر یہ اسم کے آخر میں ہوں اور اسم سے یہاں مراد وہ ہے جو صفت کے مقابلہ میں واقع ہوتا ہے نہ وہ جو فعل اور حرف کے مقابلہ میں آتا ہے) تو اس وقت ان کا منع صرف کا سبب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ علم کے آخر میں ہوں جیسے عِمْرَانُ اس میں دوسرا سبب علمیت ہے اور اگر یہ صفت کے آخر میں ہوں تو اس وقت شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث میں ت نہ آتی ہو جیسے سَکْرَانُ (نشے والا مرد) اس میں دوسرا سبب وصف ہے اس کی مؤنث سَکْرٰی آتی ہے اور نَدْمَانٌ بمعنی (مصاحب اور ہم نشین) منصرف ہے اس لئے کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَۃٌ آتی ہے لیکن نَدْمَانٌ بمعنی (پشیمان) غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس کی مؤنث نَدْمٰی آتی ہے اور اس میں ت نہیں ہے۔

قولہ رفعش بضمہ باشد الخ اسم غیر منصرف کی حالتِ رفعی ضمہ کے ساتھ ہوگی جیسے جَاءَ عُمَرُ (بضم را بغیر تنوین) جَاءَ فعل ماضی عُمَرُ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ نصب وجر بفتحہ اور حالت نصبی وجری فتحہ کے ساتھ ہوتی ہے اس میں جر تابع نصب ہے جیسے رَاَیْتُ عُمَرَ (بفتح را) حالت نصبی کی مثال ہے رَاَیْتُ فعل با فاعل عُمَرَ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو مَرَرْتُ بِعُمَرَ (بفتح را) حالت جری کی مثال ہے فعل با فاعل بؔ حرف جار عُمَرَ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ غیر منصرف پر جب الف ولام آوے یا مضاف واقع ہو تو اس وقت اس پر کسرہ آجاتا ہے جیسے ذَھَبْتُ اِلَی مَسَاجِدِکُمْ اور ذَھَبْتُ اِلَی الْمَسَاجِدِ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی مگر محض عوارض کی وجہ سے جس کا بیان بڑی کتابوں میں پڑھ لوگے۔

قولہ اسمائے ستہ مکبرہ الخ یہاں سے مصنف اعراب لفظی بحرف کا محل بتلاتے ہیں۔ اسماء جمع اسم کی ہے سِتَّۃٌ بمعنی (چھ) مُکَبَّرَۃٌ یہ مُصَغَّرَۃٌ کی ضد ہے۔ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ مصدر تَکْبِیْرٌ ہے بمعنی (کسی چیز کو بڑا کرنا) یعنی ایسے چھ اسم جو

دروقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں اَبٌ وَاَخٌ وَحَمٌ وَھَنٌ وَفَمٌ وَ ذُوْمَالٍ رفع شان بواؤ باشد ونصب بالف وجر بیا چوں جَاءَ اَبُوْكَ وَ رَأَيْتُ اَبَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَبِيْكَ ہفتم مثنیٰ چوں رَجُلَانِ ہشتم کِلَا وکِلْتَا مضاف بمضمر منہم اِثْنَانِ و

(حواشی: پدر ۱۲ — برادر ۱۲ — آنکہ قریب زن باشد از جانب زوج او ۱۲ — من المرء فرج او ۱۲ — صاحب مال ۱۲)

تصغیر کی حالت میں نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت ان کا رفع واؤ سے ہوگا۔ اور نصب الف سے اور جر یاء سے جیسے جَاءَ اَبُوْكَ حالت رفعی کی مثال ہے (تیرا باپ آیا) جَاءَ فعل اَبُوْ مضاف کَ ضمیر مجرور مضاف الیہ مضاف ، مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا. فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا رَأَيْتُ اَبَاكَ حالت نصبی کی مثال ہے (میں نے تیرے باپ کو دیکھا) رَأَيْتُ فعل با فاعل اَبَا مضاف کَ ضمیر مجرور مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول ہوا۔ فعل کا مَرَرْتُ بِاَبِيْكَ حالت جری کی مثال ہے (میں تیرے باپ کے پاس سے گزرا) مَرَرْتُ فعل با فاعل بَ حرف جار اَبِيْ مضاف کَ ضمیر مجرور مضاف الیہ اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا. فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور اگر یہ مکبّرہ ہوں یا مصغّرہ اور کسی طرف مضاف نہ ہوں تو اس وقت انکا اعراب بحرکت ہوگا جیسے جَاءَ اَبٌ وَرَأَيْتُ اَبًا وَمَرَرْتُ بِاَبٍ اور جیسے جَاءَ اُبَيٌّ وَرَأَيْتُ اُبَيًّا وَمَرَرْتُ بِاُبَيٍّ اور اُبَيٌّ تصغیر اَبٌ کی ہے اصل میں اُبَيْوٌ بروزن فُعَيْلٌ تھا واؤ کو یا کرکے یا کو یا میں ادغام کر دیا اُبَيٌّ ہوا۔ اور اگر مصغر ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت بھی ان کا اعراب بحرکت ہوگا جیسے جَاءَ اُبَيُّكَ وَرَأَيْتُ اُبَيَّكَ وَمَرَرْتُ بِاُبَيِّكَ اور اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو خواہ مکبّر ہو خواہ مصغر ہر حالت میں اعراب بحرکت تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ اَبِيْ وَرَأَيْتُ اَبِيْ وَمَرَرْتُ بِاَبِيْ وَجَاءَ اُبَيَّ وَرَأَيْتُ اُبَيَّ وَ مَرَرْتُ بِاُبَيَّ اور اسمائے ستہ مکبّرہ یہ ہیں اَبٌ (باپ) اَخٌ (بھائی) حَمٌ (عورت کے رشتہ دار خاوند کے خاندان سے دیور

سسر وغیرہ ھَنٌ (عورت یا مرد کی شرمگاہ) یہ سب ناقص واوی ہیں۔ اصل میں اَبَوٌ اور اَخَوٌ اور حَمَوٌ اور ھَنَوٌ تھے۔ واؤ کو خلافِ قیاس حذف کر دیا فَمٌ (منہ) یہ اجوف واوی ہے اصل میں فُوْهٌ تھا ہَ کو خلافِ قیاس حذف کر دیا اور اس کی واؤ غیر حالت اضافت میں میم سے بدل جاتی ہے جیسے فَمٌ اور حالتِ اضافت میں بدستور رہتی ہے جیسے فُوْكَ ۔ ذُوْ (صاحب) یہ لفیف مقرون ہے اصل میں ذُوْوٌ تھا۔ آخر واؤ کو حذف کر دیا اور بعض کے نزدیک یہ اصل میں ذُوْيٌ تھا بدلیل ذُوْيَانِ و ذُوْيَاتٌ یہ ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اسی واسطے مصنفؒ اس کو اسمِ جنس کی طرف مضاف کر کے لائے ہیں. اور کبھی بطریق شذوذ ضمیر کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے لیکن بغیر اضافت کے کبھی مستعمل نہیں ہوتا۔

قولہ کِلَا وکِلْتَا الخ ان کا اعراب بحرف (جس کو مصنفؒ آگے بیان فرما رہے ہیں) اس وقت ہوگا جب کہ یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو اس وقت ان کا اعراب بحرکتِ تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ کِلَا الرَّجُلَيْنِ وَ رَأَيْتُ کِلَا الرَّجُلَيْنِ وَمَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَيْنِ بمعنی (ہردو) - اصل میں کِلْوٌ تھا واؤ کو تاء سے بدل لیا اور الف اس میں تانیث کا ہے۔

قولہ اِثْنَانِ وَاِثْنَتَانِ بمعنی (دومرد) اور اِثْنَتَانِ اور اسی طرح ثِنْتَانِ دونوں بمعنی (دو عورتیں) مؤنث کے لئے وضع کئے گئے اور ان میں تاء تانیث کی نہیں ہے۔ اس لئے کہ تاء تانیث وسط کلمہ میں نہیں آتی۔

قولہ رفع شان بالف باشد الخ یعنی مثنیٰ اور کِلَا اور کِلْتَا جب کہ یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ ان سب کا رفع الف کے ساتھ ہوگا جیسے جَاءَ

اِثْنَتَانِ رفع شان بالف باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مفتوح چوں جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُولُوْا دوازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ رفع شان بواو ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مکسور چوں جَاءَ مُسْلِمُوْنَ اُولُوْمَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا سیزدہم اسم مقصور وآں اسمی ست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں مُوْسیٰ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں غُلَامِيْ رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں جَاءَ مُوسیٰ وَغُلَامِيْ وَرَأَيْتُ مُوْسیٰ وَغُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسیٰ وَغُلَامِيْ پانزدہم اسم منقوص وآں اسمیست کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں قَاضِيْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش

رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ اور نصب وجر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ۔ قولہ اُولُوْا یہ ذُوْ کی جمع بغیر لفظ ہے۔

قولہ رفع شان بواو الخ جاننا چاہیئے کہ اعراب کے حروف تین ہیں۔ واؤ، الف اور یا تثنیہ اور اس کے ملحقات کِلَا وکِلْتَا اور اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ اور جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات اُولُوْا اور عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ کے اعراب تین ہیں۔ رفع۔ نصب وجر۔ اگر واؤ رفعی حالت میں دونوں کو دیتے یا الف نصبی حالت میں دونوں کو دیتے تو التباس ہوتا لہذا دونوں حروف پر اعراب تقسیم کر دیئے گئے واؤ رفعی حالت میں جمع اور اس کے ملحقات کو دے دیئے اور الف رفعی حالت میں تثنیہ اور اس کے ملحقات کو دے دیا اور جری حالت میں دونوں کو ی دے دی اور التباس دور کرنے کے لئے تثنیہ کی ی سے پہلے فتحہ دے دیا اور جمع میں کسرہ۔

قولہ سیزدہم اسم مقصورہ الخ یہاں سے مصنفؒ اعراب تقدیری کا محل بتلاتے ہیں اور یہ کبھی کبھی بحرکت ہوتا ہے اور کبھی بحرف اور چونکہ اعراب بحرکت اصل ہے۔ لہٰذا مصنفؒ پہلے اعراب تقدیری بحرکت کا محل بتلاتے ہیں۔ اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ برابر ہے کہ وہ لفظ میں موجود ہو جیسے مُوْسیٰ اور اَلْعَصَاءُ (بلام تعریف) یا التقاء ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو گیا ہو جیسے عَصًا (تنوین)۔

قولہ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم الخ یہ جمع مذکر سالم سے جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو احتراز ہے کیونکہ اسکا اعراب آگے آئیگا۔

قولہ بتقدیر ضمہ الخ تقدیر کے یہ معنی ہیں کہ اعراب کی علامت لفظوں میں نہ ہو اور اعراب کا تقدیری ہونا بوجہ تعذر لفظی کے ہے۔ کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اور یاء اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے۔

قولہ پانزدہم اسم منقوص الخ منقوص ثلاثی مجرد ہے۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے لغت میں (کیا کم ہوا) اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو خواہ وہ یا ثابت ہو جیسے اَلْقَاضِيْ (بلام تعریف) میں یا التقاء ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو گئی ہو جیسے قَاضٍ (بغیر لام تعریف) حالت رفع وجر میں۔

قولہ رفعش بتقدیر ضمہ باشد الخ چونکہ اس یاء ضمہ پر اور کسرہ ثقیل ہوتے ہیں۔ نہ کہ فتحہ۔ لہٰذا یہ دونوں اعراب تقدیری ہوں گے جیسے جَاءَ الْقَاضِيْ (بسکون یاء) جَاءَ فعل ماضی اَلْقَاضِيْ فاعل اور رَأَيْتُ الْقَاضِيَ (بفتح یاء) رَأَيْتُ فعل با فاعل اَلْقَاضِيَ مفعول بہ اور مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ (بسکون یاء) مَرَرْتُ فعل با فاعل ب جار اَلْقَاضِيْ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل مَرَرْتُ کے اور جیسے جَاءَ قَاضٍ

بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِیَّ رفعش بتقدیر واو باشد ونصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چوں هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ (مثال حالت رفع ۱۲) کہ در اصل مُسْلِمُوْنَ بود نون باضافت (اضافۃ ۱۲) ساقط شد واو ویا جمع شدہ بودند وسابق ساکن بود واو را بیا بدل کردند ویا را دریا ادغام کردند مُسْلِمِیَّ شد ضمہ میم رابکسرہ بدل کردند (برائے مناسبت ۱۲) وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ **فصل** بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب برچہار قسم ست اول صحیح مجرد (مثال حالت جر ۱۲) از ضمیر بارز

مرفوع برائے

اور رَاَیْتُ قَاضِیًا اور مَرَرْتُ بِقَاضٍ۔

**قولہ** شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف الخ یہاں سے مصنف اعراب تقدیری بحرف کا محل بتلاتے ہیں یعنی جمع مذکر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ اس کی حالت رفعی تقدیر واؤ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی وجری یائی ماقبل مکسورہ کے ساتھ ہوگی۔

**قولہ** هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ یہ حالت رفع کی مثال ہے هٰؤُلَاءِ مبتداء مُسْلِمِیَّ خبر۔ یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ ہی تھا۔ نون بوجہ اضافت گرگیا مُسْلِمُوْیَ ہوا واؤ اور یا ایک کلمہ میں جمع ہوئیں۔ پہلا ساکن تھا۔ واؤ کو یا کرکے یا کو یا میں ادغام کردیا مُسْلِمُیَّ ہوا پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا مُسْلِمِیَّ ہوا۔ پس اس حالت میں علامت رفع جو واؤ تھی باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اس کا اعراب بحالت رفع بتقدیر واؤ ہوگا۔

**قولہ** رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ حالت نصب کی مثال ہے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ حالت جر کی مثال ہے۔ یہ دونوں اصل میں مُسْلِمِیْنَ کے تھے نون بوجہ اضافت گرگیا مُسْلِمِیْ یَ ہوا دو یَ ایک کلمہ میں جمع ہوئیں یا کو یا میں ادغام کردیا مُسْلِمِیَّ ہوا۔ پس ان میں علامت نصب وجر جو یائے ساکن ہے باقی ہے۔ اس کی صورت گو تینوں حالتوں میں ایک سی ہے لیکن رفع میں چونکہ واؤ نہ رہا لہٰذا اس حالت میں اعراب تقدیری ہوا۔ بخلاف حالت نصب وجر کے کہ ان میں یا جو علامت نصب وجر ہے اگرچہ یا میں مدغم ہوگئی ہے لیکن وہ اپنے حال پر باقی ہے اور اپنی حقیقت سے خارج نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان دونوں حالتوں میں اعراب لفظی ہوگا۔

**سوالات** ذیل کی مثالوں میں سے ہر اسم کو بتلاؤ کہ وہ اسم معرب کی سولہ قسموں میں سے کون سی قسم ہے اور رفع نصب وجر میں سے کون سی حالت میں سے ہے اور اگر وہ غیر منصرف ہے تو اسباب میں سے کون سے دو سبب اس میں پائے جاتے ہیں۔

اَنْكِحُوْا مُسْلِمَاتٍ، رَاَیْتُ عُثْمَانَ، هٰذَا اِبْرَاهِیْمُ ذَهَبَ اَحْمَدُ، سَیِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ، اَبُوْنَا اٰدَمُ، اَخُوْنَا زَیْدٌ، هٰذَا طَعَامٌ ذُوْمِلْحٍ، ضَرَبْتُ رَجُلَیْنِ، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، زَیْدٌ ذُوْفَهْمٍ، هُوَ عَبْدِیْ، اَللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ، هٰذَا كِتَابِیْ، سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، هُوَ رَاضٍ عَنْكَ، هُمْ اُولُوْا فَهْمٍ، ضَرَبَ یَحْیٰی۔

**قولہ** جزم یعنی وہ سکون جو عامل کے سبب سے پیدا ہوا ہو۔ پس وہ سکون جو وقف کی وجہ سے ہو خارج ہو جائے گا۔ اس لئے کہ وہ ماضی میں بھی ہوتا ہے جو مبنی الاصل ہے۔

**قولہ** صحیح مجرد الخ نحویوں کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو لیکن صرفیوں کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف علت اور ہمزہ

تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں ھُوَ یَضْرِبُ

غائب وحاضر چوں یضربون وتضربون ۱۲ — چوں تضربین ۱۲ — چوں یضربان تضربان ۱۲

وَلَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ دوم مفرد معتل واوی چوں یَغْزُوْ ویائی چوں یَرْمِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد و

احتراز شد از تثنیہ وجمع ۱۲

نصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام چوں ھُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ سوم مفرد معتل الفی

چوں یَرْضٰی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چوں ھُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ

یَرْضَ چہارم صحیح یا معتل باضمائر ونون ہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی ھُمَا

کہ نون تثنیہ وجمع مفرد مخاطبہ است ۱۲

یَضْرِبَانِ وَیَغْزُوَانِ وَیَرْمِیَانِ

نہ ہو، دو حرف ایک جنس کے بھی باہم ملے ہوئے نہ ہوں اور مجرد باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی (خالی کیا ہوا) مصدر تَجْرِیْدٌ ہے بمعنی (خالی کرنا) یعنی مضارع صحیح جو تثنیہ غائب وحاضر اور جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہو اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔ تفصیل یہ ہے کہ مضارع کے کل چودہ صیغے ہیں جن میں سے دو یَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ مبنی ہیں اور بارہ معرب ہیں جن میں سات میں سے نون اعرابی ہے اور ضمیر بارز اور پانچ میں ضمیر مستتر ہے۔ پس مصنفؒ فرماتے ہیں پانچ صیغے جو ضمیر بارز سے خالی ہیں یعنی یَضْرِبُ وتَضْرِبُ وَاَضْرِبُ ونَضْرِبُ جب کہ یہ صحیح ہوں ان کا رفع ضمہ کے ساتھ ہے اور نصب فتحہ کے ساتھ جزم سکون کے ساتھ جیسے ھُوَ یَضْرِبُ حالتِ رفعی کی مثال ہے ھُوَ مبتدأ اور یَضْرِبُ جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ لَنْ یَّضْرِبَ (بفتح یاء) حالتِ نصب کی مثال ہے اس میں لَنْ حرف ناصب ہے۔

قولہ لَمْ یَضْرِبْ (بسکون) حالتِ جزم کی مثال ہے اسمیں لَمْ حرف جازم ہے۔

قولہ مفرد معتل واوی الخ یعنی مضارع جو مفرد ہو (نہ کہ تثنیہ اور جمع) اور اس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو جیسے یَغْزُوْ یہ غَزَا یَغْزُوْ غَزْوًا بمعنی جنگ کرنا سے ہے باب نصر اور جیسے یَرْمِیْ یہ رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا بمعنی (تیر پھینکنا) سے ہے باب ضرب۔

قولہ مفرد معتل الفی الخ یعنی مضارع مفرد جس کے آخر میں الف ہو جیسے یَرْضٰی مصدر رِضْوَانٌ ہے بمعنی (راضی ہونا) باب سمع یہ اصل میں یَرْضَوُ تھا۔ واؤ تیسری جگہ میں تھا۔ اب چوتھی جگہ میں واقع ہوا۔ اور ماقبل کی حرکت واؤ کے مخالف تھی۔ واؤ کو یا کیا۔ بعد میں قاعدہ پایا گیا کہ یاء متحرک اس کا ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل لیا یَرْضٰی بالف ہوا۔

قولہ رفعش بتقدیر ضمہ باشد الخ چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کا رفع ونصب تقدیری ہوگا۔ یہاں تک تو مصنفؒ نے مضارع کے پانچ صیغوں مفرد مذکر غائب مفرد مؤنث غائب، مفرد مذکر حاضر واحد متکلم اور متکلم مع الغیر کا اعراب بتایا ہے اور اب مضارع کے سات صیغوں چار تثنیہ اور جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر کا اعراب بتاتے ہیں۔ جب کہ صحیح ہوں یا ان کے لام کلمہ میں واؤ ویائے یا الف ہو۔

قولہ صحیح یا معتل باضمائر الخ یعنی مضارع صحیح ہو یا معتل جب کہ وہ ضمیر بارز نون اعرابی کے ساتھ ہو (وہ کل سات صیغے ہیں جن میں یہ ضمیر اور نون ہوتا ہے جیسے کہ گزر چکا۔ تو اس وقت

وَيَرْضَيَانِ ودر جمع مذکر گوئی هُمْ يَضْرِبُونَ وَيَغْزُونَ وَيَرْمُونَ وَيَرْضَوْنَ ودر مفرد مؤنث حاضر

مثال معتل الفی باعتبار واحد ش کہ یرضیٰ بالف بود ۱۲

گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ ونصب وجزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَّضْرِبَا وَلَنْ يَّغْزُوَا وَلَنْ يَّرْمِيَا وَلَنْ يَّرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا در جمع مذکر گوئی لَنْ يَّضْرِبُوْا وَلَنْ يَّغْزُوْا وَلَنْ يَّرْمُوْا وَلَنْ يَّرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا وَلَمْ يَرْضَوْا ودر واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضَيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضَيْ **فصل** بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست لفظی ومعنوی لفظی بر سہ قسم ست حروف وافعال واسماء واین را در سہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ

# بابِ اوّل در حروف عاملہ ودر دو فصل است

فصل اول در حروفِ عاملہ در اسم وآں پنج قسم ست قسم اول حروف جر وآں ہفدہ است بَا

اس کا رفع اثبات نون کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے کہ نون اعرابی رفع کے عوض میں ہوتا ہے لہٰذا اس کو حالتِ رفع میں ثابت رکھیں گے اور حالتِ نصب وجزم میں حذف کر دیں گے جیسے هُمَا يَضْرِبَانِ تثنیہ صحیح کی مثال ہے هُمَا مبتدا يَضْرِبَانِ جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا يَغْزُوَانِ تثنیہ معتل واوی کی مثال ہے يَرْمِيَانِ تثنیہ معتل یائی کی مثال ہے يَرْضَيَانِ تثنیہ معتل الفی کی مثال ہے۔ یہ اپنے واحد کے اعتبار سے جو يَرْضٰى (بالف) سے معتل الفی ہے۔

**قولہ** هُمْ يَضْرِبُوْنَ۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی مبتدا يَضْرِبُوْنَ جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔

**قولہ** اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ الخ اَنْتِ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی مبتدا تَضْرِبِيْنَ جملہ فعلیہ ہوکر خبر یہ سب بحالت رفعی ہیں، اور ان میں نون ثابت ہے۔

**قولہ** لَنْ يَّضْرِبَا وَلَنْ يَّغْزُوَا الخ یہ چاروں حالتِ نصب کی مثالیں ہیں۔ جن میں پہلا صحیح ہے اور دوسرا معتل واوی اور تیسرا معتل یائی اور چوتھا اپنے واحد يَرْضٰى کے اعتبار سے معتل الفی ہے ان میں لَنْ حرفِ ناصب ہے جس کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا۔

**قولہ** لَمْ يَضْرِبَا الخ یہ چاروں حالتِ جزم کی مثالیں ہیں جن میں سے پہلا صحیح ہے دوسرا معتل واوی تیسرا معتل یائی اور چوتھا معتل الفی ہے ان میں لَمْ جازم ہے جس کی وجہ سے نون گر گیا۔ جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی مثالوں کو بھی ان پر قیاس کر لو۔ ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں مع اعراب بتاؤ۔

لَا تَضْرِبْ زَيْدًا، هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ، هُوَ يَدْعُوْ، اَنْتِ لَا تَدْعِيْنَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا، اَللّٰهُ يَهْدِيْ، هُمْ لَنْ يَّدْعُوْا زَيْدًا، لَا تَحْزَنِيْ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ۔

**قولہ** عوامل جمع عامل کی ہے۔

**قولہ** لفظی یہ لفظ کی طرف منسوب ہے بمعنی (لفظ والا) جو عامل لفظوں میں ہو اسے عامل لفظی کہتے ہیں۔

**قولہ** مَعْنَوِيٌّ الخ یہ معنی کی طرف منسوب ہے۔ بمعنی (معنی والا)

# وَمِنْ وَاِلیٰ وَحَتّٰی وَفِیْ وَلَام

جو عامل کہ عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہو اسے عامل معنوی کہتے ہیں۔

**قولہ** حروف جر الخ یہ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور جر بتشدید راء مصدر ہے۔ لغت میں بمعنی کھینچنا باب نصر اصطلاح میں وہ ہیں جو فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور ان کو حروف جر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں۔ ایسے سترہ حروف ہیں جو ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر حرف کو جر دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

با[1] وتا[2] وکاف[3] ولام[4] وواو[5] ومنذ[6] ومذ[7] خلا[8] رب[9]
حاشا[10]، من[11]، عدا[12]، فی[13]، عن[14]، علی[15]، حتی[16]، الی[17]

جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں لام حرف جر ہے اور اس نے اپنے مدخول زَیْدٍ کو جر دیا **ترکیب** اَلْمَالُ مبتدا لام حرف جر زَیْدٍ مجرور اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتٌ مقدر کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** با یہ فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے آتی ہے جیسے ذَهَبْتُ بِزَیْدٍ (میں زید کو لے گیا) ب جارہ داخل ہونے سے پیشتر یہ لازم تھا جیسے ذَهَبَ زَیْدٌ (زید چلا گیا) جب فعل لازم کے فاعل پر ب داخل ہوئی تو اس نے فعل کو متعدی کر دیا اور استعانت کے لئے بھی ب آتی ہے۔ استعانت لغت میں بمعنی (مدد چاہنا) لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ فاعل مجرور با سے صدور فعل میں مدد چاہتا ہو جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم سے لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا) اور مقابلہ کے لئے بھی ب ہوتی ہے۔ یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے کہ ب کا مجرور کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہے جیسے اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ بِمِائَةِ دِیْنَارٍ (میں نے گھوڑے کو سو دینار میں خریدا) یعنی سو دینار کے مقابلہ میں خریدا۔ یہ اور بھی کئی معنوں کے لئے آتی ہے۔ جیسا کہ تم کو آئندہ کتابوں سے معلوم ہو جائے گا۔

**قولہ** مِنْ الخ یہ ابتدا فعل کے لئے ہے یعنی اس کا مجرور وہ ہوتا ہے جس سے اس فعل کی ابتدا ہوئی کہ جس کے ساتھ کلمہ مِنْ مع اپنے مجرور کے متعلق ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ (میں بصرہ سے چلا) اس میں مِنْ نے یہ بتلا دیا کہ متکلم کے چلنے کی ابتدا بصرہ سے ہوئی اور جیسے صُمْتُ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) اور تبعیض کے لئے بھی مِنْ آتا ہے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے کہ فعل مجرور باء کے بعض کے ساتھ متعلق ہے جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ (میں نے دراہم میں سے کچھ دراہم لئے) اور بھی کئی معنوں کے لئے آتا ہے جیسا کہ آئندہ کتابوں میں معلوم ہوگا۔

**قولہ** اِلیٰ یہ انتہا فعل کے لئے آتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْبَغْدَادِ (میں بصرہ سے بغداد تک چلا) اور جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (تم روزوں کو رات تک پورا کرو)

**قولہ** حتیٰ یہ بھی اِلیٰ کی طرح انتہاء فعل کے لئے آتا ہے۔ جیسے نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ (میں گذشتہ رات تک سویا) لیکن یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے اور اسم مضمر پر داخل نہیں ہوتا بخلاف اِلیٰ کے کہ وہ اسم ظاہر اور اسم مضمر دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ پس حتّاہ نہیں کہہ سکتے اور اِلَیْهِ کہہ سکتے ہیں۔ ان دونوں میں اور بھی کئی وجوہ سے فرق ہے جیسا کہ آئندہ کتابوں میں معلوم ہو جائے گا۔ جاننا چاہئے کہ حَتّٰی عاطفہ بھی ہوتا ہے اور اس وقت وہ اپنے مدخول کو جر نہیں دیتا۔ جیسا کہ آخر کتاب میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔

**قولہ** وَفِیْ الخ یہ ظرفیت کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مدخول کو کسی چیز کا ظرف بنانے کے لئے جیسے اَلْمَاءُ فِی الْکُوْزِ (پانی کوزہ میں ہے)

**قولہ** لام یہ اختصاص کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مدخول کیلئے

# وَرُبَّ و واؤ قسم و تائے قسم و عَنْ

کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے خواہ وہ بطریقِ ملکیت ہو جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ (یہ مال زید کا ہے یعنی زید کی ملکیت ہے) اس میں لام نے مال کو زید کے لئے بطریقِ ملکیت ثابت کیا ہے خواہ وہ بطریقِ استحقاق جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جھول گھوڑے کے لئے ہے) اس میں لام نے جھول کو گھوڑے کے لئے بطریقِ استحقاق ثابت کیا ہے نہ کہ بطریقِ ملکیت یعنی جھول خاص گھوڑے کے لئے ہے اور وہ ہی اس کا مستحق ہے اور تعلیل کے لئے بھی آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے جیسے ضَرَبْتُہٗ لِلتَّادِیْبِ (میں نے اس کو ادب دینے کے لئے مارا) اس میں تادیب علت ضرب کی ہے اور جیسے خَرَجْتُ لِمَخَافَتِكَ (میں تیرے خوف کی وجہ سے نکلا) اس میں خوف علت ہے خروج کی۔ جاننا چاہیئے کہ لام جارہ جب کہ اسم مظہر پر داخل ہو تو مکسور ہوتا ہے جیسے لِزَیْدٍ میں اور استغاثہ میں وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے یَالَزَیْدٍ اور جب کہ مضمر پر داخل ہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے لَہٗ اور لَكَ اور جب ضمیر مجرور واحد متکلم پر داخل ہو تو مکسور ہوتا ہے جیسے لِیْ اس لئے کہ یای اپنے ماقبل پر کسرہ چاہتی ہے۔

قولہ وَرُبَّ یہ اصل وضع میں انشاء تقلیل بمعنی (کم کردن وکم نمودن) آتا ہے جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُہٗ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل میں معنی تقلیل کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن معنی تکثیر میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (بسا اوقات آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا) اور رُبَّ میں آٹھ لغت ہیں۔

۱۔ رُبَّ بضم را و فتحہ بائے مشددہ۔
۲۔ رُبَ بضم را و فتح بائے مخففہ۔
۳۔ وَرُبُ بضم را و ضم بائے مخففہ۔
۴۔ رُبْ بضم را و سکون بائے مخففہ۔
۵۔ رَبَّ بفتح را و فتح بائے مشددہ۔
۶۔ رَبَ بفتح را و فتح بائے مخففہ۔
۷۔ رُبَّتَ بضم را و فتح بائے مشددہ، بعد تائے فوقانیہ مفتوحہ
۸۔ رُبَتَ بضم را و فتح بائے مخففہ بعد تائے فوقانیہ مفتوحہ۔

قولہ واؤ قسم اور واؤ حرف جر قسم کے لئے آتا ہے یہ اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (خدا کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) اور جیسے وَالرَّحْمٰنِ (رحمٰن کی قسم) اور اسم مضمر پر داخل نہیں ہوتا۔ پس وَلَہٗ بمعنی اس کی قسم کہنا ناجائز ہے اور واؤ حروف عاطفہ میں سے بھی ہے اور اس وقت یہ کچھ عمل نہیں کرتا جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو آئے)۔

قولہ تائے قسم الخ اور تا حرفِ جر قسم کے لئے آتی ہے یہ صرف لفظ اللہ ہی پر داخل ہوتی ہے کسی اور اسم ظاہر پر داخل نہیں ہوتی۔ جیسے تَاللّٰہِ (اللہ کی قسم) پس تَالرَّحْمٰنِ نہیں کہا جاتا اور با حرف جر جو گزر چکی قسم کے لئے بھی آتی ہے۔

قولہ عَنْ یہ مجاوزت کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مجرور سے کسی چیز کی مجاوزت کیلئے اور مجاوزت تین قسم پر ہے۔

۱۔ یہ کہ کوئی چیز مجرور عَنْ سے زائل ہو کر کسی اور چیز کی طرف چلی جائے جیسے رَمَیْتُ السَّھْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَی الصَّیْدِ (میں نے تیر کو کمان سے شکار کی طرف پھینکا) اس میں تیر مجرور یعنی کمان سے زائل ہو کر شکار کی طرف چلا گیا۔

۲۔ یہ کہ کوئی چیز مجرور عَنْ سے بغیر زائل ہوئے کسی اور چیز کی طرف چلی جائے۔ مثلاً کوئی شاگرد کہے کہ اَخَذْتُ الْعِلْمَ عَنْ زَیْدٍ (میں نے زید سے علم حاصل کیا) اس میں علم مجرور یعنی زید سے بغیر زائل ہوئے متکلم یعنی شاگرد کی طرف چلا گیا۔

۳۔ یہ کہ کوئی چیز مجرور عَنْ تک پہنچے بغیر اس سے

**وَعَلٰی وکَافُ تشبیہ ومذ ومنذ وحَاشَا وخَلَا وعَدَا۔ ایں حروف دراسم روند وآخرش را جر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ دوم حروف مشبہہ بفعل وآں شش است**

زائل ہوکر کسی اور چیز کی طرف پہنچ جائے جیسے اَدَّیْتُ عَنْهُ الدَّیْنَ اِلٰی خَالِدٍ (میں نے اس کی طرف سے خالد کو دین ادا کر دیا) اس میں دَیْن مجرور عَنْ یعنی مدیون سے زائل ہوکر خالد کی طرف پہنچ گیا۔ حالانکہ مدیون تک پہنچا بھی نہیں۔

**قولہ** عَلٰی یہ استعلاء کے لئے آتا ہے بمعنی (اوپر) یعنی اپنے مجرور پر کسی چیز کے ہونے پر دلالت کرنے کے لئے خواہ حقیقتًہ ہو جیسے زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ (زید چھت پر ہے) اس میں زید کا چھت پر ہونا حقیقتًہ ہے یا مجازًا ہو جیسے عَلَیْهِ دَیْنٌ (اس پر قرضہ ہے)

**قولہ** کاف تشبیہ اور کاف بھی حرفِ جر ہے جو اپنے مدخول سے کسی چیز کو تشبیہ دینے کے لئے آتا ہے جیسے زَیْدٌ کَالْاَسَدِ (زید شیر کی مثل ہے)۔

**قولہ** مذ ومنذ الخ یہ دونوں جب کہ اسم ہوتے ہیں تو ظروف مبنیہ میں سے ہوتے ہیں جیساکہ اسم غیر متمکن کی بحث اقسام میں گزر چکا۔ لیکن یہ دونوں اس مقام میں حرفِ جر ہیں اور زمانہ کے لئے آتے ہیں۔ پس جب کہ یہ زمانہ ماضی پر داخل ہوں تو ابتدا فعل کے لئے آتے ہیں یعنی یہ بتانے کے لئے کہ فعل کی ابتداء فلاں وقت یا دن سے ہے جیسے مَارَأَیْتُهٗ مُذِ السَّنَةِ الْمَاضِیَةِ (میں نے اس کو سال گذشتہ سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدا سال گذشتہ ہے اور میرا اس کو نہ دیکھنا اب تک جاری ہے۔ اور جب کہ زمانہ حاضر پر داخل ہو تو ظرفیت فعل کے لئے آتے ہیں یعنی یہ بتلانے کے لئے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جس کو زمانہ حاضر اعتبار کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کا بعض حصہ گزر چکا ہے جیسے
(میں نے اس کو اس مہینہ میں نہیں دیکھا) یعنی میرا اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہ موجود مہینہ ہے)

**قولہ** حَاشَا وخَلَا وعَدَا یہ تینوں استثناء کے لئے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے نکالنے کے لئے جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ وَخَلَا زَیْدٍ وَعَدَا زَیْدٍ (میرے پاس زید کے سوا تمام قوم آئی) اور اردو میں یہ اسوقت بمعنی (سوا اور علاوہ) ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ تینوں فعل بھی ہوتے ہیں۔ پس جب کہ تم جر دوگے تو حروف جارہ ہوں گے اور جبکہ نصب دوگے تو افعال ہوں گے اور اس وقت ان میں ضمیر فاعل پوشیدہ ہوگی پس حَاشَا بمعنی استثناء کیا۔ تاج المصادر میں یہ معنی لکھے ہیں یعنی استثناء کردن اور یہ ناقص یائی ہے اور شرح جامی میں ہے کہ حَاشَا بمعنی بری کیا اور خَلَا بمعنی (تجاوز کیا) خَلَا یَخْلُوْا خَلْوًا سے اور عَدَا بمعنی (تجاوز کیا) عَدَا۔ یَعْدُوْا عَدْوًا سے۔

**سوالات** ان امثلہ میں حرف جر بتاؤ اور ان کے عمل اور تعلق میں غور کرو۔

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ عَلَیَّ دَیْنٌ، اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، لَاتُصَلِّ حَتّٰی تَتَوَضَّاءَ رُبَّ عَالِمٍ لَقِیْتُ، اُدْخُلُوْا فِی الدَّارِ، تَاللّٰهِ لَاَکَلَ، زَیْدٌ عَلَی الشَّجَرِ، قَرَأْتُ الْکِتَابَ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ، مَا رَأَیْتُهٗ مُنْذُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ، ضَرَبَ الْقَوْمُ عَمْرًوا، حَاشَا زَیْدٍ۔

**قولہ** حروف مشبہہ بفعل الخ مُشَبَّهَةٌ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمصدر تَشْبِیْهٌ ہے بمعنی (مانند کرنا) پس معنی یہ ہوں گے کہ (حروف جو فعل کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے ہیں) چونکہ یہ حروف چند وجوہ سے فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا اور ان حروف کی فعل کیساتھ مشابہت کی چند وجوہ ہیں۔

۱۔ جیسے فعل سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی ہیں۔
۲۔ فعل کی طرح یہ مبنی بر فتح ہیں۔
۳۔ یہ فعل کے معنی میں آتے ہیں جیسے اِنَّ اور اَنَّ بمعنی

اِنَّ وَاَنَّ وَكَاَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ ایں حروف را اسمی باید منصوب و خبرے مرفوع چوں اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ زید را اسم اِنَّ گویند و قَائِمٌ را خبر اِنَّ وَاَنَّ حروف تحقیق است وَكَاَنَّ حرف تشبیہ وَلٰكِنَّ حرف استدراک وَلَيْتَ حرف تمنّی وَلَعَلَّ حرف ترجّی سوم مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ وآں عمل

یعنے برائے دفع وہمے کہ پیدا می شود از کلام سابق ۱۲ — آرزو ۱۲ — امید ۱۲

حَقَّقْتُ وَاَكَّدْتُ اور كَاَنَّ بمعنی شَبَّهْتُ اور لٰكِنَّ بمعنی اِسْتَدْرَكْتُ اور لَيْتَ بمعنی تَمَنَّيْتُ اور لَعَلَّ بمعنی تَرَجَّيْتُ یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور قَائِمٌ خبر پس مثلاً جب حروف اِنَّ ان پر آیا تو اس نے زید کو نصب دیا اور قَائِمٌ کو رفع جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ **ترکیب** اِنَّ حرف مشبہ بفعل زَيْدًا اسکا اسم قَائِمٌ اس کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (تحقیق زید کھڑا ہے۔

**قولہ** اِنَّ وَاَنَّ حروف تحقیق الخ اِنَّ اور اَنَّ بمعنی (تحقیق و بے شک) یہ دونوں مضمونِ جملہ کی تحقیق کے لئے آتے ہیں۔ اور مضمونِ جملہ سے مراد خبر کا مصدر ہے جو اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ میں اِنَّ نے اس بات کا فائدہ دیا کہ مضمونِ جملہ جو قیام زَيْدٍ ہے (زید کا کھڑا ہونا) بلاشک و شبہ ثابت و محقق ہے۔

**قولہ** كَاَنَّ الخ یہ حرف تشبیہ ہے۔ انشاء تشبیہ کے لئے آتا ہے بمعنی (گویا) جیسے كَاَنَّ زَيْدَنِ الْاَسَدُ زید گویا شیر ہے۔

**قولہ** لٰكِنَّ حرف استدراک الخ استدراک لغت میں بمعنی کسی ایسی چیز کو پالینا جو چھوٹ گئی اور اصطلاح میں بمعنی پہلے کلام سے جو شبہ پیدا ہوتا ہو اس کو دور کرنا پس لٰكِنَّ پہلے کلام سے جو شبہ پیدا ہو، اس کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ مثلاً زید و عمرو کسی مقام پر موجود ہیں اور کسی نے آکر خبر دی کہ ذَهَبَ زَيْدٌ (زید چلا گیا) پس اس کلام سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید عمرو بھی چلا گیا ہو پس اس کے لٰكِنَّ عَمْرًوا لَمْ يَذْهَبْ (لیکن عمر نہیں گیا) کہنے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔

**قولہ** لَيْتَ الخ یہ حرف تمنی ہے۔ انشاء تمنی کے لئے آتا ہے اردو میں بمعنی "کاش" جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (کاش جوانی لوٹ آتی)۔

**قولہ** لَعَلَّ الخ یہ حرف ترجی ہے۔ انشاء ترجی کے لیئے آتا ہے اردو میں بمعنی (امید اور شاید) لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ (شاید کہ عمرو غائب ہوا) جاننا چاہیئے کہ لَيْتَ اور لَعَلَّ میں فرق یہ ہے کہ لَيْتَ ممکن اور محال دونوں کی تمنا کے لیئے آتا ہے جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ (کاش زید حاضر ہوتا) زید کا حاضر ہونا ممکن ہے اور جیسے کوئی ضعیف العمر آدمی کہے کہ لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (پس جوانی کا واپس آنا عادۃً محال ہے) اور لَعَلَّ صرف اس چیز کی امید کے لئے آتا ہے جس کا ہونا ممکن ہو لہٰذا لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ نہیں کہہ سکتے۔ ؎

اِنَّ . بَاَنَّ . كَاَنَّ . لَيْتَ . لٰكِنَّ . لَعَلَّ
ناصب اسمند و رافع در خبر ضد مَا وَلَا

**سوالات** ان مثالوں میں بتاؤ کہ حرف مشبہ بفعل کون سا ہے اور کون سا اس کا اسم ہے اور کون سی اسکی خبر اور اس نے کیا عمل کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ، لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ، لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ . كَاَنَّهٗ اَسَدٌ عَلِمْتُ ، اَنَّ زَيْدًا عَالِمٌ ، لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ، كَاَنَّ زَيْدًا قَمَرٌ ، لَيْتَ زَيْدًا عَالِمٌ ، اِنَّهُمْ ضَارِبُوْنَ -

مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ الخ مَا وَلَا جو لَيْسَ کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے ہیں۔ مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جیسے لَيْسَ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتا ہے اسی طرح یہ دونوں بھی عمل کرتے ہیں اور جیسے لَيْسَ کے معنی نفی کے ہیں اسی طرح ان کے معنی بھی نفی کے ہیں۔ ان دونوں

**لَیۡسَ می کنند چنانکہ گوئی مَا زَیۡدٌ قَائِمًا زید اسم ماست وَ قَائِمًا خبر او چہارم لائے نفی جنس اسم این لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع چوں لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیۡفٌ فِی الدَّارِ و اگر نکرہ مفرد مبنی باشد بر فتحہ چوں لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ و اگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا ملغی باشد یعنی عمل نکند و آں معرفہ مرفوع باشد بابتدا** (یعنی بعد لا) **چوں لَا زَیۡدٌ عِنۡدِیۡ وَلَا عَمۡرٌو و اگر بعد آں لا نکرہ**

یں فرق یہ ہے کہ مَا معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے قول مصنفؒ مَا زَیۡدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے)۔

**ترکیب** مَا حرف مشبہ بلَیۡسَ زَیۡدٌ اس کا اسم قَائِمًا اس کی خبر مَا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور جیسے مَا رَجُلٌ مُنۡطَلِقًا (کوئی مرد چلنے والا نہیں ہے) اور لَا ہمیشہ نکرہ پر آتا ہے جیسے لَا رَجُلٌ اَفۡضَلُ مِنۡكَ (کوئی مرد تم سے بہتر نہیں)۔

**قولہ لائے نفی جنس** (لا جو جنس کی نفی کے لئے ہے) یہ لا اسم نکرہ کی جنس کی نفی کے لئے آتا ہے جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیۡفٌ فِی الدَّارِ (کسی مرد کا غلام عقلمند گھر میں نہیں ہے)۔

**ترکیب** لَا نفی جنس کا غُلَامَ مضاف رَجُلٍ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم ہوا لَا کا ظَرِیۡفٌ صیغہ صفت کا خبر اوّل لَا کی فِیۡ حرف جر اَلدَّارِ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتٌ مقدر کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ثانی ہوئی لَا کی لَا اپنے اسم اور خبر اول اور خبر ثانی سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ و اگر نکرہ مفرد باشد الخ** اور اگر لَا مذکورہ کا اسم نکرہ مفرد ہو یعنی نکرہ ہو اور مضاف نہ ہو (یہاں مفرد مقابلہ میں مضاف کے ہے نہ کہ تثنیہ اور جمع کے مقابلہ میں) تو اس وقت وہ مبنی بر فتح ہوگا جیسے

**قولہ لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ الخ** (کوئی مرد گھر میں نہیں) **ترکیب** لَا نفی جنس کا رَجُلَ اس کا اسم فِیۡ حرف جار اَلدَّارِ مجرور جار اپنے مجرور جار مل کر متعلق ہوا ثَابِتٌ مقدر کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ لَا کی لَا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ و اگر بعد او معرفہ باشد الخ** یعنی اور اگر اس لا کے بعد معرفہ واقع ہو تو اس وقت لا کو دوبارہ دوسرے معرفہ کے ساتھ لانا ضروری ہے اور لَا مُلۡغٰی یعنی بے کار ہوگا کچھ عمل نہیں کریگا مُلۡغٰی باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی (بیکار کیا ہوا) مصدر اِلۡغَاءٌ (بمعنی باطل کرنا اور بیکار کرنا) اس وقت اسکے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لائے نفی جنس معرفہ میں کوئی اثر نہیں کرتا کیونکہ یہ جنس کی نفی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور یہاں جنس نہیں ہے۔ اور اس وقت معرفہ بناء بر مبتدا مرفوع ہوگا جیسے لَا زَیۡدٌ عِنۡدِیۡ وَلَا عَمۡرٌو میں پہلا لا معرفہ پر داخل ہے لہٰذا لَا دوبارہ مع دوسرے معرفہ کے لایا گیا ہے اور وہ لَا عَمۡرٌو ہے (میرے پاس نہ زید ہے نہ عمرو) **ترکیب** لَا مُلۡغٰی بے کار کچھ عمل نہیں کریگا۔ زَیۡدٌ معطوف علیہ واو حرف عطف لَا مُلۡغٰی عَمۡرٌو معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا ہوا عِنۡدِ مضاف یٖ متکلم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتَانِ مقدر سے ثَابِتَانِ اپنے متعلق ظرف سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ و اگر بعد آں لا نکرہ الخ** یعنی جب کہ لائے نفی جنس بطریق عطف مل کر واقع ہوا ان دونوں کے بعد ان کا اسم نکرہ مفرد بلا فصل واقع ہو جیسے لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہ اسمیں لائے نفی جنس مکرر واقع ہوا۔ ایک حَوۡلَ پر ہے اور دوسرا قُوَّةَ پر اور ان کے درمیان واؤ

مفرد باشد مکرّر با نکرہ دیگر در و پنج وجہ رواست ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

بنائے ہر دو بر فتح ۔ برتنوین مرفوع ۔ بنائے اول بر فتح و ثانی برتنوین مرفوع ۔ بنائے اول بر فتح و ثانی برتنوین منصوب ۱۲ ۔ برتنوین مرفوع و ثانی بر فتح ۱۲

عطف ہے اور پھر ان دونوں کا اسم نکرہ مفرد بلا فصل واقع ہے ۔ پہلے کا حَوْلَ ہے اور دوسرے کا قُوَّةَ تو اس صورت میں ان دونوں کے اسم میں پانچ وجہ جائز ہیں ۔

۱۔ یہ کہ دونوں مبنی بر فتح ہوں اور دونوں جگہ لَا نفی جنس کا ہو جیسے :

**قولہ** لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اگر دو جملے مانے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لَاحَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاقُوَّةَ عَلَی الطَّاعَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ (اللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد سے گناہ سے نہیں بچ سکتے اور اللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد سے طاعت پر قوت نہیں ہے **ترکیب** لا نفی جنس کا حَوْلَ مصدر عَنْ حرف جار اَلْمَعْصِیَةِ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ۔ حَوْلَ سے حول اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا لا کا ثَابِتٌ صیغہ اسم فاعل ل حرف جار اَحَدٍ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر مُسْتَثْنٰی مِنْہُ ہوا اِلَّا حرف استثناء ب حرف جار لفظ اللہ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ ہوا ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتٌ کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی ۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا ہوا ۔ واو حرف عطف لا نفی جنس کا قُوَّةَ مصدر عَلٰی حرف جار اَلطَّاعَةِ مجرور ، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قُوَّةَ کے ، قُوَّةَ اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا ۔ لا کا قُوَّةَ صیغہ اسم فاعل ، ل حرف جار ، اَحَدٍ مجرور ، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ ہوا ، اِلَّا حرف استثنا ۔ ب ، حرف جار ۔ لفظ اللہ مجرور ، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتٌ کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی ۔ لا ، اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا اور ایک جملہ مانا جائے تو لَاقُوَّةَ مفرد کا عطف لَاحَوْلَ مفرد پر ہوگا اور دونوں کی ایک خبر محذوف ہوگی اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ ثَابِتَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

دوم یہ کہ دونوں کا رفع ہو اور دونوں جگہ لَا مُلْغٰی ہو اور رفع ان کے مبتدا ہونے کے سبب سے ہے جیسے لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ اور اگر ایک جملہ مانا جائے تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ ثَابِتَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ **ترکیب** لا مُلْغٰی حَوْلٌ معطوف علیہ واو حرف عطف ، لا مُلْغٰی قُوَّةٌ معطوف ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا ۔ ثَابِتَانِ اسم فاعل لِاَحَدٍ جار مجرور سے مل کر مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء ، بِاللّٰہِ جار مجرور مستثنیٰ ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا ثَابِتَانِ کے ثَابِتَانِ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی ، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔ اور اگر دو جملے مانے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لَاحَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِیَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاقُوَّةٌ عَلَی الطَّاعَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

سوم یہ کہ حَوْلَ مبنی بر فتح اور پہلا لا نفی جنس کا اور قُوَّةٌ مرفوع ہو تنوین کے ساتھ اور دوسرا لا زائد ہو جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ مَوْجُوْدَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ **ترکیب** لا نفی جنس کا حَوْلَ معطوف علیہ ، واو حرف عطف ، لا زائدہ اور قُوَّةٌ محل حَوْلَ پر معطوف ہے ۔ کیونکہ حَوْلَ حقیقت میں مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لا کا اور مَوْجُوْدَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ خبر ۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔

## پنجم حروفِ ندا و آں پنج ست یَا وَ اَیَا وَ ھَیَا وَ اَیْ و ہمزۂ مفتوحہ و این حروف منادائے مضاف را بنصب کنند چوں یا عبدَ اللہِ

چہارم یہ کہ حَولَ مبنی بر فتح اور پہلا لا نفی جنس کا اور قُوَّۃً منصوب مع تنوین اور دوسرا لا زائدہ جیسے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃً اِلَّا بِاللہِ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃً مَوْجُوْدَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ لا نفی جنس کا معطوف علیہ واو حرف عطف لَا زائدہ قُوَّۃً حول کے لفظ پر معطوف ہے۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لا کا مَوْجُوْدَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ، خبر لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**تیسری اور چوتھی** صورت میں بصورت دو جملہ تقدیر عبارت ایسے ہوگی وَلَاحَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ مَوْجُوْدٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ۔

**پنجم** یہ کہ پہلا لا مُلْغیٰ اور حَوْلٌ مرفوع تنوین کے ساتھ اور دوسرا لا نفی جنس کا اور قُوَّۃَ مبنی بر فتح ہو جیسے لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ اور دو جملوں کی صورت میں اس طرح پر ہوگی لَاحَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ مَوْجُوْدٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللہِ۔

**قولہ** ندا الخ یہ نادیٰ کا مصدر ہے لغت میں بمعنی (آواز دینا) اصطلاح میں کسی کی توجہ کو اس حرف کے ذریعہ طلب کرنا اُدْعُوْا کے قائم مقام ہوا منادیٰ باب مفاعلت سے اسم مفعول ہے بمعنی (آواز دیا گیا) اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے متوجہ ہونے کو حرف ندا (لفظاً یا تقدیراً) کے ذریعہ سے طلب کیا جائے جیسے یَازَیْدُ بمعنی (اے زید) اس میں یا حرف ندا ہے اور زید منادیٰ ہے جس کے متوجہ ہونے کو یا حرفِ ندا سے (جو لفظاً ہے) طلب کیا گیا ہے۔

**سوالات** ان مثالوں میں بتاؤ کہ ما و لا مشبہ بلیس کون سے ہیں اور لائے نفی جنس کون سا؟

مَا ھٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ، لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ، لَا دِرْھَمٌ وَلَا دِیْنَارٌ لِبَکْرٍ، لَا فَھْمَ لَہٗ فِی الدِّیْنِ، مَا اَنْتَ بِشَاعِرٍ، یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ، یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا شَفَاعَۃٌ، لَا رَجُلٌ اَعْلَمُ مِنْکَ، لَا بَشَرٌ اَحْلَمُ مِنْکَ، مَا لَکُمْ عِنْدِیْ زَادٌ وَلَا رَاحِلَۃٌ۔

**قولہ** منادیٰ مضاف را الخ اور یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے یَا عَبْدَ اللہِ میں حرف ندا نے عبد منادیٰ مضاف کو نصب دیا (اے عبد اللہ)

**فائدہ** جاننا چاہیئے کہ منادیٰ مضاف لفظاً منصوب ہوگا جیسے یَا عَبْدَ اللہِ میں یا یَازَیْدُ میں (اس کا بیان عنقریب آئے گا) اور منادی کا نصب بناء بر مفعول ہے اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ اسکا ناصب کون ہے۔ سیبویہ اور جمہور نحات اس طرف گئے ہیں کہ اس کا ناصب مقدر فعل ہے مثلاً یَازَیْدُ اصل میں اُدْعُوْا زَیْدًا تھا۔ (میں زید کو بلاتا ہوں) کثرتِ استعمال کی وجہ سے اُدْعُوْا فعل کو حذف کر دیا اور حرفِ نداء کو جو مفید معنی فعل ہے (اور وہ معنی طلب ہیں) اس کے قائم مقام کر دیا تاکہ کلام میں اختصار پیدا ہو جائے۔ اس طرح سے یَازَیْدُ ہوا ان مذہب پر جملہ کے دونوں جزو فعل اور فاعل مقدر ہیں اور مبرد اس طرف گئے ہیں کہ حرفِ ندا فعل کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے خود ہی ناصب ہے اور فعل مقدر کو عمل میں کوئی دخل نہیں۔ مصنفؒ کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے کلام این حروف منادیٰ مضاف را بنصب کنند سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اور اس مذہب پر جملہ کے دو جزوں میں سے ایک جزو (یعنی فعل) کے قائم مقام حرف ندا ہے اور دوسرا جزء فاعل مقدر ہے۔ تبتع کلام

**ومشابہ مضاف را چوں یا طالِعًا جبلًا ونکرہ غیر معین را چنانکہ اعمیٰ گوید یا رجُلًا خُذْ بِیَدِی**
**ومنادائے مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یا زَیْدُ و یا زَیْدَانِ**

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیبویہ اور مبرد دونوں حرفِ ندا کو قائم مقام اَدْعُوْا کے مانتے ہیں۔ فرق اسقدر ہے کہ سیبویہ کے نزدیک منادیٰ کا عامل ناصب اَدْعُوْ فعل مقدر ہے اور حرفِ ندا کو اس عمل میں کوئی دخل نہیں بخلاف مبرد کے۔ ان کے نزدیک اس کا عامل ناصب خود حرفِ ندا ہے کیونکہ فعل کے قائم مقام ہے اور فعل کو اس عمل میں کوئی دخل نہیں اور ابو علی کے نزدیک حروفِ ندا اسمائے افعال ہیں بمعنی اَدْعُوْ اور اس مسلک پر جملہ کے دو جزوں میں سے ایک جزو اسم فعل ہے اور دوسرا جزو ضمیر فاعل ہے جو اسم فعل میں مستتر ہے۔

**ترکیب** بنابر مذہب سیبویہ یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے اَدْعُوْ فعل بافعل عَبْدَ مضاف لفظ اللّٰہ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا اَدْعُوْ کا۔ اَدْعُوْ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ ومشابہ مضاف را** الخ اور یہ حروف اس منادیٰ کو بھی جو مضاف سے مشابہ ہے نصب دیتے ہیں اور مشابہ مضاف وہ اسم ہے جو دوسری چیز کے ملے بغیر تمام نہ ہو۔ جیسے مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ کے تمام نہیں ہوتے۔ اسی طرح مشابہ مضاف بھی دوسری چیز کے ملے بغیر تمام نہیں ہوتا جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا (اے چڑھنے والے پہاڑ کے) اس میں طَالِعًا مشابہ مضاف ہے جو جَبَلًا کے بغیر تمام نہیں ہوتا اس لئے کہ چڑھنے کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہئے جس کا ذکر ضروری ہے **ترکیب** یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے اَدْعُوْ فعل با فاعل طَالِعًا صیغہ اسم فاعل جَبَلًا اس کا مفعول فیہ طَالِعًا اپنے مفعول فیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مفعول بہ ہوا فعل اَدْعُوْ کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ ونکرہ غیر معین را** الخ اور یہ حروف نکرہ کو جو معین نہ ہو نصب دیتے ہیں جیسے کوئی نابینا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِی (اے کوئی مرد میرے ہاتھ کو پکڑ) اس میں رَجُلًا نکرہ غیر معین ہے اس لئے کہ نابینا کسی خاص مرد کو نہیں پکار رہا ہے بلکہ غیر معین مرد کو اپنی مدد کے لئے بلا رہا ہے کہ کوئی میرا ہاتھ پکڑ لے **ترکیب** یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے اَدْعُوْ فعل با فاعل رَجُلًا مفعول بہ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا ہوا خُذْ صیغہ امر فعل با فاعل ب حرف جر یَد مضاف ی متکلم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا حرف جر کا حرف جر اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خُذْ کے خُذْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جواب ندا ہوا۔ ندا اپنے جواب ندا سے مل کر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ ومنادیٰ مفرد معرفہ** الخ اور منادیٰ جو مفرد ہو (یعنی مضاف اور شبہ مضاف نہ ہو) اور معرفہ خواہ حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہے یا اس کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہو تو وہ علامت رفعی پر مبنی ہوتا ہے اور علامت رفع غیر تثنیہ اور جمع میں ضمہ ہے اور تثنیہ میں الف اور جمع مذکر سالم میں واؤ جیسے یَا زَیْدُ یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو مبنی بر ضمہ ہے جو اس کے رفع کی علامت ہے اور ضمہ لفظی ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہے **ترکیب** یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے اَدْعُوْ فعل با فاعل زید مبنی بر ضم محلًا منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ یا زَیْدَانِ** یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع الف پر مبنی ہے اور حرفِ ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا اس لئے کہ عَلَمْ کا تثنیہ اسکو نکرہ کرنے کے بعد ہوتا ہے پھر جب اس پر حرفِ ندا داخل ہوا تو معرفہ ہو گیا۔

وَیَا مُسْلِمُوْنَ وَیَا مُوْسٰی وَیَا قَاضِیْ بدانکہ اَیْ و ہمزہ برائی نزدیک ست وأیَا وَھَیَا برائی دور ویا عام ست **فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع** وآں بر دو قسم است **قسم اول** حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند وآں چہار ست اَوّل اَنْ چون اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ وَاَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَكَ وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند دُوم لَنْ چوں لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ وَلَنْ برائی تاکید نفی ست سوم کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ

اے برائے نزدیک و دور ہر دو مستعمل شود ۱۲

**قولہ** یَا مُسْلِمُوْنَ اس مفرد کی مثال ہے جو علامت رفع واؤ پر مبنی ہے اور حرفِ ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے اور اس سے پیشتر نکرہ تھا۔

**قولہ** یَا مُوْسٰی یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامتِ رفع یعنی ضمہ تقدیری پر مبنی ہے۔

**قولہ** یَا قَاضِیْ یہ بھی اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع ضمہ تقدیری پر مبنی ہے۔ فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ یَا مُوْسٰی میں مُوْسٰی اسم مقصور ہے اور حرف ندا کے داخل ہونے سے پیشتر معرفہ ہے اور یَا قَاضِیْ میں قَاضِیْ اسم منقوص ہے اور حرف ندا سے پیشتر نکرہ ہے اور اس کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے اور منادیٰ مفرد معرفہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ وہ کاف اسمیہ کے موقع میں واقع ہے اس واسطے کہ یَا زَیْدُ معنی میں اَدْعُوْكَ کے ہے اور کاف مشابہ کاف حرفِ جر کے ہے جو مبنی اصل ہے اور مشابہت یہ ہے کہ جیسے کہ حرفِ جر ایک حرف پر موضوع ہے اسی طرح کاف اسمیہ بھی ہے اسکی تفصیل اسم غیر متمکن اسمی است الخ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

**فائدہ** اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان اَیُّهَا (مذکر کے لئے) اور اَیَّتُهَا مؤنث کیلئے لاتے ہیں۔ جیسے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اور یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ مگر لفظ اللہ پر صرف یا آتا ہے اور دعا کے موقعہ پر حرفِ ندا یا کے بدلے لفظ اللہ کے آخر میں میم مشدد لاتے ہیں جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ سوم کبھی حرفِ ندا کو حذف کر دیتے ہیں جیسے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔

**سوالات** ان مثالوں میں منادیٰ کی قسمیں بتاؤ۔

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، یَا جَاهِلًا اِجْتَهِدْ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ، یَا خَیْرًا مِّنْ زَیْدٍ، یَا یَحْیٰی مَا تَفْعَلُ۔ یَا عَبْدَ الرَّشِیْدِ اَقِمِ الصَّلٰوةَ، یَا ذَا الْمَالِ اَنْفِقْ۔

**قولہ** اَنْ اس کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَنْ نے تَقُوْمَ کو نصب دیا اور اس کو مصدر یعنی قِیَامَكَ کے معنی میں کر دیا۔ اَیْ اُرِیْدُ قِیَامَكَ (میں تیرے کھڑے ہونے کا ارادہ کرتا ہوں) **ترکیب** اُرِیْدُ فعل با فاعل قِیَامَ مصدر مضاف كَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ فاعل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** لَنْ اس کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع سے معنی حال کو دور کر کے اس کو مستقبل منفی مؤکد کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے **قولہ** لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ (زید ہرگز نہیں نکلے گا)

**قولہ** کَیْ بمعنی (تاکہ) یہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل سبب مابعد کیلئے ہو جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوں) اس میں اسلام سبب ہے دخولِ جنت کیلئے

چہارم اِذَنْ چوں اُکْرِمَكَ درجواب کسیکہ گوید اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا و بدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند حَتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ و لامِ جحد نحو مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ و اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ

نزد سیبویہ

ترکیب اَسْلَمْتُ فعل اپنے فاعل ضمیر تُ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اَدْخُلُ فعل با فاعل اَلْجَنَّةَ مفعول فیہ بر مذہب اصح اور بعض کے نزدیک مفعول بہ ہے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ معلّلہ ہوا۔

**قولہ** اِذَنْ بمعنی (اس وقت) آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور جواب و جزا کے لئے آتا ہے اور مضارع مستقبل پر داخل ہوتا ہے اس لئے کہ جواب و جزا زمانہ مستقبل میں پائی جائے گی لہٰذا اسکا مدخول بھی مضارع مستقبل ہوگا جیسے کوئی شخص کہے اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا (میں تیرے پاس کل آؤں گا) اور پھر تم اس کے جواب میں کہو کہ اِذَنْ اُكْرِمَكَ (میں اس وقت تیرا اکرام کروں گا) **ترکیب** اَنَا مبتدا اٰتِيْ فعل با فاعل کَ ضمیر مفعول بہ غَدًا مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَنْ، وَلَنْ پس کَیْ اِذَنْ ایں چار حرف معتبر
نصب مستقبل کند ایں جملہ دائم اقتضا

**قولہ** بدانکہ اَنْ بعد از شش الخ جاننا چاہیئے کہ اَنْ کبھی ملفوظ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اُرِيْدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَنْ ملفوظ ہے اور کبھی مقدر ہوتا ہے اور فعل کو نصب دیتا ہے اور اس کا مقدر ہونا چھ حرفوں کے بعد ہے۔

ا۔ حَتّٰی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ (میں گزرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا) یہ حَتّٰی جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے دو معنی کے لئے آتا ہے (تاکہ، یہاں تک) **ترکیب** مَرَرْتُ فعل با فاعل حَتّٰی حرف جار اَدْخُلَ فعل با فاعل منصوب بِاَنْ مقدرہ اَلْبَلَدَ مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۲۔ لام جحد کے بعد جحد کے لغوی معنی انکار کرنا۔ اصطلاح میں لام جحد وہ ہے جو نفی کی تاکید کے واسطے آئے اور نفی کے بعد مستعمل ہو جیسے،

**قولہ** مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (البتہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا) **ترکیب** مَا نافیہ كَانَ فعل ناقص لفظ اللہ اس کا اسم لام حرف جار يُعَذِّبَ فعل مضارع منصوب بِاَنْ مقدرہ اس میں ضمیر ھُوَ راجع طرف اللہ کے اس کا فاعل ھُمْ مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر مجرور ہوا جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا۔ قَاصِدًا مقدر کے قَاصِدًا اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی كَانَ کی كَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

۳۔ اس اَوْ کے بعد جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو یعنی اِلٰی یا اِلَّا کے معنی میں ہو جو اَنْ مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں ورنہ اگر اِلَّا اَنْ یا اِلٰی اَنْ کے بعد ایک اور اَنْ مقدرہ مانیں تو تکرار اَنْ لازم آئے گی اور یہ ناجائز ہے۔

لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (البتہ لازم پکڑوں گا میں تجھ کو یہاں تک کہ تو میرے حق کو عطا کرے) **ترکیب** لَاَلْزِمَنَّ فعل با فاعل کَ ضمیر مفعول بہ اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ۔ اِلٰی حرف جار اَنْ حرف ناصب تُعْطِيَنِيْ فعل با فاعل نَ وقایہ کا یٖ متکلم مفعول بہ اوّل حَقِّ مضاف یٖ متکلم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر بتاویل مصدر مجرور ہوا اِلٰی حرف جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اگر اَوْ

## حقّی وواو الصرف ولام کَے وفا کہ در جواب شش چیز ست امر و نہی

بمعنی اِلَّااَنْ ہو تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لَاَلْزِمَنَّكَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِلَّا فِیْ وَقْتٍ اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ (البتہ لازم پکڑوں گا میں تجھ کو ہر وقت میں مگر اس وقت میں کہ عطا کرے تو مجھ کو میرا حق) یعنی البتہ میں ہر وقت تیرے ساتھ رہوں گا جب تک تو میرا حق نہ دے گا۔ **ترکیب** فِیْ کُلِّ وَقْتٍ مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثنائی حرف جار وَقْتٍ مضاف اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ بتاویل مفرد مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہوا لَاَلْزِمَنَّ کے فعل اپنے فاعل و مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴۔ واو الصرف اس کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے صرف کے لغوی معنی (باز رکھنا) اور اس کو واؤ الجمع بھی کہتے ہیں اور اس کے بعد اَن کے مقدر ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ماقبل اور مابعد دونوں کے مضمون کا حصول ایک زمانہ میں ہو دوم یہ کہ وہ امر نہی نفی استفہام تمنی اور عرض کے بعد واقع ہو جیسے زُرْنِیْ وَاُکْرِمَكَ (بنصب میم) نہی کی مثال جیسے لَاتَاْکُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ نفی کی مثال جیسے مَاتَاْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا نفی بھی انشاء کے حکم میں ہے اسلئے کہ جسطرح انشاء جواب کو چاہتا ہے اسی طرح نفی بھی جواب کو چاہتی ہے استفہام کی مثال جیسے هَلْ عِنْدَکُمْ مَاءٌ وَاَشْرَبَهٗ تمنی کی مثال جیسے لَیْتَ لِیْ مَالٌ وَ اُنْفِقَهٗ عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَتُصِیْبَ خَیْرًا ان میں واؤ کے بعد اَنْ کو مقدر اس وجہ سے مانا جاتا ہے کہ ان میں پہلا جملہ انشائیہ ہے اور دوسرا جملہ خبریہ اور قاعدہ ہے کہ جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر ناجائز ہے لہٰذا اَنْ کو مقدر مانا تاکہ مضارع مصدر کی تاویل میں ہو کر اس مصدر پر معطوف ہو جو ماقبل انشاء سے سمجھا جاتا ہے۔ پس ان کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لِتَجْتَمِعَ مِنْكَ زِیَارَةٌ وَاِکْرَامٌ مِنِّیْ (چاہیئے کہ تجھ سے زیارت اور مجھ سے اکرام جمع ہو) یعنی تو میری زیارت کر میں تیرا اکرام کروں گا۔ اس میں اکرام مصدر کا عطف زیارت مصدر ہے لَایَجْتَمِعُ مِنْكَ اَکْلُ السَّمَكِ وَشُرْبُ اللَّبَنِ۔ (نہ جمع ہو تجھ سے مچھلی کا کھانا اور دودھ پینا) اس میں شُرْبُ اللَّبَنِ کا عطف اَکْلُ السَّمَكِ پر ہے لَایَجْتَمِعُ مِنْكَ اِتْیَانٌ وَ تَحْدِیْثُكَ اِیَّانَا (تیرا آنا اور تیرا ہم سے بات چیت کرنا جمع ہوں) اور هَلْ یَجْتَمِعُ مِنْکُمْ وُجُوْدُ مَاءٍ وَشُرْبٌ مِنِّیْ۔ (کیا تمہارے پاس پانی کا ہونا اور میرا پینا جمع ہوگا) لَیْتَ یَجْتَمِعُ لِیْ ثُبُوْتُ مَالٍ وَاِنْفَاقٌ مِنِّیْ (کاش کہ میرے پاس مال کا ہونا اور میرا اس کو خرچ کرنا جمع ہوتے) لَا یَجْتَمِعُ مِنْكَ نُزُوْلٌ وَاِصَابَةُ خَیْرٍ مِنِّیْ (تیرا اترنا اور میرا خیر کو پہنچانا جمع نہیں ہوتے) ۵۔ لام کَیْ کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے یعنی وہ لام جو بمعنی کَیْ سببیہ کے آتا ہو جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہوں) لام جحد اور لام کَیْ میں فرق لفظی اور معنوی دونوں طرح سے ہے۔ لفظی تو یہ ہے کہ لام جحد ہمیشہ نفی کے بعد آتا ہے بخلاف لام کَیْ کے کہ وہ ایسا نہیں ہے۔ معنوی یہ ہے کہ لام کَیْ تعلیل کے لئے آتا ہے اور اگر لفظ سے گر جائے تو معنی مقصود میں خلل آجاتا ہے بخلاف لام جحد کے کہ وہ محض تاکید نفی کے لئے آتا ہے۔

**قولہ وفا کہ در جواب شش چیز الخ** فا کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اس کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہو۔

۲۔ یہ کہ وہ امر یا نہی یا نفی یا استفہام یا تمنی یا عرض کے بعد ہو جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَكَ (تو میری زیارت کر تاکہ میں تیرا اکرام کروں) فا کے بعد بھی اَنْ مقدر ہونے کی وہی وجہ ہے جو واؤ میں گزر چکی تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لِیَکُنْ مِنْكَ زِیَارَةٌ فَاِکْرَامٌ مِنِّیْ۔

نہی کی مثال جیسے لَاتَشْتِمْنِیْ فَاَضْرِبَكَ (تو مجھ کو گالی

ونفی واستفہام وتمنی وعرض و اَمْثِلَتُہَامَشْہُوْرَۃٌ **قسم دوم** حروفیکہ فعل مضارع راجزم کنندوآں پنجست لَمْ وَلَمَّا ولام امر ولائے نہی واِنْ شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ وَلَمَّا یَنْصُرْ وَلِیَنْصُرْ وَلَا تَنْصُرْ وَاِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ **بدانکہ** اِنْ دردوجملہ رودچوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملۂ اوّل را شرط گویند وجملۂ دوم راجزا واِنْ برائے مستقبل ست اگرچہ درماضی رودچوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وانیجاجزم تقدیری بود زیراکہ ماضی معرب نیست و **بدانکہ** چوں جزائے شرط جملۂ اسمیہ باشدیا امریانہی یادعا فادر جزاآوردن لازم بود

مت دے تاکہ میں تجھ کو ماروں) اَیْ لَا یَکُنْ مِنْكَ شَتْمٌ فَضَرْبٌ مِنِّیْ نفی کی مثال جیسے مَا تَاتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا (تو ہمارے پاس نہیں آتا تاکہ تو ہم سے گفتگو کرے) اَیْ لَیْسَ مِنْكَ اِتْیَانٌ فَتَحْدِیْثٌ اِیَّانَا استفہام کی مثال جیسے هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ فَاَشْرَبَهٗ (کیا تمہارے پاس پانی ہے تاکہ میں اس کو پیوں) اَیْ هَلْ یَكُوْنُ مِنْكُمْ مَاءٌ فَشُرْبٌ مِنِّیْ تمنی کی مثال جیسے لَیْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَهٗ (کاش میرے پاس مال ہوتا تاکہ میں اس کو خرچ کرتا) اَیْ لَیْتَ لِیْ ثُبُوْتَ مَالٍ فَاِنْفَاقٌ مِنِّیْ۔ عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ تو بھلائی کو پہنچے۔ اَیْ لَا یَكُوْنُ مِنْكَ نُزُوْلٌ فَاِصَابَةُ خَیْرٍ مِنِّیْ.

**تنبیہ** غالبًا کتابت کی غلطی کی وجہ سے متن میں واؤ الصرف اور فائے سببیہ لَامِ کَیْ واقع ہوا ہے۔ مناسب یوں معلوم ہوتا ہے کہ لَامِ کَیْ وواؤ الصرف وفاکہ درجواب الخ اس لئے کہ ان کی طرح واؤ صرف کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی بھی دو شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ امر اور نہی اور نفی اور استفہام اور تمنی اور عرض میں سے کسی ایک کے جواب میں ہو بخلاف لَامِ کَیْ کہ اس میں یہ شرط نہیں۔

**قولہ** لَمْ وَلَمَّا ان دونوں کا لفظی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ لَمَّا کی نفی لَمَّا کے بولنے کے وقت تک کے ماضی کے تمام زمانوں کو مستغرق (گھیرے ہوئے) ہوتی ہے جیسے لَمَّا یَنْصُرْ زَیْدٌ (زید نے اس وقت تک ازمنہ گذشتہ میں سے کسی زمانہ میں مدد نہیں کی) یعنی زید نے اب تک مدد نہیں کی۔ بخلاف لَمْ کے کہ اس میں نفی ماضی کے تمام زمانوں کو مستغرق نہیں ہوتی ہے جیسے لَمْ یَنْصُرْ زَیْدٌ (زید نے مدد نہیں کی) اور یہ کہ لَمَّا کا فعل حذف ہو جاتا ہے نہ لَمْ کا جیسے نَدِمَ زَیْدٌ وَلَمَّا اصل میں وَلَمَّا یَنْفَعْهُ النَّدَامَةَ تھا (زید شرمندہ ہوا اور اس کو ندامت نے فائدہ نہیں دیا) اور نَدِمَ زَیْدٌ وَلَمْ جائز نہیں۔

**قولہ** لام امر وہ لام ہے جس سے وجود فعل طلب کیا جاوے اور یہ لام ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور حاضر معروف کے صیغوں کے علاوہ مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے جیسے لِیَنْصُرْ۔

**قولہ** لائے نہی یعنی وہ لا جس سے ترکِ فعل طلب کیا جاوے اور یہ لائے مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے جیسے لَا تَنْصُرْ (مدد مت کر)۔

**قولہ** اِنْ شرطیہ یہ حرف دو جملوں پر آتا ہے جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ فعلیہ ہوگا اور دوسرا کبھی فعلیہ کبھی اسمیہ اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ (اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا) پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزا کہتے ہیں۔ یہ حرف ہمیشہ مستقبل کے معنی دیتا ہے اگرچہ ماضی پر کیوں نہ داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے

چنانچہ گوئی اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُھِنْہُ وَ اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا۔

"اگر بیاید ترا عمرو"

# باب دوم در عمل افعال

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونہ است **قسم اوّل معروف** بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد

منصرف باشد یا غیر منصرف چوں عسیٰ و کاد، تمام باشد یا ناقص چوں کان و صار ۱۲

گا تو میں ماروں گا) اور اس جگہ جزم تقدیری ہوگا اس لئے کہ ماضی مبنی ہوتی ہے جب شرط اور جزا دونوں مضارع ہوں یا صرف شرط مضارع ہو تو مضارع میں جزم واجب ہوگی جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور اِنْ تَضْرِبْ ضَرَبْتُ (اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو جزا میں جزم اور رفع دونوں جائز ہیں جیسے اِنْ ضَرَبْتَ اَضْرِبْ/ بسکون ب وضم ب)۔

**قولہ** اِنْ تَنْصُرْ الخ حرف شرط تَنْصُرْ فعل با فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط اَنْصُرْ فعل بافاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

**قولہ** اِنْ تَاْتِنِیْ الخ (اگر تو میرے پاس آئے تو تیرا اکرام کیا جائے گا) اِنْ حرف شرط تَاْتِنِیْ فعل با فاعل نؔ وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فَ جزائیہ اَنْتَ مبتدا اپنی خبر مُکْرَمٌ سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

**قولہ** اِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا (تو اگر زید کو دیکھے تو اس کا اکرام کر) اِنْ حرف شرط رَأَیْتَ فعل با فاعل زَیْدًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فَ جزائیہ اَکْرِمْ فعل با فاعل ہ ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

**قولہ** اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو الخ (اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اس کی اہانت نہ کر) اِنْ حرف شرط اَتَا فعل کَ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ عَمْرٌو فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فَ جزائیہ لَا تُھِنْ فعل نہی اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل ہ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

**قولہ** اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ الخ (اگر تو میرا اکرام کرے گا تو تجھ کو اللہ نیک جزاء دے گا) اِنْ حرف شرط اَکْرَمْتَ فعل اس میں تَ ضمیر اس کا فاعل نون وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ہو کر شرط فَ جزائیہ جزا فعل کَ ضمیر مفعول بہ اوّل لفظ اللہ فاعل خَیْرًا مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

**تنبیہ** جاننا چاہئے کہ دعا بھی انشاء کے اقسام میں سے ہے۔

**قولہ** فعل معروف وہ ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو۔ اور اس کو فعل معلوم بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اس فعل کا فاعل معلوم و معروف ہوتا ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ فعل معروف ہے جس کی نسبت زَیْدٌ فاعل کی طرف ہے (زید نے مارا)

**قولہ** لازم فعل لازم وہ ہے جو صرف فاعل پر تمام ہو جائے اور مفعول بہ کو نہ چاہے جیسے قَامَ زَیْدٌ میں قَامَ (زید کھڑا ہوا) لَازِمٌ اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی (لپٹنے والا، چمٹنے والا) چونکہ یہ فعل بھی فاعل کے ساتھ لپٹا رہتا ہے اور مفعول کو نہیں چاہتا لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

یا متعدی فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَیْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو و شش اسم را بنصب کند

اوّل مفعول مطلق را چوں قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وَضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ

مثال فعل لازم باظرف زمان ۱۲ — مثال فعل لازم باظرف مکان ۱۲

یَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسْتُ فَوْقَكَ سوم مفعول معہ را چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ

روزہ داشتم بروز آدینہ ۱۲ — نشستم بالائے تو ۱۲ — ایستادم برائے بر — آمد سرما مقارن جبہا ۱۲

چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ وَضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا

مثال فعل لازم ۱۲ — مثل فعل متعدی ۱۲

قولہ متعدی فعل متعدی وہ ہے جو فاعل کے علاوہ مفعولٌ کو بھی چاہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا میں ضَرَبَ ہے (زید نے عمر کو مارا) متعدی باب تفعیل سے اسم فاعل ہے لغت میں بمعنیٰ (تجاوز کرنے والا) چونکہ اس فعل کا اثر فاعل سے تجاوز کر کے مفعول بہ تک پہنچتا ہے لہٰذا اس کو متعدی کہتے ہیں۔ جیسے مثال مذکور میں کہ مارنے کا اثر زید فاعل سے تجاوز کر کے عَمْرًوا مفعول بہ کو پہنچا ہے۔

قولہ قَامَ زَیْدٌ فعل لازم کی مثال ہے اس میں قَامَ فعل لازم نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔

قولہ ضَرَبَ زَیْدٌ فعل متعدی کی مثال ہے اس میں ضَرَبَ فعل متعدی نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔

قولہ شش اسم را الخ خلاصہ یہ ہے کہ فعل خواہ لازم ہو خواہ متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں یعنی مفعول مطلق مفعول فیہ. مفعول معہ. مفعول لہ. حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔ رہا مفعول بہ اس کو صرف فعل متعدی نصب دیتا ہے نہ فعل لازم اس لیئے کہ وہ مفعول بہ کو نہیں چاہتا۔

قولہ قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا (کھڑا ہوا زید کھڑا ہونا) قَامَ فعل ماضی زَیْدٌ اس کا فاعل قِیَامًا مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ فعل لازم کی مثال ہے

قولہ ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا (مارا زید نے مارنا) اس میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے۔ یہ فعل متعدی کی مثال ہے۔

قولہ صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (میں نے جمعہ کے روز روزہ رکھا) صُمْتُ فعل ماضی اس میں تُ ضمیر واحد متکلم اس کا فاعل یَوْمَ مضاف اَلْجُمُعَةِ مضاف الیہ. مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ظرف زمان ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یہ مثال فعل لازم کی ہے اگر ضَرَبْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَمْرًوا ہو تو فعل متعدی کی مثال بن جائے گی۔

قولہ جَلَسْتُ فَوْقَكَ الخ (میں تیرے اوپر بیٹھا) جَلَسْتُ فعل بافاعل فَوْقَ مضاف کَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ظرف مکان ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ ظرف مکان سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (جاڑا جبّوں کے ساتھ آیا) جَاءَ فعل ماضی اَلْبَرْدُ فاعل وَالْجُبَّاتِ مفعول معہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وَالْجُبَّاتِ یہ جبّہ کی جمع مؤنث سالم ہے لہٰذا نصبی حالت کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کے اوّل میں جو واؤ ہے مع کے معنی میں ہے۔

قولہ قُمْتُ الخ (میں زید کے اکرام کے لئے کھڑا ہوا) قُمْتُ فعل بافاعل اِكْرَامًا مصدر لَامٌ حرف جار زَیْدٍ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اِكْرَامًا کے اِكْرَامًا مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبریہ ہوا۔

قولہ ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا الخ (میں نے اس کو ادب دینے کے لیئے مارا) ضَرَبْتُ فعل بافاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ تَادِیْبًا مفعول لہٗ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

پنجم حال را چوں جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا ششم تمیز را وقتیکه در نسبت فعل یا فاعل ابهامی باشد طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا و ایں عمل فعل لازم را نباشد **فصل** بدانکه فاعل اسمیست که پیش ازوی فعلی باشد مسند بداں اسم بطریق قیام فعل بداں

آمد زید در آں حالیکہ سوار بود ۱۲ — یا شبہ فعل ۱۲ — پوشیدگی ۱۲ — خوش شد زید از روئے نفس ۱۲ — یا شبہ فعل ۱۲ — احتراز از مفعول بہ می خواہد ۱۲ — احتراز است از مفعول مالم یسم فاعلہ و سائر مفاعیل ۱۲

**قولہ** جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) جَاءَ فعل زَیْدٌ فاعل ذوالحال رَاکِبًا اس سے حال ہے ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** تمیز را وقتیکہ الخ تمیز باب تفعیل سے مصدر ہے لغت میں بمعنی (جدا کرنا) اصطلاح میں وہ اسم ہے جو کسی مبہم شے سے ابہام و پوشیدگی کو دُور کرے اور وہ مبہم شے یا تو مفرد ہوگی اور اس وقت تمیز ابہام کو مفرد سے دُور کرے گی جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا تمیز نے رِطْلٌ مفرد سے ابہام کو دُور کیا (میرے پاس ایک رطل ہے از روئے زیتون کے) رِطْلٌ ایک وزن ہے سات چھٹانک کا زَیْتًا کہنے سے پیشتر رِطْلٌ میں ابہام تھا کہ نہ معلوم متکلم کے پاس ایک رطل گھی کا ہے یا زیتون کا یا کسی اور چیز کا۔ جب زَیْتًا کو ذکر کیا تو یہ ابہام دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ متکلم کے پاس ایک رطل گھی کا ہے۔ یا مبہم شے نسبت ہوگی خواہ وہ جملہ میں ہو یا شبہ جملہ یا اضافت میں اور اس وقت تمیز نسبت سے ابہام کو دور کرے گی جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا میں (زید از روئے نفس کے اچھا ہے) نَفْسًا کہنے سے پیشتر طَابَ فعل کی نسبت جو زَیْدٌ فاعل کی طرف ہے ابہام تھا کہ نہ معلوم زید جو اچھا ہے از روئے علم کے یا نفس کے یا کسی اعتبار سے جب نَفْسًا تمیز کو ذکر کیا تو اس نے اس ابہام کو جو نسبت فعل بفاعل میں تھا دور کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ زید از روئے نفس کے اچھا ہے۔ پس اس تفصیل سے تم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ تمیز دو چیزوں یعنی مفرد اور نسبت) سے ابہام کو دُور کرتی ہے۔ پس قول مصنف تمیز را وقتیکہ الخ کا مطلب یہ ہے کہ فعل جو تمیز کو نصب دیتا ہے صرف اس تمیز کو دیتا ہے جو فعل کی نسبت سے ابہام کو دُور کرے جیسے کہ مصنفؒ نے کہا طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا تمیز کو نصب طَابَ فعل نے دیا ہے بخلاف اس تمیز کے جو مفرد سے ابہام کو دور کرتی ہے اس کو نصب فعل نہیں دیتا بلکہ اس کو نصب وہی مفرد دیتا ہے جس سے ابہام دور ہوا ہے اور اس مفرد کو اسم تام کہتے ہیں جیسے مثالِ مذکور عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا میں زَیْتًا تمیز کو نصب رِطْلٌ اسم تام نے دیا ہے۔

**قولہ** فاعل اسمی است الخ فاعل لغت میں بمعنی (کرنے والا) اصطلاح میں وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل ہو (یا شبہ فعل) جو اس اسم کی طرف مسند ہو اس طرح سے کہ وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید ایک اسم ہے جس سے پہلے ضَرَبَ فعل ہے جو زید کی طرف مسند ہے اور اس کے ساتھ قائم ہے اور اس پر واقع نہیں ہے (زید نے مارا) شبہ فعل کی مثال جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (زید کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) اس میں قَائِمٌ شبہ فعل ہے اور اَبُوْہُ مرکب اضافی اس کا فاعل ہے۔

**قولہ** مسند بداں اسم اس قید سے سب مفعول خارج ہو گئے۔ البتہ مفعول مالم یسم فاعلہ جس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں داخل رہا۔ کیونکہ فعل اس کی طرف بھی مسند ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ میں (مارا گیا زید) لہٰذا بطریق قیام فعل بداں اسم کی قید لگائی یعنی وہ فعل اس اسم کی طرف مسند اس طرح سے ہو کہ فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ پس اس قید سے مفعول مالم یسم فاعلہ خارج ہو گیا۔ اس لئے کہ فعل اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا بلکہ اس پر واقع ہوتا ہے۔

**قولہ** قیام فعل الخ فعل کی اسم کے ساتھ قائم ہونے کی دوؒ

**اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ و مفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلی و آں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضَرْبًا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا و قِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا و مفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور در و واقع شود او را ظرف گویند و ظرف بر دو گونہ است ظرف زمان چوں یَوْمَ در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ**

صورتیں ہیں۔ یا تو فعل اسم سے صادر ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضرب زید سے صادر ہوتی ہے یا صادر نہ ہو جیسے کہ مَاتَ زَیْدٌ (زید مر گیا) اور طَالَ عُمْرُہٗ (اس کی عمر لمبی ہو گئی)

**قولہ** مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد آوے اور اس فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جو مصدر ہے اور ضَرَبْتُ فعل کے بعد ہے اور اس فعل کے معنی میں ہے (مارا میں نے مارنا) فعل کے معنی میں ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو فعل کے معنی ہیں، وہ بعینہٖ اس کے معنی ہوں اس لئے کہ فعل تین معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔

اول معنی مصدری دوم زمان سوم فاعل کی طرف نسبت اور مصدر میں یہ معنی نہیں پائے جاتے بلکہ مراد یہ ہے کہ معنی میں وہ فعل اور مصدر مشترک ہوں جیسے قُمْتُ قِیَامًا میں قِیَامًا مفعول مطلق ہے (کھڑا ہوا میں کھڑا ہونا)۔

**قولہ** بعد از فعل اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے جو فعل کے بعد نہیں ہے پس وہ مفعول مطلق نہیں ہو گا۔ جیسے اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰی زَیْدٍ میں اَلضَّرْبُ مصدر ہے لیکن مفعول مطلق نہیں ہے۔

**قولہ** بمعنی آں الخ اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے جو فعل کے بعد تو ہو لیکن فعل کے معنی میں نہ ہو جیسے ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا پس تَادِیْبًا کے معنی ضَرَبْتُ کے معنی سے علیحدہ ہیں۔ مفعول مطلق کبھی باعتبارِ لفظ اپنے فعل سے مغائر ہوتا ہے خواہ مغائرت باعتبارِ مادہ ہو جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا میں (بیٹھا میں بیٹھنا) اس میں جُلُوْسًا مفعول مطلق کا مادہ اور ہے۔ اور قَعَدْتُ فعل کا مادہ دوسرا ہے

لیکن وہ اس کے معنی میں ضرور ہے یا باعتبارِ باب مغائر ہو جیسے اَنْبَتَ اللّٰہُ نَبَاتًا میں (اگایا اس کو اللہ نے اگانا) اس میں نَبَاتًا مفعول مطلق کا مادہ اور اَنْبَتَ فعل کا مادہ تو ایک ہے لیکن باب دونوں کے مختلف ہیں اس لئے کہ فعل اَنْبَتَ باب افعال سے ہے اور نَبَاتًا مصدر باب نَصَرَ سے ہے مگر معنی کے اعتبار سے وہ ہمیشہ فعل مذکور کے مترادف ہو گا۔ اسی واسطے مصنفؒ نے بمعنی کی قید لگائی ہے۔

**فائدہ** مفعول مطلق تین طرح سے مستعمل ہوتا ہے۔

۱۔ فعل کی تاکید کے واسطے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا اگر ضَرْبًا نہ کہتا تو سننے والا یہ خیال کرتا کہ شاید مجازًا ضَرَبْتُ کہہ دیا۔ اور حقیقت میں مارا نہ ہو زجر و عزہ کیا ہو جب ضَرْبًا کہا تو معلوم ہو گیا کہ ضَرب حقیقی مراد ہے۔

۲۔ بیانِ نوع کے لئے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ۔ (بکسر جیم) میں قاری کا سا بیٹھنا بیٹھا)

۳۔ بیان عدد کے لئے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً (بفتح جیم) بیٹھا میں ایک دفعہ بیٹھنا)

اَلْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَالْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ
وَالْفُعْلَةُ لِلْقَدْرِ وَالْمِفْعَلَةُ لِلْاٰلَةِ

**قولہ** مفعول فیہ اسمیست الخ مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل یعنی حدث مذکور واقع ہو اور اس کو ظرف بھی کہتے ہیں اور فعل سے یہاں مراد فعل لغوی ہے یعنی حدثُ مصدر جیسا کہ ہم نے اس کی تفسیر کر دی ہے نہ کہ اصطلاحی اور یہ حدث کبھی تو صراحۃً مذکور ہو گا جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (جمعہ کے دن تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا) اس مثال میں یَوْمَ الْجُمُعَةِ

وظرف مکاں چوں عِنْدَ در جَلَسْتُ عِنْدَكَ ومفعول معہ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واوٌ بمعنی مَعَ چوں وَالْجُبَّاتِ در جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ ومفعول لہٗ ست کہ دلالت کند برچیزی کہ سبب فعل مذکور باشد چوں اِكْرَامًا در قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ وحال اسمیست نکرہ ۔

مفعول فیہ ہے جس میں حدث یعنی ضَرَبَ جو صراحۃً مذکور ہے واقع ہوئی ہے اور کبھی فعل کے ضمن میں مذکور ہوگا جیسے : ضَرَبْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (میں نے جمعہ کے دن مارا) اسمیں يَوْمَ الْجُمُعَةِ مفعول فیہ ہے جس میں حدث یعنی ضَرْب ضَرَبْتُ فعل کے ضمن میں مذکور ہے ۔

قولہ مذکور اس قید سے تمام وہ اسماء زمان ومکان نکل گئے جن سے پہلے وہ قول مذکور نہ ہو جو ان میں کیا گیا ہے جیسے يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ طَيِّبٌ (جمعہ کا دن اچھا ہے) اس میں يَوْمُ الْجُمُعَةِ مرکب اضافی مبتداء ہے اور يَوْمٌ طَيِّبٌ مرکب توصیفی خبر ہے پس يَوْمُ الْجُمُعَةِ میں کوئی نہ کوئی فعل ضرور کیا جاتا ہے لیکن یہاں وہ مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ ظرف بمعنی اصطلاحی نہیں ہے البتہ اس اعتبار سے ظرف ہے کہ زمان پر دلالت کرتا ہے ۔

قولہ ظرف زمان یعنی وہ زمانہ جس میں فعل مذکور واقع ہوا ہو ۔

قولہ ظرف مکان یعنی وہ مکان جس میں فعل مذکور واقع ہو ۔ ظرف کے لغوی معنی برتن کے ہیں جیسے برتن میں چیز رکھی جاتی ہے اسی طرح زمان ومکان میں فعل واقع ہوتا ہے ۔

قولہ مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد فاعل یا مفعول کی مصاحبت کے لئے آئے جیسے :

قولہ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (جاڑا جبّوں کے ساتھ آیا) اس میں وَالْجُبَّاتِ مفعول معہ کی مصاحبت اَلْبَرْدُ فاعل کے ساتھ ہے اور جیسے كَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ (کافی ہے تجھ کو مع زید کے ایک درہم) اس میں وَزَيْدًا مفعول معہ ہے جو مفعول کا مصاحب ہے یعنی ساتھی ہے ۔

قولہ بعد از واو اس قید سے وہ اسم خارج ہوگیا جو غیر واو کے بعد ہو ۔ مثلاً فَا یا لفظ مَعَ کے بعد ہو ۔ پس وہ مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے جَاءَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو (زید آیا پس عمرو آیا) اور جِئْتُ مَعَ زَيْدٍ (میں زید کے ساتھ آیا)

قولہ بمعنی مع اس قید سے وہ اسم خارج ہوگیا جو اس واو کے بعد ہو جو بمعنی مع نہیں ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمر آئے)

قولہ مفعول لہٗ وہ اسم ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو ۔ دوسرے الفاظ میں اس طرح سمجھو کہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور واقع ہو جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ (میں زید کے اکرام کی وجہ سے کھڑا ہوا) اس میں اِكْرَامًا مفعول لہٗ ہے قُمْتُ کا اکرام کی وجہ سے قیام واقع ہوا ہے ۔ مذکور کی قید سے اَعْجَبَنِيْ الْاِكْرَامُ خارج ہوگیا (مجھ کو اکرام نے تعجب میں ڈالا) اس لئے کہ فعل جو اکرام کیلئے واقع ہوا ہے وہ اکرام کے ساتھ مذکور نہیں ہے ۔

قولہ حال اسمی است الخ حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا میں رَاكِبًا حال ہے زَيْدٌ سے جو فاعل ہے ۔ (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اردو محاورہ میں اس طرح کہیں گے کہ زید سوار ہو کر آیا) اس میں رَاكِبًا نے زید کو فاعل کی ہیئت وحالت کو بیان کیا کہ زید کا آنا سواری کی حالت میں تھا اور جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا (میں نے زید کو مارا) اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا یعنی میں نے زید کو بندھا ہوا مارا) اس میں مَشْدُوْدًا حال نے زَيْدًا مفعول کی حالت کو بیان کیا ہے کہ اس کا پٹنا بندھے ہوئے ہونے کی حالت میں تھا ۔

کہ دلالت کند بر ہیئات فاعل چوں رَاکِبًا در جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیئات مفعول چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئات ہر دو چوں رَاکِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ و فاعل و مفعول را ذو الحال گویند و آں غالبًا معرفہ باشد و اگر نکرہ باشد حال را مقدم دانند چوں جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ و تمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا

ترکیب ضَرَبْتُ فعل با فاعل زَیْدًا مفعول بہ ذوالحال مَشْدُوْدًا صیغہ اسم مفعول حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. اور جیسے لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ (میں زید سے ملا اس حال میں کہ دونوں سوار تھے) اس میں رَاکِبَیْنِ تُ ضمیر فاعل اور زَیْدًا مفعول بہ دونوں سے حال ہے ترکیب لَقِیْتُ فعل با فاعل جس میں فاعل ذوالحال بھی ہے زَیْدًا مفعول بہ ذوالحال رَاکِبَیْنِ دونوں سے حال ہے تُ ذوالحال اپنے حال سے فاعل ہوا زَیْدًا اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ فاعل و مفعول بہ را الخ فاعل اور مفعول بہ کو ذوالحال کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ذوالحال لغت میں بمعنی حال والا) چوں کہ ان کی حالت بیان کی جاتی ہے لہٰذا یہ حال والے ہوئے۔

قولہ وآں غالبًا معرفہ باشد الخ یعنی ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تم نے امثلہ مذکورہ میں دیکھا اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو اس وقت حال کو ذوالحال سے مقدم لانا واجب ہے تاکہ نصبی حالت میں صفت سے التباس نہ ہو جیسے رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا (میں نے ایک مرد کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلًا کی صفت بھی ہو سکتا ہے اور حال بھی۔ لہٰذا حال کی صورت میں حال کو اس پر مقدم رکھتے ہیں رَأَیْتُ رَاکِبًا رَجُلًا کہتے ہیں اور اس صورت میں صفت سے التباس نہیں ہوگا اس لیے کہ صفت اپنے موصوف سے کبھی مقدم نہیں ہوتی اور بحالت رفع گو التباس نہیں ہوتا لیکن طرداً للباب مقدم رکھتے ہیں۔

قولہ جَاءَنِیْ الخ ترکیب جَاءَ فعل نِیْ وقایہ کا یؔ متکلم مفعول بہ ہوا رَاکِبًا حال مقدم رَجُلٌ ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل ہوا. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وحال جملہ نیز باشد اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے. بخلاف جملہ انشائیہ کے کہ وہ حال نہیں ہوتا جیسے

قولہ رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ (میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) رَأَیْتُ فعل با فاعل اَلْاَمِیْرَ ذوالحال واؤ حالیہ ھُوَ مبتدا رَاکِبٌ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ہوا۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ تمیز اسمی است الخ تمیز وہ اسم ہے جو کسی مبہم چیز سے ابہام و پوشیدگی کو دور کرے جس سے ابہام کو تمیز دور کرتی ہے یا تو مفرد ہوگی یا نسبت جیسا کہ گزر چکا اور جس سے ابہام دور ہوتا ہے اس کو ممیَّز (بصیغہ اسم مفعول) کہتے ہیں۔ مصنفؒ صرف اس تمیز کی مثالیں لائے ہیں جو صرف مفرد سے ابہام کو دور کر رہی ہیں. کیونکہ جو تمیز نسبت سے رفع ابہام کرے اس کی ایک مثال پہلے دے چکے ہیں پھر مفرد مبہم یا تو مقدار ہوگی یا غیر مقدار۔ مصنفؒ مفرد میں سے بھی

یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا از مساحت چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا و مفعول بہ اسمیست کہ فعل فاعل برو واقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود بدین سبب

روغن زیتون ۱۲ — پیمانہ ۱۲ — نزد من ۱۲ - دو قفیز ۱۲ — گندم ۱۲ — نیست در آسمان اندازہ کف دست ابر ۱۲

مفرد مقدار کی مثالیں لائے ہیں۔ پس مفرد مقدار یا تو عدد ہو گا جیسے،

**قولہ** عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اس میں دِرْهَمًا تمیز نے اَحَدَ عَشَرَ سے (جو عدد ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔ **ترکیب** عِنْدِیْ مرکب اضافی ظرف ہے ثَابِتٌ مقدر کا ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی۔ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتداء مؤخر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یا وزن ہو گا جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا (میرے پاس ایک رطل ہے از روئے زیتون کا) اس میں زَیْتًا نے رِطْلٌ سے (جو وزن ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔ **ترکیب** عِنْدِیْ مرکب اضافی ظرف ہے۔ ثَابِتٌ مقدر کا ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم ہوئی۔ رِطْلٌ ممیز زَیْتًا تمیز سے مل کر مبتداء، مبتداء مؤخر اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یا کیل ہو گا یعنی پیمانہ جیسے:

**قولہ** عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز ہیں از روئے گیہوں کے) قَفِیْزَانِ تثنیہ قَفِیْزٌ کا ہے اور قفیز ایک پیمانہ ہے ۵۰۰ مثقال کا جو لکھنؤ کے سیر کے حساب سے تخمیناً ۲۸ سیر کا ہوتا ہے اس میں بُرًّا تمیز ہے قَفِیْزَانِ سے (جو کیل ہے اور اس کا ابہام دور ہوا ہے) **ترکیب** عِنْدِیْ مرکب اضافی مفعول فیہ ہوا ثَابِتٌ مقدر کا ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی قَفِیْزَانِ ممیز بُرًّا تمیز ممیز اپنے تمیز سے مل کر مبتداء مؤخر ہوا مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا مساحت ہو گا بمعنی ناپنا جیسے مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا (آسمان میں ہتھیلی کے اندازہ کے برابر ابر نہیں ہے اس میں سَحَابًا تمیز نے قَدْرُ رَاحَةٍ سے (جو مساحت ہے) ابہام کو دور کیا ہے۔

**ترکیب** مَا مُشَبَّهٌ بِلَیْسَ فِی السَّمَاءِ جار مجرور متعلق ثَابِتًا مقدر کے ثَابِتًا اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم قَدْرُ رَاحَةٍ مرکب اضافی ممیز سَحَابًا تمیز ممیز اپنی تمیز سے مل کر اسم مؤخر ہوا۔ مَا اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور اس تمیز کی مثال جو مفرد غیر مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا (یہ انگوٹھی ہے از روئے لوہے کے) اس میں حَدِیْدًا تمیز نے خَاتَمٌ سے (جو مفرد غیر مقدار ہے) ابہام کو دور کیا ہے خَاتَمٌ میں ابہام تھا کہ نہ معلوم انگوٹھی چاندی کی ہے یا لوہے کی یا کسی اور چیز کی حَدِیْدًا نے اس ابہام کو دور کر دیا لیکن مفرد غیر مقدار کی تمیز میں جر باضافت زیادہ مستعمل ہے۔

**قولہ** مفعول بہ اسمی است الخ مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا میں عَمْرًوا ہے (زید نے عمرو کو مارا) اس میں عَمْرًوا مفعول بہ ہے۔ جس پر زَیْدٌ فاعل کا فعل جو ضَرَبَ ہے واقع ہے۔

**قولہ** بدانکہ ایں ہمہ الخ جاننا چاہیئے کہ جملہ فعلیہ فعل اور فاعل سے تمام ہو جاتا ہے اور اس وقت جملہ فعلیہ کے جملہ ہونے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ جملہ کے تمام ہونے کے لئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا کافی ہے اور اس میں یہ دونوں موجود ہیں۔ لہٰذا جملہ میں منصوبات کا ذکر جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہو گا۔ اسی وجہ سے (کہ یہ جملہ سے زائد ہوتے ہیں) کہا جاتا ہے کہ اَلْمَنْصُوْبُ فُضْلَةٌ (منصوب زائد چیز ہے) اور فُضْلَةٌ بفتح فَا بمعنی (بچایا ہوا) یا ضرورت سے بڑھا ہوا) ان مثالوں میں فاعل اور مفعول

گویند کہ اَلْمَنْصُوْبُ فُضْلَۃٌ

**فصل** بدانکہ فاعل بر دو قسم ست مظہر چوں ضَرَبَ زَیْدٌ و مضمر بارز چوں ضَرَبْتُ و مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ ھُوَ است در ضَرَبَ مستتر بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامتِ تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ ھِنْدٌ و ھِنْدٌ قَامَتْ اَیْ ھِیَ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی

کہ فاعل فعل واقع شوند ۱۲

کی قسمیں اور حال اور تمیز کو بتاؤ:-

جَلَسَ زَیْدٌ اَمَامَ الْاَمِیْرِ - ضَرَبْتُ زَیْدًا جَالِسًا - اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا - اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا - اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا - لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ - جَاءَ الْبَرْدُ وَالطَّیَالِسَۃَ - اَتٰی زَیْدٌ رَاکِبًا - صُمْتُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ - جَلَسْتُ فَوْقَکَ - جِئْتُ یَوْمًا لِلزِّیَارَۃِ - جَلَسَ زَیْدٌ جِلْسَۃَ الْمُؤَدِّبِ - ضَرَبْتُ زَیْدًا تَادِیْبًا - فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا -

**قولہ فاعل بر دو قسم است الخ** فاعل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مظہر جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ فاعل مظہر ہے۔

۲۔ مضمر، پھر مضمر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بارز جیسے ضَرَبْتُ میں تُ فاعل مضمر بارز ہے۔ بَارِزٌ صیغہ اسم فاعل ہے اور بمعنی ظاہر ہونیوالا۔ چونکہ یہ ضمیر ظاہر لفظوں میں ہوتی ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

۲۔ دوم مستتر جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ کہ ضَرَبَ فعل کا فاعل ھُوَ ضمیر اس میں مستتر ہے جو زید کی طرف لوٹتی ہے۔ مُسْتَتِرٌ باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، بمعنی (چھپنے والا) چونکہ یہ فعل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے لہٰذا اس کا نام مستتر رکھا گیا اس کا مصدر اِسْتِتَارٌ ہے اور اِسْتِتَارٌ لازم ہے لہٰذا مُسْتَتَرٌ بصیغہ اسم مفعول جیسا کہ اکثر زبان زد ہے۔ حتی کہ شرح مائۃ عامل کلاں مطبوعہ نظامی کے محشی نے بھی مفعول کا صیغہ بتلایا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

**قولہ چوں فاعل الخ** فعل کا فاعل اگر مفرد مظہر مؤنث حقیقی بغیر فصل کے ہو یا وہ ضمیر ہو جو مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے تو ان تینوں صورتوں میں فعل میں علامت تانیث واجب ہے جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ (ہندہ کھڑی ہوئی) اس میں ھِنْدٌ مفرد مظہر مؤنث حقیقی قامت کا فاعل ہے اور اپنے فعل سے متصل ہوئی ہے اور ھِنْدٌ قَامَتْ اس میں قَامَتْ کا فاعل ھِیَ ضمیر ہے جو مؤنث غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے اور اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ (آفتاب طلوع ہوا) اس میں طَلَعَتْ کا فاعل ضمیر ھِیَ ہے جو مؤنث غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے اور یہ وجوب مظہر مؤنث حقیقی کی صورت میں تو اس لئے ہے کہ تانیث لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے ہے۔ لہٰذا یہ دوسروں سے زیادہ قوی ہے۔ پس اس نے اپنی قوت کی وجہ سے فعل میں اثر کیا اور ضمیر مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی کی صورت میں اس لئے ہے کہ ان کا مرجع مؤنث ہے اور ضمیر مرجع کے موافق ہوا کرتی ہے۔

**قولہ و در مظہر مؤنث الخ** یعنی فعل کا فاعل مظہر اگر مؤنث غیر حقیقی ہو یا مفرد مظہر مؤنث حقیقی ہو مگر اپنے فعل سے فاصلہ پر واقع ہو بایں طور پر کہ ان کے درمیان کوئی اور چیز آگئی ہو جس سے ان میں فصل واقع ہو گیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں علامتِ تانیث کا فعل میں لگانا جائز ہے واجب نہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اس میں اَلشَّمْسُ مؤنث غیر حقیقی ہے جو طَلَعَ فعل کا فاعل ہے اور جیسے حَضَرَتِ الْقَاضِیَ اِمْرَاَۃٌ (عورت قاضی کے پاس حاضر ہوئی) اس میں مؤنث حقیقی ہے جو حَضَرَتْ فعل کا فاعل ہے اور اَلْقَاضِیَ مفعول بہ ہے۔ اس کے بیچ

ودر مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بنصب کند چوں ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشْبَةَ وفعل مجہول را فعل مالم یسم فاعلہ گویند

(برآمد آفتاب ۱۲ — گفتند مردمان — مفعول فیہ ظرف زمان — مفعول مطلق ۱۲ — جار مجرور متعلق ضرب ۱۲ — واؤ بمعنے مع مفعول معہ ۱۲ — ای مفعول منفوبکہ ذکر کردہ نشد فاعل وی ۱۲)

میں آجانے کی وجہ سے فاعل اپنے فعل سے فاصلہ پر واقع ہوا ہے اور یہ جواز تا تانیث پہلے میں تو اس لیئے ہے کہ اس کی تانیث باعتبار لفظ ہے۔ یہ باعتبار معنی لہٰذا تذکیر و تانیث کے جواز میں لفظ اور معنی دونوں کی طرف نظر ہے اور دوسرے میں اس وجہ سے ہے کہ فصل کی وجہ سے تانیث فاعل فعل میں اثر نہیں کرتی۔

قولہ و در مظہر جمع الخ اور فعل کا فاعل اگر مظہر جمع تکسیر ہو یا جمع مؤنث سالم تو اس وقت بھی فعل میں علامت تانیث کا لگانا جائز ہے جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والی عورتیں آئیں) جمع مؤنث سالم کی مثال ہے۔

قولہ فعل مجہول الخ وہ فعل ہے جسکا فاعل حذف کیا گیا ہو۔ اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ میں ضُرِبَ فعل مجہول ہے جس کا فاعل حذف کر کے زَيْدٌ مفعول بہ کو قائم مقام کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ فعل مجہول وہ ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو جیسے مثال مذکور میں ضُرِبَ فعل مجہول کی نسبت زَيْدٌ مفعول بہ کی طرف ہے جو نائب فاعل ہے (زید مارا گیا) مجہول صیغہ اسم مفعول ہے بمعنی نامعلوم چونکہ اس فعل کا فاعل ذکر نہ کیئے جانے کی وجہ سے نامعلوم ہوتا ہے لہٰذا اس کو مجہول کہتے ہیں۔ فعل مجہول معروف سے بنا لیا جاتا ہے اور فعل متعدی کے ساتھ خاص ہے۔ فعل لازم سے نہیں آتا۔

قولہ بجائے فاعل مفعول بہ را الخ فعل مجہول کا مفعول بہ کو رفع اور باقی تمام مفاعیل کو نصب دینا اس وقت ہے کہ جب مفاعیل کے ساتھ مفعول بہ بھی ہو جیسے

قولہ ضُرِبَ زَيْدٌ الخ اس میں ضُرِبَ فعل مجہول نے زید مفعول بہ کو رفع دیا اور باقی مفاعیل کو نصب ترکیب ضُرِبَ فعل مجہول زَيْدٌ نائب فاعل يَوْمَ مضاف الْجُمُعَةِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف زمان ہوا اَمَامَ مضاف الْاَمِيْرِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف مکان ہوا ضَرْبًا موصوف شَدِيْدًا صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق ہوا۔ فِيْ حرف جار دَارِ مضاف ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ضُرِبَ فعل کے تَادِيْبًا مفعول لہ وَالْخَشْبَةَ مفعول معہ، فعل اپنے نائب فاعل اور تمام مفاعیل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (مارا گیا زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے سخت مارا جانا اس کے گھر میں لکڑی سے ادب دینے کے لئے) لیکن اگر کلام میں مفعول بہ کے علاوہ تمام مفاعیل جو نائب فاعل بن سکتے ہیں پائے جائیں تو اس وقت اختیار ہے جس کو بھی چاہو نائب فاعل بنا دو جیسے ذُهِبَ بِزَيْدٍ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ذَهَابًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ۔ (لے جایا گیا زید امیر کے سامنے لے جایا جانا سخت اس کے گھر میں) اس مثال میں مفعول کے علاوہ اور مفاعیل پائے جا رہے ہیں۔ پس ان میں سے جس کو بھی چاہو نائب فاعل بنا دو۔

قولہ فعل مالم یسم فاعلہٗ (فعل اس مفعول کا جس کے

مرفوعش رامفعول مالم یسم فاعلہ گویند **فصل** بدانکہ فعل متعدے بر چہار قسم است اوّل
یعنی نائب فاعل ۱۲
متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا
بسبب آنکہ دریں جا ہر دو مفعول متغایر می باشند ۱۲
باشد چوں اعطی و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا واینجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز
بالدلالت بس از حذف یکے دبقائے دیگری قباحتے پدید نمی آید ۱۲ شرح
است سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد
حذف ہر دو معًا جائز است

فاعل کا نام نہیں لیا گیا)، ما سے مراد مفعول ہے۔ فعل مجہول کا یہ دوسرا نام ہے۔

**قولہ** مفعول مالم یسم فاعلہ (مفعول اس فعل کا جسکے فاعل کا نام نہیں لیا گیا) ما سے مراد فعل ہے اس کا دوسرا نام نائب الفاعل بھی ہے (فعل کا قائم مقام)

ان مثالوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعول مالم یسم فاعلہ بتاؤ۔

مَاجَاءَ زَیْدٌ۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ زَیْدٌ اَکَلَ۔ شَرِبْنَا الْمَاءَ۔ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ، یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ۔ ضَاقَتِ الْاَرْضُ۔ قَالَ نِسْوَةٌ۔ قُتِلَ خَالِدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَوْقَ السَّطْحِ۔

**قولہ** متعدی بر چہار الخ مفعول کے لحاظ سے فعل متعدی چار قسم پر ہے۔

۱۔ متعدی بیک مفعول جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمر کو مارا) اس میں ضَرَبَ فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے زَیْدٌ اس کا فاعل ہے عَمْرًوا مفعول بہ۔

۲۔ بدو مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے اَعْطٰی کہ یہ مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جن میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا (میں نے زید کو ایک درہم عطا کیا) پس اس میں اَعْطَیْتُ زَیْدًا بھی جائز ہے اور اَعْطَیْتُ دِرْهَمًا بھی۔ اور یہ اس لئے جائز ہے کہ اَعْطَیْتُ اور اس جیسے اور فعل متعدی کے دونوں کے دونوں مفعول باعتبار ذات کے متغائر ہوتے ہیں۔ دیکھو مثال مذکور کہ زَیْدًا اور دِرْهَمًا دونوں مفعول باعتبارِ ذات کے متغائر ہیں۔ لہٰذا کسی ایک کے ذکر سے اور دوسرے کے حذف سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

**قولہ** چوں اَعْطٰی و آنچہ در معنی الخ جیسے اَعْطٰی اور وہ جو اَعْطٰی کے معنی میں ہو دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جن کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے اور قول مصنفؒ آنچہ در معنی او باشد سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے معنی اَعْطٰی کے معنی کی طرح دو مفعولوں کو چاہتے ہوں۔ اور افعالِ قلوب سے نہ ہو جیسے کَسَوْتُ زَیْدًا جُبَّةً (میں نے زید کو جبّہ پہنایا) اور جیسے سَلَبْتُ زَیْدًا ثَوْبًا (میں نے زید سے کپڑا چھینا)، **ترکیب** اَعْطَیْتُ فعل با فاعل مفعول بہ اور دِرْهَمًا مفعول بہ ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳۔ متعدی بدو مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز نہیں ہے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل جانا) پس اس میں عَلِمْتُ زَیْدًا یا عَلِمْتُ فَاضِلًا کہنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس جگہ دونوں مفعول بمنزلہ ایک اسم کے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا مفعول حقیقتًہ مضمونِ جملہ ہوتا ہے اور مضمون جملہ سے مراد مفعول ثانی کا مصدر ہے جو مفعولِ اوّل کی طرف مضاف ہو۔ کیونکہ عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا بمعنی عَلِمْتُ فَضْلَ زَیْدٍ (میں نے زید کی فضیلت کو جانا۔ پس ایسی صورت میں اگر دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ ایک کلمہ کے بعض اجزاء حذف کر دیئے گئے۔ البتہ قرینہ پائے

**واین در افعال قلوب است چوں عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَجَدْتُ چوں عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا چہارم متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمَ وَاَرٰى وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در بابِ عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ**

جاتے وقت دونوں مفعولوں کو اکٹھا حذف کرنا جائز ہے۔

**قولہ** افعالِ قلوب الخ قلوب جمع قلب کی ہے یعنی (دل) کیونکہ ان افعال میں یقین اور ظن کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اوران معانی کا تعلق قلب سے ہے نہ کہ اعضاء ظاہری سے۔ لہٰذا ان کا نام افعالِ قلوب رکھا گیا پس عَلِمْتُ اور رَأَيْتُ اور وَجَدْتُ یقین کے معنی میں آتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا اَمِينًا (میں نے زید کو امانت دار یقین کیا وَرَأَيْتُ زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا، یہاں رُویت سے مراد رُویتِ قلبی ہے جو علم کا درجہ ہے وَوَجَدْتُ زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خِلْتُ (گمان) کے معنی میں آتے ہیں جیسے ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا (میں نے زید کو عالم گمان کیا) اور حَسِبْتُ زَيْدًا كَاتِبًا (میں نے زید کو لکھنے والا گمان کیا) اور خِلْتُ زَيْدًا نَائِمًا (میں نے زید کو سونے والا گمان کیا) اور زَعَمْتُ مشترک ہے یعنی کبھی یقین کے معنی میں آتا ہے اور کبھی گمان کے معنی میں جیسے زَعَمْتُ اللّٰهَ رَحِيمًا (میں نے اللہ کو رحیم یقین کیا) اور جیسے زَعَمْتُكَ كَرِيمًا (میں نے تجھ کو کریم گمان کیا) اوران کو اَفْعَالُ الشَّكِّ وَالْيَقِينِ بھی کہتے ہیں اور شک سے مراد ظن ہے۔

۴ متعدی بسہ مفعول جیسے اَعْلَمَ وَاَرٰى بمعنی (یقین دلایا) جیسے اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا (یقین دلایا اللہ تعالیٰ نے زید کو کہ عمرو فاضل ہے اور جیسے اَرٰى زَيْدٌ عَمْرًوا خَالِدًا عَالِمًا (زید نے عمرو کو یقین دلایا کہ خالد عالم ہے) اور جیسے اَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ بمعنی (خبر دی) یہ بھی تین مفعول چاہتے ہیں۔

**قولہ** اَعْلَمَ اللّٰهُ الخ اَعْلَمَ فعل اپنے فاعل لفظ اللہ اور زَيْدًا مفعول بہ اوّل عَمْرًوا مفعول بہ ثانی اور فَاضِلًا مفعول بہ ثالث سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** درباب عَلِمْتُ یعنی باب عَلِمْتُ کے دوسرے مفعول کو اور باب اَعْلَمْتُ کے تیسرے مفعول کو اور مفعول لہ اور مفعول معہ کو نائب بنانا جائز نہیں ہے اور باب عَلِمْتُ سے مراد وہ فعل یا شبہ فعل ہے جو ان دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو جن میں سے پہلا مفعول افعال قلوب کے داخل ہونے سے قبل مسند الیہ ہو اور دوسرا مسند ہو خواہ وہ افعال قلوب سے ہو جیسے عَلِمْتُ یا نہ ہو جیسے اَعْتَقَدْتُ زَيْدًا شَاعِرًا پس عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا عُلِمَ فَاضِلٌ زَيْدًا جائز نہیں ہے اس لئے کہ دوسرا مفعول فَاضِلًا فعل کے آنے سے قبل مفعول اوّل زَيْدًا کا مسند ہے اس واسطے کہ زَيْدٌ فَاضِلٌ اصل میں مبتدا اور خبر ہیں اور جب دوسرا مفعول نائب فاعل ہوگا تو اس کا اسناد فعل کی طرف ہوگا اور اس وقت میں یہ مسند الیہ ہو جائے گا اور ایک وقت میں ایک چیز کا مسند اور مسند الیہ ہونا جائز نہیں ہے لہٰذا دوسرا مفعول نائب فاعل نہیں ہو سکتا لیکن عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا جائز ہے۔

**قولہ** درباب اَعْلَمْتُ الخ پس اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا میں فَاضِلًا نائب فاعل نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ اس میں بھی عَلِمْتُ کی طرح تیسرے مفعول کا ایک وقت میں مسند اور مسند الیہ ہونا لازم آتا ہے جو ناجائز ہے

ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد ودیگر ہا را شاید ودر باب أَعْطَيْتُ مفعولِ اوّل بمفعول مالم یسمّ فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم **فصل** بدانکہ افعالِ ناقصہ سیزدہ اند کان

اور أُعْلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا فَاضِلًا جائز ہے۔

**قولہ** ومفعول لہ پس ضُرِبَتْ تَادِيْبًا میں ضُرِبَ تَادِيْبٌ جائز نہیں ہے کیونکہ مفعول لہ کا نصب سببیت پر دلالت کرتا ہے۔ نائب فاعل کی صورت میں رفع آئے گا اور سببیت پر دلالت نہیں کرے گا۔ لیکن لام کی صورت میں مفعول لہ کا نائب فاعل ہونا جائز ہے جیسے ضُرِبَ لِلتَّادِيْبِ اس لئے کہ اس صورت میں لام سببیت پر دلالت کرتا ہے۔

**قولہ** مفعول معہ الخ پس جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں وَالْجُبَّاتِ کا نائب فاعل ہونا ناجائز ہے۔ کیونکہ واؤ جو اصل میں عطف کے لئے آتا ہے انفصال کو چاہتا ہے اور نائب فاعل فعل کے جز کی مانند ہوتا ہے۔ پس واؤ کے ساتھ نائب فاعل نہیں ہوسکتا اور بغیر واؤ کے بھی ناجائز ہے اس لئے کہ اس وقت میں مفعول معہ ہونا معلوم نہیں ہوگا۔ جاننا چاہیئے کہ حال اور تمیز بھی نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

**قولہ** ودیگر ہا را شاید الخ یعنی ان کے علاوہ اوروں کا نائب فاعل بننا جائز ہے۔ مفعول مطلق کے نائب ہونے کی مثال جیسے سِيْرَ سَيْرٌ شَدِيْدٌ مفعول فیہ کے نائب ہونے کی مثال سِيْرَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔

**قولہ** در باب أَعْطَيْتُ الخ أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا میں أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا اولیٰ ہے أُعْطِيَ زَيْدًا دِرْهَمٌ سے۔ کیونکہ پہلا مفعول زید ہے جو لینے والا ہے اور درہم دی ہوئی چیز ہے اور لینے والے کا نائب فاعل ہونا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں فاعلیت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

**قولہ** افعالِ ناقصہ الخ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کے لئے وضع کیئے گئے ہوں۔ درآں حالیکہ وہ صفت ان افعال کے مصدر کے علاوہ ہو جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) اس میں كَانَ نے زید کے لئے صفتِ قیام کو (جو مصدر كَانَ کے علاوہ ہے) ثابت کیا۔ تعریف میں درآں حالیکہ وہ صفت الخ کی قید اس واسطے ہے تاکہ افعالِ تامہ سے احتراز ہو جائے۔ اس لئے کہ وہ فاعل کو (اپنی) صفت مصدر پر ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں مثلاً ضَرَبَ فاعل صفت ضَرَبَ پر ثابت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ میں ضَرَبَ نے زید کے لئے اپنی صفت ضرب ثابت کی۔

**قولہ** كَانَ بمعنی (تھا) مصدر كَوْنٌ وَكَيْنُوْنَةٌ بمعنی (ہونا) از باب نَصَرَ۔ كَانَ يَكُوْنُ مثل قَالَ يَقُوْلُ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) صَارَ بمعنی (ہوگیا) مصدر صَيْرُوْرَةٌ بمعنی (ہو جانا) باب ضَرَبَ سے مثل بَاعَ يَبِيْعُ صَارَ يَصِيْرُ جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا (ہوگیا زید غنی) ظَلَّ بمعنی (تمام دن رہا) اور صَارَ کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے ظَلَّ زَيْدٌ صَائِمًا (زید تمام دن روزہ دار رہا) ظَلَّ زَيْدٌ غَنِيًّا (ہو گیا زید غنی) بَاتَ بمعنی (تمام رات رہا اور بمعنی ہوگیا) جیسے بَاتَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید تمام رات سوتا رہا) بَاتَ زَيْدٌ فَقِيْرًا (زید فقیر ہوگیا) أَصْبَحَ بمعنی (صبح کے وقت میں ہوگیا) جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ قَائِمًا (صبح کے وقت زید کھڑا ہوا) اور بمعنی صَارَ بھی آتا ہے جیسے أَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) أَضْحٰى (چاشت کے وقت میں ہوگیا) جیسے أَضْحٰى زَيْدٌ أَمِيْرًا (چاشت کے وقت زید امیر ہوگیا) بمعنی صَارَ جیسے أَضْحٰى زَيْدٌ كَاتِبًا (زید کاتب ہوگیا) أَمْسٰى (شام کے وقت میں ہوگیا) اور بمعنی ہوگیا جیسے أَمْسٰى زَيْدٌ شَاعِرًا (شام کے وقت زید شاعر ہوگیا) وَأَمْسٰى زَيْدٌ قَارِيًا (زید قاری ہوگیا) عَادَ وَآضَ وَغَدَا وَرَاحَ جب یہ ناقصہ ہوں گے تو صرف بمعنی (ہوگیا) کے ہوں گے جیسے عَادَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید غنی ہوگیا) وَآضَ زَيْدٌ فَقِيْرًا (زید فقیر ہوگیا) وَغَدَا زَيْدٌ كَاتِبًا

وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ وَاَصْبَحَ وَاَضْحٰی وَاَمْسٰی وَعَادَ وَاٰضَ غدَا وَرَاحَ وَمَازَالَ وَمَا انْفَكَّ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا دَامَ وَلَيْسَ ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند و محتاج باشند بجزے بدیں سبب اینہارا ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسندالیہ (ای مبتدا را ۱۲) را برفع کنند و مسند را (ای خبر را ۱۲) بنصب چوں كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا و مرفوع را اسم کَانَ گویند و منصوب را خبر کَانَ باقی را بریں قیاس کن **بدانکہ** بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ شد باراں بمعنے حَصَلَ واورا کَانَ تامہ گویند

---

(زید کاتب ہوگیا) وَرَاحَ زَيْدٌ شَاعِرًا (زید شاعر ہوگیا) اور جب یہ چاروں تامہ ہوں گے تو عَادَ (بمعنی لوٹا) از عَوْدٌ (لوٹنا) باب نَصَرَ وَاٰضَ بمعنی (پھرا) از اَيْضٌ بمعنی (پھرنا) باب ضَرَبَ اور غَدَا بمعنی (صبح کے وقت چلا) از غُدُوٌّ (صبح کے وقت چلنا) باب نَصَرَ وَرَاحَ بمعنی (شام کے وقت چلا) از رَوَاحٌ (شام کے وقت چلا) باب نَصَرَ زوال سے قبل کے وقت کو غَدَاةٌ کہتے ہیں مَازَالَ (نہیں زائل ہوا) از زَالَ يَزَالُ (زائل ہونا) باب سَمِعَ۔ مَابَرِحَ (نہیں زائل ہوا) از (زائل ہونا) باب سَمِعَ مَا انْفَكَّ (نہیں جدا ہوا مصدر) اِنْفِكَاكٌ (جدا ہونا) ان چاروں افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے اور جب مانافیہ ان پر داخل ہوا تو ان کے معنی نفی النفی ہوگئے۔ اور نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے۔ پس اردو محاورہ میں ان چاروں کے معنی (ہمیشہ رہا) ہوں گے جیسے مَازَالَ زَيْدٌ غَنِيًّا (زید ہمیشہ غنی رہا) مَادَامَ (جب تک رہے گا) اس میں مَا مصدریہ ہے اور یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے ماقبل جملہ کا ظرف ہوتا ہے جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ زَيْدٌ جَالِسًا (بیٹھ تو جب تک کہ زید بیٹھنے والا ہے) تقدیر عبارت اس طرح ہو گی اِجْلِسْ مُدَّةَ دَوَامِ جُلُوْسِ زَيْدٍ، لَيْسَ بمعنی (نہیں ہے) یہ اصل میں لَيِسَ تھا۔ تخفیف کی وجہ سے یا کے کسرہ کو حذف کردیا جیسے لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے)۔

**قولہ** ایں افعال بفاعل الخ یعنی چونکہ یہ افعال، افعال تامہ کی مانند صرف فاعل کے ساتھ کلام تام نہیں بنتے کہ جس پر سکوت صحیح ہو جاتا ہے اور پورا فائدہ دینے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں لہٰذا نقصان سے خالی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔

**قولہ** و در جملہ اسمیہ روند الخ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے پہلے جزو یعنی مسندالیہ مبتدا کو رفع دیتے ہیں اس لئے کہ وہ اس کا فاعل ہے اور ہر فعل کیلئے فاعل کا ہونا ضروری ہے اور اس کے دوسرے جزو یعنی مسند خبر کو نصب دیتے ہیں اس لئے کہ یہ مفعول بہ کے ساتھ مشابہ ہے جیسا کہ متعدی کے معنی بغیر مفعول آئے تمام نہیں ہوتے اسی طرح ان افعال کے معانی اپنی خبروں کے بغیر تمام نہیں ہوتے۔

**قولہ** كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا **ترکیب** كَانَ فعل ناقص زَيْدٌ اس کا اسم قَائِمًا خبر، كَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** كَانَ مَطَرٌ **ترکیب** كَانَ فعل تام مَطَرٌ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (بارش ہوئی) چونکہ اس وقت كَانَ بمعنی حَصَلَ (حاصل ہوئی) کے ہوتا ہے اس وجہ سے صرف فاعل کے ساتھ کلام تام ہو جاتا ہے لہٰذا اس کو کان تامہ کہتے ہیں۔

**قولہ** كَانَ زائدہ کہ اس کو اگر لفظ اور عبارت سے حذف کردیں تو معنی مقصود میں خلل نہ آئے جیسے كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۔ اَیْ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ هُوَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۔ (ہم کیوں کر اس سے کلام کریں جو ابھی گہوارہ

وَكَانَ زائدہ نیز باشد **فصل** بدانکہ افعالِ مقاربہ چار ست عَسٰی وَكَادَ وَكَرَبَ وَاَوْشَكَ واین افعال در جملہ اسمیہ روند چوں کَانَ اسم را برفع کنند و خبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد یا اَن چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ یا بے اَن چوں عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ وشاید کہ فعل مضارع با اَن فاعل عَسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چوں عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر

درین وقت عسٰی تامہ باشد ۱۲ — مصدریہ ۱۲

میں بچہ ہے ۔

کَانَ ۔ صَارَ ۔ اَصْبَحَ ۔ اَمْسٰی ۔ اَضْحٰی ۔ ظَلَّ ۔ بَاتَ مَافَتِیَ ۔ مَادَامَ ۔ مَاانْفَكَّ ۔ لَیْسَ باشد از قفا مَابَرِحَ ۔ مَازَالَ وافعالیکہ زینہا مشتقند ؛ ہرکجا بینی ہمیں حکم است در جملہ روا

**قولہ افعالِ مقاربہ الخ** مُقَارَبَۃٌ بفتح را باب مفاعلت کا مصدر ہے بمعنی قریب ہونا ۔ اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو یہ بتلانے کے لئے وضع کیئے گئے ہیں کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے قریب ہے اور خبر کا فاعل کے لیئے قریب الحصول ہونا تین طرح سے ہوتا ہے ۔

۱۔ باعتبارِ امید یعنی متکلم اس امر کی امید اور طمع رکھتا ہے (نہ کہ یقین) کہ حصولِ خبر فاعل کے لئے قریب ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے) ۔

۲۔ باعتبارِ حصول یعنی متکلم خبر دیتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے یقیناً قریب ہے نہ بطورِ امید جیسے كَادَ زَيْدٌ اَنْ یَخْرُجَ (زید یقیناً نکلنے کے قریب ہے) ۔

۳۔ باعتبارِ شروع یعنی متکلم فاعل کے لیئے خبر کے حصول کے قریب کی خبر دیتا ہے اس وجہ سے کہ متکلم کو اس امر کا یقین ہے (نہ کہ امید) کہ فاعل نے تحصیلِ خبر کو شروع کر دیا ہے جیسے کَرَبَ زَیْدٌ یَخْرُجُ (زید نے یقیناً نکلنا شروع کر دیا) اَوْشَكَ بھی کَرُبَ کی مثل ہے ۔

**قولہ چار ست الخ** مصنفؒ کا چار افعالِ مقاربہ کا لکھنا مشہور کی بناء پر ہے ۔ ورنہ حقیقت میں سات ہیں ۔ چار تو وہ ہیں جو مصنفؒ نے ذکر کیئے اور باقی تین طَفِقَ اَخَذَ اور جَعَلَ ہیں ۔ یہ تینوں شروع کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں ۔

**قولہ عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ ترکیب** عَسٰی فعل مقارب زَیْدٌ اس کا اسم اَنْ حرف ناصب یَخْرُجَ مضارع اس میں هُوَ ضمیر راجع طرف زَیْدٌ کے ۔ اس کا فاعل ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویلِ مفرد یعنی خُرُوْجَهٗ منصوب محلاً ہو کر خبر ہوئی ۔ عَسٰی اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (چونکہ اس فعل میں لَعَلَّ کے مثل امید کا انشاء پایا جاتا ہے ۔ لہٰذا جملہ انشائیہ ہوگا ۔

**قولہ احتیاج بخبر نیفتد الخ** اس وقت عَسٰی تامہ ہوگا ۔ **ترکیب** عَسٰی فعل تام اَنْ یَخْرُجَ فعل مضارع زَیْدٌ اس کا فاعل ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویلِ مفرد (یعنی خُرُوْجُ زَیْدٍ فاعل ہوا عَسٰی کا عَسٰی اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا ۔

**قولہ در محلِ رفع بمعنی مصدر الخ** پس اس وقت یہ جملہ عَسٰی خُرُوْجُ زَیْدٍ کے معنی میں ہوگا ۔ (زید کا نکلنا قریب ہے) ۔

دیگر افعالِ مقارب در عمل چوں ناقصند
ہست آن کَادَ ، کَرَبَ ، با اَوْشَكَ دیگر عَسٰی

**سوالات** ان جملوں میں افعالِ ناقصہ اور افعالِ مقارب کے اسم اور خبر کو بتاؤ اور جملوں کی ترکیب کرو ۔

اَمْسٰی زَیْدٌ قَارِیًا ۔ كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ ۔ اَصْبَحُوْا نَادِمِیْنَ ۔ وَمَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ ۔ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ ۔ ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا

**فصل** بدانکہ افعال مدح ذم چہار ست نِعْمَ وَحَبَّذَا برائے مدح وَبِئْسَ وَسَاءَ برائے ذم وہرچہ مابعد فاعل باشد[1] آن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آنست کہ فاعل[2] معرف بلام باشد چون نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چون نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بنکرۂ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نِعْمَ هُوَ ست مستتر در نِعْمَ

[1] مابعد فاعل ایں ہر چہار فعل ۱۲ [2] فاعل ایں افعال سوائے حبذا ۱۲

يُوْشِكُ زَيْدٌ۔ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ۔ اِجْلِسْ مَادَامَ زَيْدٌ مُصَلِّيًا۔ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ۔ مَازِلْتُ قَاعِدًا۔ مَا اَنْفَكَ زَيْدٌ مُطِيْعًا۔ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ۔ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔

**قولہ** افعال مدح وذم الخ مَدْحٌ بفتح میم وسکون دال مصدر ہے بمعنی (تعریف کرنا) اور ذَمٌّ بفتح ذال معجمہ وتشدید میم مصدر ہے بمعنی (برا کہنا) اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو انشاء مدح اور ذم کے لئے وضع کیے گئے ہوں جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھا مرد ہے) اس میں نِعْمَ فعل مدح ہے پس اس میں متکلم لفظ نِعْمَ کے ذریعہ سے انشاء مدح کر رہا ہے اور یہ مدح بھی خارج میں موجود نہیں ہے تاکہ اس کلام کی مطابقت کا اس سے ارادہ کیا جائے اور یہ خبر ہو جائے مَدَحْتُهٗ (میں نے اس کی مدح کی اور ذَمَمْتُهٗ (میں نے اس کی مذمت کی) اگرچہ مدح اور ذم کے معنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن چونکہ ان میں انشاء مدح اور ذم کے معنی نہیں پائے جاتے اس لئے کہ ان سے اس مدح اور ذم کی خبر دینے کا ارادہ کیا جا رہا ہے جو زمانہ ماضی میں موجود ہیں لہٰذا ان کو افعال مدح اور ذم نہیں کہیں گے

**قولہ** نِعْمَ یہ اصل میں نَعِمَ تھا اور بِئْسَ اصل میں بَئِسَ تھا (عین کے کسرہ کے ساتھ) تخفیفًا عین کے کسرہ کو نقل کر کے ماقبل کو دے کر ساکن کر دیا۔

**قولہ** وہرچہ مابعد فاعل الخ یعنی وہ اسم جو ان چاروں فعل کے فاعل کے بعد ہوتا ہے (اور وہ اسم ہے جس کی توصیف یا ہجو کرنی مقصود ہوتی ہے) اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں مَخْصُوْصٌ بِالْمَدْحِ (مدح کے ساتھ خاص کیا ہوا) مَخْصُوْصٌ بِالذَّمِ (مذمت کے ساتھ مخصوص کیا ہوا) جس کی مدح کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں اور جس کی ہجو کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

**قولہ** فاعل معرف بلام باشد الخ حَبَّذَا کے سوا باقی تینوں میں شرط ہے کہ اس کا فاعل معرف بلام ہو یا معرف بلام کی طرف مضاف ہو یا ایسی ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ اس واسطے کہ حَبَّذَا مرکب ہے حَبَّ فعل ماضی اور ذَا اسم اشارہ ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ ذَا ہوتا ہے۔

**قولہ** نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھا مرد ہے)

**ترکیب** نِعْمَ فعل مدح اَلرَّجُلُ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زَيْدٌ مخصوص بالمدح مبتداء مؤخر اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوگا۔ اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے اور دوسری صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ نِعْمَ الرَّجُلُ هُوَ زَيْدٌ اس صورت میں دو جملے ہوں گے اول نِعْمَ الرَّجُلُ، نِعْمَ فعل اپنے فاعل اَلرَّجُلُ سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا اور هُوَ مبتدا زَيْدٌ خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ (زید اچھا صاحبِ قوم ہے) **ترکیب** نِعْمَ فعل مدح صَاحِبُ مضاف اپنے مضاف الیہ اَلْقَوْمِ سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی زَيْدٌ مبتداء مؤخر اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ** نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) **ترکیب** نِعْمَ فعل مدح اس میں ضمیر هُوَ ممیز راجع

وَرَجُلًا منصوب ست بر تمییز زیراکہ ھُوَ مبہم ست و حَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ فعل مدح ست و ذَا فاعل

(لفظ ذا ۱۲)

او و زَیْدٌ مخصوص بالمدح و ہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ وَسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو **فصل** بدانکہ

(جمع باعتبار کثرت)

افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اوّل مَا اَفْعَلَهٗ چوں مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ

(ابحد اوست ۱۲)

(کہ خالی است از معنی رنگ و عیب ۱۲)

نیکوست زید تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا ما بمعنے اَیُّ شَیْءٍ است در محل رفع بابتدا

(چہ چیز نیک کرد زید را ۱۲)

طرف زید کے) زید لفظوں میں مؤخر ہے مگر رتبۃً مقدم ہے)
رَجُلًا اس کی تمییز ممیز اپنی تمییز سے مل کر فاعل ہوا نِعْمَ کا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوا۔ زَیْدٌ مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ** حَبَّذَا زَیْدٌ (اچھا ہے وہ زید) **ترکیب** حَبَّ فعل مدح ذَا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی زَیْدٌ مخصوص بالمدح مبتداء مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا بِئْسَ اور سَاءَ بمعنی (برا ہے)

**قولہ** بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید برا مرد ہے) **ترکیب** بِئْسَ الرَّجُلُ جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی زَیْدٌ مخصوص بالذم مبتداء مؤخر مبتداء خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ** سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو (عمرو برا مرد ہے) سَاءَ الرَّجُلُ جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم عَمْرٌو مخصوص بالذم مبتداء مؤخر دونوں مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

**فائدہ** ان افعال میں تاء تانیث الحاق کرنے کے سوا اور کوئی گردان نہیں ہوتی جیسے نِعْمَتْ وَسَاءَتْ وَبِئْسَتْ مگر حَبَّذَا میں تاء تانیث بھی لاحق نہیں ہوتی جیسے نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ وَسَاءَتْ وَبِئْسَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ وَ حَبَّذَا هِنْدٌ۔

**قولہ** افعال تعجب الخ اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو انشاءِ تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہوں۔

**قولہ** انشاء تعجب اس قید سے عَجِبْتُ (میں نے تعجب کیا) تَعَجَّبْتُ (میں نے تعجب کیا) جیسے کلمات خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اخبار تعجب کے لئے ہیں نہ کہ انشاء اور ایجادِ تعجب کے لئے اور فعل تعجب کے کل دو صیغے ہیں۔

۱۔ مَا اَفْعَلَهٗ۔

۲۔ اَفْعِلْ بِهٖ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ مصنفؒ افعال جمع کا صیغہ لائے ہیں۔ حالانکہ فعل تعجب کے کل دو صیغے ہیں۔ جواب یہ ہے چونکہ اس کے افراد بہت ہیں۔ لہٰذا اس لحاظ سے جمع کا صیغہ لائے ہیں۔

**قولہ** از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد الخ تعجب کے ہر ثلاثی مجرد سے بشرطیکہ اس میں رنگ اور عیب کے معنی نہ ہوں مَا اَفْعَلَهٗ اور اَفْعِلْ بِهٖ کے وزن پر آتے ہیں (عیب سے مراد عیب ظاہری ہے) پس جس میں رنگ اور عیب ظاہری کے معنی ہوں۔ اگر اس ثلاثی سے یا ثلاثی مزید سے یا رباعی سے تعجب کے معنی ادا کرنے ہوں تو اَشَدَّ یا اَضْعَفَ یا اَحْسَنَ یا اَقْبَحَ اور مثل ان کے اس فعل کے مصدر سے پہلے ذکر کرتے ہیں جس سے فعل تعجب بنانا مقصود ہو اور پھر اس مصدر کو یا تو مفعول بہ بنایا جائے یا مجرور بحرف جر جیسا کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں ہوتا ہے جیسے مَا اَشَدَّ اِخْضِرَارَهٗ لفظی ترجمہ (کس چیز نے صاحبِ شدت کیا اس کی سبزی کو) اور محاورہ کا ترجمہ (اس کی سبزی کیا ہی اچھی ہے) دوسری مثال اَشْدِدْ بِاخْضِرَارِهٖ (بہت زیادہ ہے اس کی سبزی)۔

**قولہ** مَا اَحْسَنَ زَیْدًا **ترکیب** مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مضاف اپنے مضاف الیہ شَیْءٍ سے مل کر مبتدا ہوا اَحْسَنَ فعل ماضی اس میں ضمیر هُوَ راجع طرف مبتداء کے اس کا فاعل زَیْدًا اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے

وَاَحْسِنْ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل اَحْسَنَ هُوَ ست در و مستتر و زَیْدًا مفعول بہ دوم اَفْعِلْ بِهٖ چوں اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اَحْسِنْ صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ اَیْ صَارَ ذَا حُسْنٍ و با زائدہ است

# بابِ سوم

## در عمل اسماءِ عاملہ و آں یازدہ قسم ست

اوّل اسماءِ شرطیہ بمعنے اِنْ و آں نہ است مَنْ و مَا و اَیْنَ و مَتٰی و اَیٌّ و اَنّٰی و اِذْ مَا و حَیْثُمَا و مَهْمَا فعل مضارع را جزم کنند چوں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ و مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ و اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ

ہر کہ را خواہی زد خواہم زد ۱۲

مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل جملہ انشائیہ ہوا۔ لفظی ترجمہ (کس چیز نے زید کو صاحب حسن کر دیا) محاورہ کا ترجمہ (زید کیا ہی حسین ہے)۔

**قولہ** اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اس کی ترکیب ہم انشاء کی بحث میں کر آئے ہیں۔

**قولہ** اَحْسِنْ صیغہ امر ست بمعنی خبر الخ اَحْسِنْ صیغہ امر کا ہے جو بمعنی خبر ہے بمعنی فعل ماضی۔ ان جملوں میں افعال مدح اور ذم اور افعال تعجب کو بتاؤ اور ان کا ترجمہ اور ترکیب کرو۔

اَبْصِرْ بِهٖ۔ نِعْمَتِ الشَّابَّةُ هِنْدٌ۔ نِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ بِئْسَ الْمِهَادُ۔ جَهَنَّمُ۔ مَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى الْمَصَائِبِ۔ حَبَّذَا زَیْدٌ رَاكِبًا۔ مَا اَحْلَمَ زَیْدًا۔ نِعْمَ الْعَابِدُ زَیْدًا۔ مَا اَقْنَعَ عَمْرًوا۔ سَاءَ الرَّجُلُ تَارِكُ الصَّلٰوةِ۔ اَسْمِعْ بِزَیْدٍ۔

**قولہ** اسمائے شرطیہ ان کو کَلِمُ الْمُجَازَاتِ بھی کہتے ہیں کَلِمْ جمع کَلِمَۃٌ کی ہے اور مجازات باب مفاعلت کا مصدر ہے اور ناقص یائی ہے بمعنی (جزا اور بدلہ دینا) چونکہ یہ کلمات جزا کو چاہتے ہیں اس لئے ان کو کلمۃ المجازات کہتے ہیں۔

**قولہ** و آں نہ است الخ یہ نو کلمے ہیں جو ان شرطیہ کے معنی پر شامل ہونے کی وجہ سے مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ اور ہمیشہ دو جملوں پر آتے ہیں۔ پہلا جملہ شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے اور اگر ان اسماء میں شرط کے معنی نہ پائے جائیں تو اس وقت یہ عمل نہیں کریں گے اور مضارع کو جزم نہیں دیں گے جیسے مَنْ جب کہ استفہام کے واسطے آوے جیسے مَنْ تَضْرِبُ (تو کس کو مارے گا)

**قولہ** مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ (جس شخص کو تو مارے گا میں ماروں گا) **ترکیب** مَنْ اسم شرط مفعول بہ مقدم تَضْرِبْ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوا اَضْرِبْ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ہوا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

**قولہ** مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ جو کچھ تو کرے گا میں کروں گا، مَا مفعول بہ مقدم۔

**قولہ** اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)۔

**ترکیب** اَیْنَ اسم شرط مفعول فیہ ظرف مکان مقدم ہے

وَمَتٰی تَقُمْ اَقُمْ وَاَیُّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ وَاَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ وَاِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ وَ
وَحَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ وَمَہْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ دوّم اسمائے افعال بمعنے ماضی چوں ھَیْہَاتَ وَ
(جاکہ تو خواہی نشست خواہم نشست ۱۲ — بعد ۱۲)
شَتَّانَ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چوں ھَیْہَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ اَیْ بَعُدَ سوّم اسمائے افعال
(افترق ۱۲)
بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ وَبَلْہَ وَحَیَّہَلْ وَعَلَیْکَ وَدُوْنَکَ اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت
(مہلت بدہ ۱۲ — بگزار ۱۲ — بیا ۱۲ — لازم گیر ۱۲ — بگیر ۱۲)
چوں رُوَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْہِلْہُ ط
(بگزار ۱۲ — زیدرا ۱۲)

فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ شرط ہوا اَجْلِسْ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہوکر جزا ہوا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا اس کے بعد مازائدہ بھی لاحق ہوجاتا ہے جیسے اَیْنَمَا تَکُنْ اَکُنْ (جس جگہ توہوگا میں ہوں گا)

**قولہ** مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ (جس وقت توکھڑا ہوگا میں کھڑا ہونگا) مَتٰی اسم شرط ظرفِ زمان ہے۔ اس کے بعد بھی مازائدہ لاحق ہوجاتا ہے جیسے مَتٰی مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ (جس وقت تو نکلے گا میں نکلوں گا)

**قولہ** اَیُّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ (جس چیز کو توکھائیگا میں کھاؤں گا) اَیُّ مضاف اپنے مضاف الیہ شَیْءٍ سے مل کر مفعول بہٖ مقدم ہے۔

**قولہ** اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ (جس جگہ تو لکھے گا میں لکھوں گا) اَنّٰی تَکْتُبْ کا ظرف مکان مقدم ہے۔

**قولہ** اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ (جس وقت توسفر کرے گا میں سفر کروں گا) اِذْمَا ظرف زمان ہے۔

**قولہ** حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ (جس جگہ کا تو قصد کرے گا میں کروں گا) حَیْثُمَا ظرف زمان مقدم ہے۔

**قولہ** مَہْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ (جس وقت تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) مَہْمَا ظرف زمان مقدم ہے۔

**فائدہ** مَنْ اور مَا اور اَیٌّ کی باعتبار اعراب تین حالتیں ہیں یا تو مرفوع ہوں گے باعتبارِ مبتدا جیسے مَنْ یَاتِنِیْ فَہُوَ مُکْرَمٌ۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ الخ وَاَیُّہُمْ قَائِمٌ (مگر اَیٌّ باعتبارِ خبر بھی مرفوع ہوتا ہے)، یا منصوب ہوں گے باعتبارِ مفعول جیسا کہ گزرا۔ یا مجرور باضافت یا مجرور بحرفِ جر جیسے غُلَامُ مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور بِمَنْ تَمُرَّ اَمُرَّ اور بِاَیِّہِمْ مَرَرْتَ مَرَرْتُ اور باقی اسماء کی باعتبار اعراب دو حالتیں ہیں۔ یا تو منصوب ہوں گے باعتبارِ مفعول فیہ جیسا کہ گزر چکا۔ یا مجرور بحرف جر جیسے مِنْ اَیْنَ تَقْرَءُ اَقْرَءُ۔

**قولہ** اسماء افعال ان کی تعریف وغیرہ بحث اسم غیر متمکن میں گزر چکی۔

**قولہ** سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ (تیز ہوا) جیسے سَرْعَانَ زَیْدٌ خُرُوْجًا (تیز ہوا زید ازروئے نکلنے کے یعنی زید تیزی سے نکلا)۔

**قولہ** ھَیْہَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ (عید کا دن دور ہوگیا) ھَیْہَاتَ اسم فعل بمعنی بَعُدَ ماضی یَوْمُ مضاف اَلْعِیْدِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** رُوَیْدَ زَیْدًا (زید کو مہلت دے) رُوَیْدَ اسم فاعل بمعنی اَمر حاضر، اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اس کا فاعل زَیْدًا مفعول بہٖ۔

**قولہ** اَیْ اَمْہِلْہُ یہ رُوَیْدَ زَیْدًا کی تفسیر ہے اور لفظ اَیْ حرف تفسیر ہے جیسا کہ آئندہ بحث حروف

چہارم اسم فاعل بمعنے حال تا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش ازو باشد و آں لفظ (وامثال آں خبر واقع شود) مبتدا باشد در لازم چوں زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ و در متعدی چوں زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا

غیر عاملہ میں آئے گا اَمْهِلْ باب افعال سے اَمر ہے اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اس کا فاعل ہے اور وہ ضمیر مفعول بہ ہے۔ (تو اس کو یعنی زید کو مہلت دے) باقی اسمائے افعال کے معنی اور ترکیب وغیرہ اسم غیر متمکن کی بحث میں گزر چکی ہے۔ ان جملوں کی ترکیب کرو اور شرط اور جزاء کو بتاؤ اور اسمائے شرطیہ کا عمل بتاؤ اور اسمائے افعال کی قسمیں بتاؤ۔

مَنْ تَنَعْ شَيْءٌ۔ اَيْنَمَا تَكُنْ اَضْرِبْكَ۔ شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔ حَيْثُمَا تَمْشِ اَمْشِ۔ حَيَّهَلِ الصَّلٰوةَ۔ مَا تَشْتَرِ اَشْتَرِ۔ مَتٰى تُؤَذِّنْ اُفْطِرْ۔ مَهْمَا تَقُمْ اَقُمْ۔ اِذْمَا تَأْتِ اٰتِ۔ اَيَّ شَيْءٍ تُكْسِرْ اُكْسِرْ۔

**قولہ** اسم فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کیلئے مشتق ہو جس کے ساتھ یہ مصدر بطریق حدوث اور تجدد (نہ کہ بطریق ثبوت و دوام) قائم ہو جیسے ضَارِبٌ بمعنی (مارنے والا ایک مرد) پس یہ اسم فاعل ہے جو ضَرْبٌ مصدر سے ذات مرد کے لئے مشتق ہوا ہے اور یہ معنی مصدری ذات مرد کے ساتھ بطریق ناپائیداری قائم ہے یعنی ضَرْب اس کے ساتھ کچھ دیر تک قائم رہے گی جب تک کہ اس سے ضَرْب صادر ہو رہی ہو اور اس کے بعد اس کے ساتھ قائم نہیں رہے گی جب اس سے ضَرْب ختم ہو جائے گی۔

**قولہ** بمعنی حال یا استقبال الخ اسم فاعل کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ وہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور یہ شرط اس وجہ سے ہے کہ عمل کے وقت اسم فاعل کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ کامل طور پر ہو جائے اس لئے کہ اسم فاعل کا عمل مضارع کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ پس یہ مضارع کے ساتھ لفظاً عدد حروف اور حرکات و سکنات میں مشابہ تھا۔ لہٰذا عمل کے لئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط لگائی تاکہ وہ معنیً بھی اس کے ساتھ مشابہ ہو جائے۔

۲۔ یہ کہ وہ اس لفظ پر جو اس سے پیشتر ہو اعتماد کئے ہوئے ہو اور اعتماد کے معنی لغت میں (تکیہ کرنا) ٹیک لگانا ہے اور یہاں مراد یہ ہے کہ اسم فاعل سے پیشتر جو لفظ ہے اس پر اسم فاعل تکیہ کیئے ہوئے ہو یعنی وہ اسم فاعل اس سے کچھ نہ کچھ علاقہ رکھتا ہو۔ پس وہ لفظ جو اس سے پیشتر ہے یا تو مبتدا ہوگا اور اسم فاعل اس کی خبر ہوگی یا موصوف ہوگا یہ اس کی صفت ہوگا یا موصول ہوگا اور یہ خود اس کا صلہ ہوگا یا وہ ذوالحال ہوگا اور یہ اس کا حال ہوگا جیسا کہ عنقریب ترکیب میں تم کو معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ اعتماد کی شرط اس وجہ سے ہے تاکہ اس کی فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے اس لیئے کہ وہ اس وقت اپنے پیشتر لفظ کی طرف فعل کی طرح کچھ نہ کچھ نسبت رکھے گا جیسا کہ فعل فاعل کی طرف مسند ہوتا ہے اسی طرح ہمزہ اور مانافیہ پر اعتماد سے اس کی فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جاتی ہے اس لیئے کہ یہ دونوں اکثر فعل پر داخل ہوتے ہیں۔

**قولہ** عمل فعل معروف کند الخ یعنی اسم فاعل ان دو شرطوں کے ساتھ اپنے فعل معروف کا سا عمل کرتا ہے پس اگر فعل لازم ہو تو اسم فاعل بھی لازم ہوگا اور فاعل کو رفع دیگا اور اگر فعل متعدی ہے تو اسم فاعل بھی متعدی ہوگا اور فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔

**قولہ** و آں لفظ الخ یعنی وہ لفظ جو اسم فاعل سے پیشتر ہو گا اور جس پر یہ اعتماد کیئے ہوئے ہوگا یا تو مبتدا ہوگا اور اسم فاعل

یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْہُ بَکْرًا یا موصول چوں جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْہُ وجَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْرًوا یا ذوالحال چوں جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا یا ہمزۂ استفہام چوں اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ زَیْدٌ ہماں عمل کہ قَامَ وضَرَبَ میکرد قَائِمٌ و ضَارِبٌ می کند

(مثال لازم ۱۲ — الف لام موصول ۱۲ — مثال متعدی ۱۲ — مفعول راکبا ۱۲)

اس کی خبر ہوگی جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (زید کا باپ کھڑا ہے) یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے جو زَیْدٌ مبتداء پر اعتماد کیئے ہوئے ہے اور جس نے صرف اَبُوْہُ فاعل کو رفع دیا۔ **ترکیب** زَیْدٌ مبتداء قَائِمٌ اسم فاعل اَبُوْہُ مرکب اضافی فاعل قَائِمٌ کا۔ قَائِمٌ اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًوا (زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے جو زَیْدٌ مبتداء پر اعتماد کیئے ہوئے ہے اور جس نے اَبُوْہُ فاعل کو رفع اور عَمْرًوا مفعول بہ کو نصب دیا۔ **ترکیب** زَیْدٌ مبتدا ضَارِبٌ اسم فاعل اَبُوْہُ مرکب اضافی فاعل عَمْرًوا مفعول بہ ضَارِبٌ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یا موصوف ہوگا اور اسم فاعل اس کی صفت ہوگی جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْہُ بَکْرًا (میں ایک ایسے مرد پر گزرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے **ترکیب** مَرَرْتُ فعل با فاعل بَ حرف جار رَجُلٍ موصوف ضَارِبٍ اسم فاعل اَبُوْہُ مرکب اضافی فاعل بَکْرًا مفعول بہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہوکر صفت ہوئی موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا موصول ہوگا اور اسم فاعل اس کا صلہ ہوگا جیسے جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْہُ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے۔
**ترکیب** جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا یہ متکلم مفعول بہ اَلْ بمعنی اَلَّذِی موصول قَائِمٌ اَبُوْہُ شبہ جملہ ہوکر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس میں قَائِمٌ اسم فاعل ہے اور اَلْ موصول ہے اعتماد کے لئے اور جیسے جَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْرًوا (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے جَاءَ فعل نَ وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ اَلْ اسم موصول بمعنی اَلَّذِی ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًوا شبہ جملہ ہوکر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا ذوالحال ہوگا اور اسم فاعل حال جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے) اس میں زَیْدٌ ذوالحال ہے اور رَاکِبًا اسم فاعل حال **ترکیب** جَاءَ فعل نَ وقایہ کا ی ضمیر متکلم مفعول بہ زَیْدٌ ذوالحال رَاکِبًا اسم فاعل غُلَامُہٗ مرکب اضافی اسکا فاعل فَرَسًا اس کا مفعول بہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہوکر حال ہوا۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا وہ ہمزہ استفہام پر اعتماد کیئے ہو بایں طور پر کہ ہمزہ استفہام اس سے پیشتر ہو جیسے اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا (کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے) **ترکیب** ہمزہ حرف استفہام ضَارِبٌ اسم فاعل اپنے فاعل زَیْدٌ اور عَمْرًوا مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا یا وہ حرف نفی پر اعتماد کیئے ہوئے ہو بایں طور کہ حرف نفی اس سے پیشتر ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) **ترکیب** مَا حرف نفی قَائِمٌ

## پنجم۵ اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چوں

اسم فاعل اپنے فاعل زَیْدٌ سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

**قولہ** بداں عمل کہ قَامَ وَضَرَبَ میکرد الخ یعنی جو عمل کہ قَامَ فعل لازم کرتا ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ وہ فاعل کو رفع دے وہ ہی عمل اس کا اسم فاعل قَائِمٌ کرے گا یعنی فاعل کو رفع دے گا اور جو عمل کہ ضَرَبَ فعل متعدی کرتا ہے (اور اس کا عمل یہ ہے کہ فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے) وہی عمل اس کا اسم فاعل ضَارِبٌ کرے گا یعنی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ جیسا کہ تم کو امثلہ مذکورہ سے معلوم ہو گیا ہے **خلاصہ** یہ کہ اسم فاعل اور اسی طرح اسم مفعول عمل کرنے میں اپنے فعل کے تابع ہیں۔ پس ان کا فعل اگر لازم ہے تو یہ بھی لازم ہوں گے اور فاعل کو رفع دیں گے اور اگر متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوں گے اور فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیں گے۔

**قولہ** اسم مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے بنایا گیا ہو جس پر مصدر کا وقوع ہو جیسے مَضْرُوْبٌ (بمعنی مارا گیا) وہ ایک مرد یعنی وہ ذات یا شخص جس پر ضرب واقع ہوئی ہے۔

**قولہ** اسم مفعول بمعنی حال واستقبال الخ جس طرح اسم فاعل کے عمل کے لئے دو شرطیں ہیں زمانہ حال یا استقبال کا ہونا اور اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہونا، اسی طرح اسم مفعول کے عمل کے لئے بھی یہی دو شرطیں ہیں اور اسم مفعول اپنے فعل مجہول کا عمل کرتا ہے۔ پس اگر وہ متعدی بیک مفعول ہے تو اس کو بناء بر نائب فاعل رفع دے گا اور اگر متعدی بدو مفعول ہے تو پہلے کو رفع اور دوسرے مفعول کو نصب دے گا اور اگر متعدی بسہ مفعول ہے تو پہلے کو رفع اور دوسرے تیسرے کو نصب دے گا جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے اور اسم مفعول اپنے فعل کے اعتبار سے چار قسم پر ہے۔ کیونکہ فعل

| اعتماد | متعدی بیک مفعول | متعدی بدو مفعول جسکے ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے | متعدی بدو مفعول جسکے ایک مفعول پر اقتصار ناجائز ہے | متعدی بسہ مفعول |
|---|---|---|---|---|
| مبتدا | زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ | عَمْرٌو مُعْطیً غُلَامُہٗ دِرْھَمًا | بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ نِ ابْنُہٗ فَاضِلًا | خَالِدٌ مُخْبَرٌ نِ ابْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا |
| موصوف | مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوْبٍ اَبُوْہُ | مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مُعْطیً غُلَامُہٗ دِرْھَمًا | مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَعْلُوْمٍ نِ ابْنُہٗ فَاضِلًا | مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مُخْبَرٍ نِ ابْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا |
| موصول | جَاءَنِی الْمَضْرُوْبُ اَبُوْہُ | جَاءَنِی الْمُعْطٰی غُلَامُہٗ دِرْھَمًا | جَاءَنِی الْمَعْلُوْمُ نِ ابْنُہٗ فَاضِلًا | جَاءَنِی الْمُخْبَرُ نِ ابْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا |
| ذوالحال | جَاءَنِیْ زَیْدٌ مَضْرُوْبًا اَبُوْہُ | جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُعْطیً غُلَامُہٗ دِرْھَمًا | جَاءَنِیْ زَیْدٌ مَعْلُوْمًا نِ ابْنُہٗ فَاضِلًا | جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُخْبَرًا نِ ابْنُہٗ عَمْرًوا فَاضِلًا |
| ہمزۂ استفہام | اَمَضْرُوْبٌ زَیْدٌ | اَمُعْطیً زَیْدٌ دِرْھَمًا | اَمَعْلُوْمٌ زَیْدٌ فَاضِلًا | اَمُخْبَرٌ زَیْدٌ عَمْرًوا فَاضِلًا |
| حرف نفی | مَا مَضْرُوْبٌ زَیْدٌ | مَا مُعْطیً زَیْدٌ دِرْھَمًا | مَا مَعْلُوْمٌ زَیْدٌ فَاضِلًا | مَا مُخْبَرٌ زَیْدٌ عَمْرًوا فَاضِلًا |

زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا وَبَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا وَخَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًوا فَاضِلًا بمال عمل کہ ضُرِبَ واُعْطِيَ وعُلِمَ واُخْبِرَ میکرد مَضْرُوْبٌ ومُعْطًى ومَعْلُوْمٌ ومُخْبَرٌ میکند ششم صفت مشبہہ عمل فعل کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ

متعدی چار قسم پر ہے اوّل متعدی بیک مفعول جیسے ضَرَبَ دوم متعدی بدو مفعول جس کے ایک مفعول پر اختصار جائز ہے جیسے اَعْطٰی سوم متعدی بدو مفعول جس کے ایک مفعول پر اقتصار جائز نہیں ہے جیسے عَلِمَ چہارم متعدی بسہ مفعول جیسے اَخْبَرَ جب مفعول چار قسم پر ہوئے اور اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے تو چار کو چھ میں ضرب دینے سے چوبیس مثالیں حاصل ہوں گی جو سابقہ نقشہ سے ظاہر ہے۔

**قولہ** زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ (زید کا باپ مارا گیا)۔

**ترکیب** زَیْدٌ مبتدا مَضْرُوْبٌ اسم مفعول معتمد بر مبتدا اپنے نائب فاعل اَبُوْهُ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے۔

**قولہ** عَمْرٌو مُعْطًى الخ **ترکیب** عَمْرٌو مبتدا مُعْطًى اسم مفعول اپنے نائب فاعل غُلَامُهٗ اور دِرْهَمًا مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے اور ایک پر اقتصار جائز ہے (عمرو کے غلام کو ایک درہم دیا گیا)۔

**قولہ** بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ الخ **ترکیب** بَكْرٌ مبتدا مَعْلُوْمٌ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اِبْنُهٗ اور فَاضِلًا مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے اور اقتصار ایک پر جائز نہیں (بکر کا بیٹا فاضل جانا گیا)۔

**قولہ** خَالِدٌ مُخْبَرٌ الخ **ترکیب** خَالِدٌ مبتدا مُخْبَرٌ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اِبْنُهٗ اور عَمْرًوا مفعول بہ اوّل اور خَالِدًا مفعول بہ دوم سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بسہ مفعول ہے (خالد کے بیٹے کو عمرو کے فضل کی خبر دی گئی ہے) چونکہ ایک مفعول اسم مفعول کا نائب فاعل بن جاتا ہے اس لئے کہ اسم مفعول کا ایک مفعول اس کے فعل کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔

**قولہ** صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس ذات کو بتلائے جس میں مصدری معنی بطور ثبوت یعنی پائداری کے پائے جائیں جیسے حَسَنٌ وہ شخص جس میں حسن بطور پائیداری کے قائم رہے۔ اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہ فرق ہے کہ اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے اور صفت مشبہ میں صفت لازمی اور دائمی پس ضَارِبٌ کوئی شخص اس وقت تک کہلائے گا جب تک کہ ضرب اس سے صادر ہو رہی ہے اور حَسَنٌ وہ شخص جس میں حسن کی صفت ہر وقت پائی جائے۔ مُشَبَّهَةٌ (مشابہت دیا ہوا) چونکہ اسم فاعل کی مثل اسمیں تثنیہ وجمع تذکیر و تانیث کے صیغے آتے ہیں۔ لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے صفت کو مشبہہ کہتے ہیں۔

**قولہ** عمل فعل خود کند الخ چونکہ صفت مشبہ صرف فعل لازم آتا ہے۔ لہٰذا یہ اپنے لازم کا عمل کرے گا لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے زائد ہوتا ہے اس لئے کہ صفت مشبہ شبہ مفعول کو بھی نصب دیتی ہے۔ جیسا کہ تم کو آئندہ معلوم ہوگا۔

**قولہ** بشرط اعتماد مذکور یعنی اسم موصول کے سوا باقی پانچ چیزوں

# ہماں عمل کہ حَسَنٌ میکرد حَسَنٌ میکند

ہیں سے کسی پر اعتماد ضرور ہونا چاہیئے اور اسم موصول کے استثناء کی وجہ یہ ہے کہ صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے ، بالاتفاق موصول کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ الف لام موصول اسم فاعل اور اسم مفعول کے سوا کسی پر داخل نہیں ہوتا اور اس کے عمل کے لئے اس کا بمعنی ، حال یا استقبال ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ زمانہ حال یا استقبال کا پایا جانا عارضی معنی پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ میں عارضی معنی نہیں پائے جاتے صفت مشبہ دوام وثبوت پر دلالت کرتی ہے اور زمانہ تجدد وحدوث پر لہٰذا دونوں میں منافات ہے اسی واسطے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اعتماد مذکور کی شرط لگائی ہے اور بمعنی حال واستقبال کی قید ذکر نہیں کی جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ وَجَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ وَجَاءَنِیْ زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ وَ اَحَسَنٌ زَیْدٌ وَمَا حَسَنٌ زَیْدٌ ۔ چونکہ یہ ہمیشہ فعل لازم آتا ہے لہٰذا یہ اپنے فعل لازم کا سا عمل کرے گا یعنی صرف فاعل کو رفع دے گا اور صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں۔ کیونکہ صفت مشبہ یا تو معرف بلام ہوگی یا نہ ہوگی اور اس کا معمول یا تو معرف بلام ہوگا یا مضاف یا دونوں سے خالی دو کو تین میں ضرب دیا تو چھ حال ہوئے اور معمول صفت مشبہ کی حالتیں باعتبارِ اعراب تین ہوں گی یا تو مرفوع ہوگا باعتبارِ فاعل یا معرفہ منصوب ہوگا باعتبارِ تشابہت[1] مفعول بہ یا نکرہ منصوب باعتبارِ تمیز یا مجرور باضافت پس چھ کو تین میں ضرب سے اٹھارہ صورتیں ہوگئیں. چنانچہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہیں۔

| | قسم معمول | حالت رفعی | حالت نصبی | حالت جری |
|---|---|---|---|---|
| صفت مشبہ معرف باللام | جبکہ معمول مضاف ہو | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْھُہٗ ا | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْھَہٗ ح | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ م |
| | جبکہ معمول معرف باللام ہو | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْہُ ق | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْہَ ا | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ الْوَجْہِ ا |
| | جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہٌ ق | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْھًا ا | زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْہٍ م |
| صفت مشبہ غیر معرف باللام | جبکہ معمول مضاف ہو | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھُہٗ ا | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھَہٗ ح | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھِہٖ مخ |
| | جبکہ معمول معرف باللام ہو | زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْہُ ق | زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْہَ ا | زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہِ ا |
| | جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہٌ ق | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھًا ا | زَیْدٌ حَسَنُ وَجْہٍ ا |

**فائدہ** جب صفت کا معمول مرفوع ہوگا تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس وقت اس کا معمول خود اسکا فاعل ہوگا۔ اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفت میں ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور اس کا فاعل ہوگی۔ پس نو صورتیں ہیں جن میں ایک ضمیر ہے وہ اَحْسَنُ کہلاتی ہیں اور دو صورتیں جن میں دو ضمیریں ہیں وہ حَسَنٌ کہلاتی ہیں اور چار صورتیں ہیں جن میں کوئی ضمیر نہیں ہے وہ قبیح کہلاتی ہیں ۔ ان کے علاوہ ایک مختلف فیہ اور دو ممتنع ہیں نقشہ میں اَحْسَنُ کے لیئے (ا) حَسَنٌ کے لیئے (ح) قبیح کے لیئے (ق) اور مختلف فیہ کے لیئے (مخ) اور ممتنع کے لیئے (م) لکھا گیا ہے۔ اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اس میں اضافت سے کچھ تخفیف نہیں ہوئی اس لئے کہ صفت مشبہ میں تخفیف تنوین یا نون کے حذف سے ہوتی ہے یا ضمیر موصوف کے فاعل صفت سے حذف ہونے اور پھر اس کی صفت میں مستتر ہونے سے اور اَلْحَسَنُ وَجْہٍ میں اگرچہ اضافت نے فائدہ تخفیف کا دیا ہے۔ کیونکہ فاعل صفت سے ضمیر حذف ہو کر صفت میں مستتر ہوگئی لیکن نحاۃ

[1] صفت کا یہ معمول مشابہ مفعول بہ ہے نہ بعینہ مفعول بہ اس واسطے کہ صفت کا فعل ہمیشہ لازمی ہوتا ہے۔

**ہفتم اسمِ تفضیل و استعمال او بر سہ وجہ ست بہ مِنْ چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف و لام چوں جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ**

اس کو جائز نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ اضافت معرفہ کی نکرہ کی طرف اگرچہ اضافت لفظی ہے جو مفید تخفیف ہے لیکن یہ ظاہر میں اضافت معہودہ کے برعکس کے مشابہ ہے اس لیئے کہ اضافت معہودہ نکرہ کی معرفہ کی طرف ہے اور حَسَنُ وَجْهِہٖ مختلف فیہ ہے۔ سیبویہ اور تمام بصری قباحت کے ساتھ ضرورتِ شعری میں جائز رکھتے ہیں اور کوئی بلا قباحت نثر میں بھی جائز رکھتے ہیں۔ بصری قباحت کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظی تخفیف کے لئے ہے۔ پس چاہیئے تھا کہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف کو لیتے۔ یعنی ضمیر کو گراتے نہ تنوین کو۔ کیونکہ تنوین کا گرانا ادنیٰ درجہ کی تخفیف ہے۔ حالانکہ اعلیٰ درجے[1] کی تخفیف ممکن تھی اور جو لوگ جائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں تخفیف فی الجملہ حاصل ہے یعنی حذف تنوین بس کافی ہے اور اَحْسَنُ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ضمیر بقدرِ حاجت[2] ہے بلا زیادت و نقصان اور حَسَنٌ کی وجہ یہ ہے کہ وہ ضمیر محتاج[3] الیہ پر مشتمل ہے۔ اور غیر اَحْسَنَ اس وجہ سے ہے کہ ضمیر زائد علی الحاجت پر مشتمل ہے اور قبیح کی وجہ یہ ہے کہ موصوف کے ساتھ لفظ رابطہ نہیں ہے۔

**قولہ** اسمِ تفضیل وہ اِسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو تاکہ اس بات کو ظاہر کرے کہ معنی مصدری ایک شیء میں دوسری شیء کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید عمر سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس مثال میں اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے جو فَضْلٌ مصدر سے بنایا گیا ہے جس نے یہ بات بتلائی کہ ذاتِ زید میں معنی مصدری یعنی فَضل عمرو سے زیادہ ہے۔ اسم تفضیل اور مبالغہ میں یہ فرق ہے کہ اسم تفضیل میں زیادتی بمقابلہ دوسرے کے ہوتی ہے جیسے مثالِ مذکور میں اور مبالغہ میں زیادتی فی نفسہٖ ہوتی ہے اور اس میں دوسرے کا لحاظ نہیں ہوتا جیسے رَجُلٌ طَلُوْبٌ (مرد بہت طلب کرنے والا) ہے۔ اسم تفضیل کا صیغہ واحد مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر اور صیغہ واحد مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔ یا تو مِنْ کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو **ترکیب** زَیْدٌ مبتدا اَفْضَلُ اسم تفضیل ضمیر هُوَ اس کے اندر مستتر فاعل مِنْ عَمْرٍو جار مجرور متعلق اَفْضَلُ کے اَفْضَلُ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اس میں زَیْدٌ مُفَضَّلٌ ہے اور عَمْرٌو مُفَضَّلٌ عَلَیْہِ ہے۔ مفضل باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی (فضیلت دیا گیا) جس کو فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل کہتے ہیں اور جس پر فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں یعنی جس پر وہ فضیلت دی گئی یا الف و لام کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ (آیا میرے پاس زید جو بہت فضیلت والا ہے) **ترکیب** جَاءَ فعل نِ وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زَیْدٌ موصوف اَلْاَفْضَلُ اسم تفضیل اس میں هُوَ ضمیر مستتر اس کا فاعل اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا اضافت کے ساتھ یعنی مضاف ہو کر مستعمل ہوگا جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (زید قوم میں سب سے زیادہ فضیلت والا ہے)

---

[1] جب کہ مقصد اضافت سے تخفیف ہے تو حال اس امر کو مقتضی تھا کہ اعلیٰ درجے کی تخفیف کرتے ۱۲

[2] وہ ضمیر بقدرِ حاجت یا تو معمول میں ہے یا صفت میں کیونکہ بقدرِ حاجت ماقبل کے رابط کے لیئے صرف اس ضمیر کا ہونا کافی ہے اور وہ اس میں موجود ہے ۱۲

[3] اور ضمیر صفت میں ہے کیونکہ قبل کے ربط کے لیئے اس کا ہونا ضروری ہے ۱۲

## وعمل او در فاعل باشد وآں هُوَ است فاعل اَفْضَلُ کہ در و مستتر ست ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند

**ترکیب** زَیْدٌ مبتدا اَفْضَلُ اسم تفضیل مضاف اس میں ضمیر هُوَ فاعل اَلْقَوْمِ مضاف الیہ اَفْضَلُ اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** وعمل او در فاعل باشد الخ یعنی اسم تفضیل ہمیشہ فاعل میں عمل کرتا ہے خواہ وہ مضمر ہو یا مظہر اور فاعل مضمر میں اس کے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں ہے جیسا کہ تم کو آئندہ کتابوں میں معلوم ہو جائے گا اور مفعول بہ میں وہ بالکل عمل نہیں کرتا خواہ مضمر ہو یا مظہر۔

**فائدہ** اسم تفضیل کے آخر میں کبھی تنوین نہیں آتی اور اسم تفضیل فاعل کے معنی میں زیادتی پیدا کرتا ہے جیسے اَضْرَبُ (زیادہ مارنے والا) اور کبھی مفعول کے معنی کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَعْرَفُ (زیادہ معروف) اَشْغَلُ (زیادہ کام میں لگا ہوا) اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے سوا کسی اور باب سے نہیں آتا اور اس ثلاثی مجرد سے بھی نہیں آتا جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جاتے ہوں اِلَّا نَادِرًا کَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ جیسے اَحْمَرُ (سرخ مرد) اور اَعْرَجُ (لنگڑا) اور اس وزن کو ایسی صورت میں اَفْعَلُ وصفی کہتے ہیں اور اگر اسم تفضیل کو ثلاثی مزید یا رباعی سے یا اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جاتے ہوں بنانا مقصود ہو تو اس وقت لفظ شدت یا کثرت وغیرہ جیسے الفاظ سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کا وزن بنا کر اس کے مصدر کو اس کے بعد ذکر کریں اور پھر اس مصدر کو بنا بر تمیز نصب دیں جیسے هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ اِسْتِخْرَاجًا (وہ زیادہ سخت ہے اس سے از روئے نکالنے کے) هُوَ اَقْوٰی مِنْهُ حُمْرَةً (وہ زیادہ قوی ہے از روئے اس سے سرخ ہونے میں) هُوَ اَقْبَحُ مِنْهُ عَرَجًا (وہ زیادہ قبیح ہے اس سے از روئے لنگڑا ہونے کے) اور کبھی اسم تفضیل کے بعض صیغوں میں تغیر ہو جاتا ہے جیسے خَیْرٌ وَشَرٌّ کہ اصل میں اَخْیَرُ وَاَشَرُّ تھے اور کبھی مفضل علیہ بوجہ معلوم و معین ہونے کے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَللّٰهُ اَکْبَرُ یعنی اَللّٰهُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ

**قولہ** مصدر وہ اسم ہے جو فعل کا ماخذ اور مشتق منہ ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ فارسی میں اس کے معنی میں دَنْ یا تَنْ آتا ہے اور اردو میں "نا" جیسے اَلضَّرْبُ بمعنی (زدن) "مارنا" اور جیسے اَلْقَتْلُ بمعنی (کشتن) "جان سے مارنا" اور مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل کا عمل کرتا ہے خواہ وہ ماضی کے معنی میں ہو یا حال کے یا استقبال کے۔ پس اگر وہ لازم ہے تو فاعل کو رفع دے گا۔ جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ دال کے رفع اور تنوین کے ساتھ "مجھ کو زید کے کھڑے ہونے نے تعجب میں ڈالا" اس میں قِیَامُ مصدر لازم ہے جس نے زَیْدٌ کو بنا بر فاعلیت رفع دیا، اور اگر متعدی ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبٌ زَیْدٌ عَمْرًا "برفع تنوین دال ونصب تنوین را" زید کے عمرو کو مارنے نے مجھ کو تعجب میں ڈالا" میں ضرب مصدر متعدی ہے جس نے زید فاعل کو رفع دیا اور عمرو مفعول بہ کو نصب دیا۔

**قولہ** بشرط آنکہ الخ مصدر کے عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ مفعول مطلق واقع نہ ہو ورنہ عمل نہیں کرے گا اور اس وقت عامل فعل ہو گا اس لئے کہ قوی اور اصل کے ہوتے ہوئے ضعیف اور فرع کو عامل بنانا صحیح نہیں اور عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا اس میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے اور عَمْرًا مفعول بہ جس کو ضَرَبْتُ فعل نے نصب دیا۔ **ترکیب** ضَرَبْتُ فعل با فاعل ضَرْبًا مفعول مطلق عَمْرًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جاننا چاہیئے کہ مصدر کی اضافت

چوں اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا نیز اسم مضاف مضاف الیہ را جر کند چوں جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ ایں جالام بحقیقت مقدرست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِّزَیْدٍ

فاعل کی طرف جائز ہے اور اس وقت فاعل لفظاً مجرور ہوگا اس لئے کہ اس وقت مصدر کی اضافت اس کی طرف ہے اور معنًی فاعل ہوگا اور اگر مفعول مذکور ہو تو وہ منصوب ہوگا جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا اس میں ضرب مصدر کی اضافت زید فاعل کی طرف ہے اور زید مجرور باضافت ہے اور عَمْرًوا مفعول بہ منصوب ہے لیکن مصدر کا مُنَوَّنْ ہو کر عمل کرنا اور مضاف نہ ہونا اولیٰ ہے اور کبھی جب کہ قرینہ موجود ہو مفعول بہ کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے لیکن اس کی اضافت باعتبار فاعل مفعول کی طرف کم ہوتی ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ اللِّصِّ الْجَلَّادُ برفع الدال (جلاد کے چور کو مارنے نے مجھ کو تعجب میں ڈالا) اس میں ضَرْبُ فعل متعدی ہے اور اللِّصِّ مفعول بہ کی طرف مضاف ہے اَلْجَلَّادُ اس کا فاعل ہے۔

**قولہ** اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ الخ اَعْجَبَ فعل نَ وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ ضَرْبُ مصدر مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ فاعل عَمْرًوا مفعول بہ مصدر اپنے مضاف الیہ فاعل اور مفعول سے مل کر شبہ جملہ ہو کر فاعل ہوا فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اس مثال میں ضَرْبُ مصدر متعدی ہے اور اپنے فاعل زید کی طرف مضاف ہے اور زید اگرچہ مضاف ہونے کے لحاظ سے لفظاً مجرور ہے مگر درحقیقت محل رفع میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ مصدر کا فاعل ہے۔

**اسم مضاف** الخ باب افعال سے اسم مفعول ہے مصدر اضافت ہے جو اجوف یائی ہے اور اضافت لغت میں ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس نسبت تقییدی کو کہتے ہیں جو دو اسموں کے درمیان اس طرح پر ہو جس کے سبب سے پہلا اسم دوسرے اسم کو جر دینے والا ہو، پہلے اسم کو جو کہ جر دینے والا ہے مضاف کہتے ہیں بمعنی (اضافت کیا گیا) اور دوسرے اسم کو جس کو جر دیا گیا ہے مضاف الیہ کہتے ہیں بمعنی (جس کی طرف وہ اضافت کی گئی جیسے جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ (میرے پاس زید کا غلام آیا) اس میں غُلَامُ مضاف ہے جس نے زَیْدٍ مضاف الیہ کو جر دیا۔ پس غُلَامُ مضاف اپنے مضاف الیہ زَیْدٍ سے مل کر جَاءَ فعل کا فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ یٔ متکلم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور اضافت تین قسم پر ہے یا تو وہ بمعنی لامٌ مقدر ہو گی جب کہ مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق نہ آئے اور نہ وہ مضاف کا ظرف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) اس میں زید مضاف الیہ نہ تو غلام پر صادق آتا ہے اور نہ اس کا ظرف ہے غُلَامُ زَیْدٍ کی اضافت بمعنی لام ہو گی یعنی غُلَامٌ لِّزَیْدٍ اور اس کو اضافت لامی کہتے ہیں یا بمعنی مِنْ بیانیہ ہو گی جب کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق آئے اور وہ مضاف کی اصل ہو جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ (چاندی کی انگوٹھی) اس میں فِضَّةٌ خاتم پر صادق آتی ہے اور خاتم کی اصل ہے پس اس میں اضافت بمعنی مِنْ ہے خَاتَمٌ مِّنْ فِضَّةٍ (انگوٹھی جو چاندی کی ہے) اور اس کو اضافت مِنّی کہتے ہیں یا بمعنی فِیْ ہو گی جب کہ مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے ضَرْبُ الْیَوْمِ (دن کی مار) اس میں یوم ضرب کا ظرف ہے لہٰذا اضافت بمعنی فِیْ ہو گی أی ضَرْبٌ فِی الْیَوْمِ (مارنا دن میں)۔

**قولہ** بدانکہ ایں جالام بحقیقت الخ اس جگہ یعنی غُلَامُ زَیْدٍ میں درحقیقت لام مقدر ہے۔ مصنفؒ چونکہ یہاں صرف اضافت لامی کی مثال لائے ہیں لہٰذا انہوں نے اسی کی تقدیر بتلائی ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ اضافت لامی میں بعض جگہ لام کو نظم کلام میں ظاہر کیا جاتا ہے جیسا کہ گزر چکا۔

وہم اسمِ تام تمیز را بنصب کند وتمامی اسم یا بتنوین باشد چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا، یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا۔ یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ

**فائدہ** مضاف پر الف لام تعریف کا کبھی نہیں آتا اور اضافت کے وقت تنوین اور نون تثنیہ اور نون جمع مضاف سے گر جاتا ہے جیسے غُلَامَا بَکْرٍ (بکر کے دو غلام) کہ اصل میں غُلَامَانِ تھا اور مُسْلِمُوْا مِصْرٍ یعنی (مصر کے مسلمان) کہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا۔

**سوالات** ان مثالوں میں اسماء کے عمل اور ان کے معمول کو بتاؤ۔

زَیْدٌ اَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ مُعْطِیًا غُلَامُهٗ دِرْهَمًا۔ رَاَیْتُ رَجُلًا ضَارِبًا۔ اَبُوْهُ عَمْرًوا زَیْدٌ حَسَنٌ اَبُوْهُ خَیْرُ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ۔ اَحْسَنُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰهِ۔ هٰذَا طَعَامُ زَیْدٍ۔ هٰذَا الْمَسْجِدُ اَرْفَعُ وَ اَطْوَلُ مِنْ ذٰلِكَ۔ عَمْرٌو مُطَهَّرٌ ثَوْبُهٗ۔ زَیْدٌ جَائِعٌ بَطْنُهٗ اَکْثَرُهُمْ کٰفِرُوْنَ۔ نَوْمُ اللَّیْلِ اَحْسَنُ مِنْ نَوْمِ النَّهَارِ۔

**قولہ** اسم تام وہ اسم ہے جو چار چیزوں یعنی تنوین یا نون تثنیہ یا نون جمع یا اضافت میں سے کسی ایک کے ساتھ تام ہو جائے۔

**قولہ** تمامی اسم، تمامی اسم کے یہ معنی ہیں کہ وہ اسم اس حالت میں جب کہ چاروں چیزوں میں سے کوئی چیز موجود ہو تو اضافت کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً جب تک اسم پر تنوین موجود ہے وہ کسی کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا۔ یا جب تک وہ اسم کسی کی طرف مضاف ہے اس وقت تک دوسرے کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا۔ پس جب کہ اسم ان اشیاء کے ساتھ تمام ہو جاتا ہے تو وہ فعل کے ساتھ مشابہ ہو گیا جو اپنے فاعل کے ساتھ تمام ہو کر کلام تمام بن جاتا ہے اور یہ اشیاء بمنزلہ فاعل ہو گئیں اور تمیز بمنزلہ مفعول کے ہو گئی۔

**قولہ** مَا فِی السَّمَاءِ الخ آسمان میں ہتھیلی کے برابر ابر نہیں ہے

اس مثال میں رَاحَةٍ اسم تام ہے تمامی اسم تنوین کے ساتھ ہے اور سَحَابًا تمیز ہے **ترکیب** مَا حرف مشبہ بِلَیْسَ فِی السَّمَاءِ جار مجرور متعلق ثَابِتًا کے ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ اور قَدْرُ رَاحَةٍ مرکب اضافی تمیز ممیز اپنی تمیز سے مل کر اسم مؤخر ہوا۔ مَا اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ تمامی اسم بلفظ تنوین اسم منصرف میں ہوگی۔

**قولہ** عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا (میرے پاس گیارہ مرد ہیں) اس مثال میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی اسم تام ہے تمامی اسم بتقدیر تنوین ہے اور رَجُلًا تمیز ہے اَحَدَ عَشَرَ کی تنوین بوجہ بناء حذف ہو کر حرکت بنائی اس کے قائم مقام ہو گئی۔

**ترکیب** عِنْدِیْ مرکب اضافی ظرف ہوا۔ ثَابِتٌ مقدر کا ثَابِتٌ اپنے ظرف سے مل کر خبر مقدم ہوئی۔ اَحَدَ عَشَرَ اسم تام رَجُلًا تمیز اسم تام اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوا مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** زَیْدٌ اَکْثَرُ زید از روئے مال کے تجھ سے زیادہ ہے اس مثال میں اَکْثَرُ اسم تام ہے اور مَالًا تمیز ہے۔

**ترکیب** زَیْدٌ مبتدا اَکْثَرُ صیغہ اسم تفضیل اسم تامی ہے تمامی اسم بتقدیر تنوین ہے مِنْكَ جار مجرور متعلق ہوا اَکْثَرُ کے مَالًا تمیز، اسم تام اپنے متعلق اور تمیز سے مل کر خبر ہوئی. مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ جاننا چاہیئے کہ تمامی اسم بتقدیر تنوین مبنی اور غیر منصرف میں ہوگی۔

**قولہ** عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز ہیں از روئے گیہوں کے) قَفِیْزَانِ تثنیہ ہے قَفِیْزٌ کا، ایک پیمانہ ہے۔ ان مثالوں میں قَفِیْزَانِ اسم تام ہے۔ تمامی اسم نون تثنیہ کے ساتھ ہے اور بُرًّا تمیز ہے۔

**قولہ** هَلْ نُنَبِّئُکُمْ الخ کیا ہم تم کو ان لوگوں کی خبر دیں جو از روئے

بُرًّا۔ یا بنون جمع چوں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ بنونِ جمع چوں عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چوں عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا یا زدہم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ است كَمْ وَكَذَا، كَمْ بر دو قسم است استفہامیہ و خبریہ، استفہامیہ تمیز را بنصب کند و كَذَا نیز چوں كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا و كَمْ خبریہ تمیز را جر کند

اعمال کے زیادہ ٹوٹے میں ہیں) اس مثال میں اَخْسَرِيْنَ اسم تام ہے تامی اسم، نون جمع کے ساتھ ہے اور یہ اَخْسَرُ بصیغہ اسم تفضیل کی جمع ہے اور اَعْمَالًا تمیز ہے اور یہ عَمَلٌ کی جمع مکسر ہے۔

قولہ یا بمشابہ بنون جمع جیسے عِشْرُوْنَ کہ اس کا نون مشابہ بنون جمع مذکر سالم ہے۔ اسی طرح ثَلٰثُوْنَ اور اَرْبَعُوْنَ اور خَمْسُوْنَ اور سِتُّوْنَ اور سَبْعُوْنَ اور ثَمَانُوْنَ اور تِسْعُوْنَ کا نون مشابہ بنون جمع مذکر سالم ہے اور جاننا چاہیئے کہ عِشْرُوْنَ جمع عَشَرَةٌ کی نہیں ہے۔ اسی طرح ثَلٰثُوْنَ جمع ثَلٰثَةٌ کی نہیں ہے اور اَرْبَعُوْنَ جمع اَرْبَعَةٌ کی نہیں ہے اور خَمْسُوْنَ جمع خَمْسَةٌ کی نہیں ہے اور سِتُّوْنَ جمع سِتَّةٌ کی نہیں ہے اور سَبْعُوْنَ جمع سَبْعَةٌ کی نہیں ہے اور ثَمَانُوْنَ جمع ثَمَانِيَةٌ کی نہیں ہے اور تِسْعُوْنَ جمع تِسْعَةٌ کی نہیں ہے۔ اس لئے کہ مثلاً عِشْرُوْنَ کو اگر جمع عَشَرَةٌ کی لیا جائے تو عِشْرُوْنَ کا اطلاق (٣٠) پر آئے گا کیونکہ جمع کا کمتر درجہ تین ہے اور تین عشرہ تیس (٣٠) ہوتے ہیں ١/١٠، ٢/١٠، ٣/١٠۔ اسی طرح دہائیوں کے دیگر اسماء اعداد کو سمجھ لو۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقۃً کسی کی جمع نہیں لیکن چونکہ یہ صورت اور اعراب میں جمع مذکر سالم کے مشابہ ہیں لہٰذا مشابہ بجمع ہوئے اور ان کا نون بھی مشابہ بنون جمع ہوگا۔

قولہ عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (میرے پاس بیس درہم […])

اس مثال میں عِشْرُوْنَ اسم تام ہے تامی اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ ہے اور دِرْهَمًا تمیز ہے۔

قولہ تا تِسْعُوْنَ یعنی عِشْرُوْنَ سے لے کر تِسْعُوْنَ تک دہائیوں کے جتنے عقود ہیں سب میں تامی اسم مشابہ نون جمع کے ساتھ ہے۔

قولہ عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا (میرے پاس اس برتن کی پُری از روئے شہد ہے) اس مثال میں مِلْؤُهٗ اسم تام ہے تامی اسم اضافت کے ساتھ ہے مِلْءُ مضاف ہے اور ہٗ ضمیر مضاف الیہ اور عَسَلًا تمیز ہے جس کو مِلْؤُهٗ اسم تام نے نصب دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ تمیز کو نصب کبھی فعل دیتا ہے جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اور کبھی اس کو نصب اسم تام دیتا ہے جیسے عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا اور قَفِيْزَانِ بُرًّا۔

قولہ وكَذَا نیز الخ یعنی كَمْ استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور كذا خبریہ بھی اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے جاننا چاہیئے کہ كذا صرف خبریہ آتا ہے اور چونکہ كذا بھی كَمْ استفہامیہ کی طرح اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے لہٰذا ان دونوں کے عمل کو اکٹھا بیان کر دیا گیا اور ان کی مثالوں کو بھی ایک جگہ ذکر کر دیا۔

قولہ كَمْ رَجُلًا الخ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں)

ترکیب كَمْ ممیز رَجُلًا تمیز ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا ہوا عِنْدَكَ مرکب اضافی ظرف جو متعلق ہے ثَابِتٌ مقدر کے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر

كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ وَكَمْ دَارٍ بَنَيْتُ وگاہی مِنْ جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ كَمْ مِنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ **قسم دوم** در عوامل معنوی **بدانکہ** عوامل معنوی بر دو قسم ست اوّل ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را برفع کند چوں زَيْدٌ قَائِمٌ و ایں جا گویند کہ زَيْدٌ مبتدا است مرفوع با بتدا و قَائِمٌ خبر مبتدا است مرفوع با بتدا و ایں جا دو مذہب دیگر است یکے آں کہ ابتدا عامل است

این مذہب بصریان است ۱۲ — یعنی غیر بصریین ۱۲

سے مل کر جملہ استفہامیہ انشائیہ ہوا۔

**قولہ** عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

**ترکیب** عِنْدِيْ مرکب اضافی ظرف متعلق ثَابِتٌ جو کہ مقدر ہے ثَابِتٌ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی كَذَا ممیز اپنی تمیز دِرْهَمًا سے مل کر مبتداء، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ (میں نے بہت سا مال خرچ کیا)

**ترکیب** كَمْ مضاف ممیز مَالٍ مضاف الیہ تمیز مضاف ممیز اپنے مضاف الیہ تمیز سے مل کر مفعول بہ مقدم ہوا اَنْفَقْتُ فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** وَكَمْ دَارٍ الخ (میں نے بہت سے گھر بنائے)

**ترکیب** مثل سابق ہے۔

**قولہ** وگاہے مِنْ جار الخ کافیہ میں ہے کہ مِنْ زائدہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں کی تمیز کے اوّل میں آتا ہے اور شارح رضیؒ نے کہا ہے کہ میں نے اطلاع نہیں پائی کہ کم استفہامیہ کی تمیز پر مِنْ آتا ہو اور نہ کسی کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ البتہ علامہ زمخشریؒ نے کہا ہے کہ آیت سَلْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ میں کم استفہامیہ اور خبریہ ہو سکتا ہے (استفہامیہ کا ترجمہ) اے محمدؐ! بنی اسرائیل سے دریافت کیجئے کہ ہم نے ان کو کس قدر روشن نشانیاں دی ہیں (خبریہ کا ترجمہ) اے محمدؐ! آپ بنی اسرائیل سے دریافت کر دیکھئے (اس کے بعد خبر کے طور پر فرماتا ہے کہ) ہم نے ان کو کتنی ہی روشن نشانیاں دی ہیں۔

**قولہ** كَمْ مِنْ مَّلَكٍ الخ (آسمان میں کتنے ہی فرشتے ہیں) اس میں مَلَكٍ تمیز پر مِنْ جارہ داخل ہے۔

**سوالات** ان مثالوں میں یہ بتاؤ کہ اسم تام کون سا ہے اور تامی اسم کس شئے سے ہے اور کم استفہامیہ اور خبریہ کو معین کرو اور ہر مثال کی ترکیب اور ترجمہ کرو۔

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا۔ كَمْ مُصَلٍّ عن صلوٰتِہٖ غَافِلٌ۔ رَاَيْتُ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا۔ كَمْ يَوْمًا صُمْتَ۔ عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا۔ عِنْدِيْ كَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا۔ كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا۔ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ عِنْدِيْ مِلْؤُهٗ لَبَنًا۔ كَمْ رَكْعَةً صَلَّيْتَ۔ كَمْ رَجُلٍ جَاءَ۔ عِنْدِيْ رِطْلَانِ زَيْتًا۔ لَيْسَ عِنْدِيْ قَدْرُ جُفْنَةٍ حِنْطَةً۔

**قولہ** عوامل معنوی الخ عوامل معنوی وہ ہے جو عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہو اور عامل معنوی دو قسم پر ہے اوّل وہ جو مبتدا اور خبر میں عامل ہو اور وہ ابتدا ہے یعنی اسم کا عوامل لفظی سے خالی ہونا پس ابتدا بایں معنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دیتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کہ اس میں زَيْدٌ مبتدا اور قَائِمٌ خبر دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے یعنی انکا عامل لفظی سے خالی ہونا ہی انکا عامل رافع ہے ورنہ اگر ان پر عامل لفظی داخل ہو تو اسوقت عمل اس عامل کی طرف منسوب ہوگا جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا میں زَيْدٌ کو رفع اور قَائِمًا کو نصب كَانَ عامل لفظی کی وجہ سے ہے اور یہ مذہب یعنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے نحاۃ بصرہ کا ہے اور اس مذہب پر دونوں کا عامل معنوی

دربتدا و بتدا در خبر دیگر آنکہ یکے از بتدا و خبر عامل ست در دیگر دوم خُلوِّ فعلِ مضارع از ناصب وجازم فعل مضارع را برفع کند چوں یَضرِبُ زَیدٌ اینجا یَضرِبُ مرفوعست زیراکہ خالی ست از ناصب وجازم تمام شد عوامل نحو بِتَوفِیقِ اللّٰہِ تَعالٰی وَعَونِہٖ۔

# خاتمہ

## درفوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجبست وآں سہ فصل ست

## فصلِ اوّل درتوابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق

ہوگا۔

**قولہ واین جا دو مذہب دیگر ست** الخ اوراس جگہ یعنی بتدا اورخبر کے رفع کے بارے میں دو مذہب اور ہیں ایک تو یہ کہ مبتدا میں ابتدا عامل ہے (یعنی اس کا عامل لفظی سے خالی ہونا) اور خبر میں عامل مبتدا ہے نہ کہ ابتدا پس زَیدٌ قَائِمٌ میں زَیدٌ میں عامل ابتدا ہے اور قَائِمٌ خبر میں عامل زَیدٌ ہے جو مبتدا ہے اوراس مذہب پر مبتدا کا عامل معنوی ہوگا اور خبر کا عامل لفظی ہوگا۔ اور ایک مذہب یہ ہے کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے یعنی مبتدا خبر میں عامل ہے اور خبر مبتدا میں پس زَیدٌ قَائِمٌ میں زَیدٌ مبتدا قَائِمٌ خبر میں عامل ہے اور قَائِمٌ خبر زَیدٌ مبتدا میں، اوراس مذہب پر مبتدا اور خبر دونوں کا عامل لفظی ہوگا **دوم** وہ جو فعل مضارع میں عامل رافع ہو اور وہ فعل مضارع کا نصب اور جزم دینے والے عامل سے خالی ہونا ہے۔ پس فعل مضارع کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے یَضرِبُ زَیدٌ میں (زید مارتا ہے) یَضرِبُ مضارع مرفوع ہے اس لیئے کہ وہ عامل ناصب اور جازم سے خالی ہے۔ ورنہ اگر کوئی عامل لفظی اس پر داخل ہو تو وہ یا تو اس کو نصب دے گا جیسے لَن یَّضرِبَ زَیدٌ میں لَن عامل لفظی ناصب ہے جس نے یَضرِبَ کو نصب دیا یا جزم دے گا جیسے لَم یَضرِب زَیدٌ میں لَم عامل لفظی ہے جس نے یَضرِب کو جزم دیا۔

**سوالات** ان مثالوں میں عامل معنوی بتاؤ اور ہر ایک کا ترجمہ اور ترکیب کرو۔

زَیدٌ ضَارِبٌ۔ ھُوَ قَائِمٌ۔ ھٰذَا رَجُلٌ۔ اَللّٰہُ یَعلَمُ وَ اَنتُم لَا تَعلَمُونَ۔ ھٰذَا ذِکرٌ مُّبَارَکٌ۔ لَا تُغنِی شَفَاعَتُھُم۔

**قولہ درتوابع** یہ تَابِعٌ کی جمع ہے جو وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کر لیا گیا ہے۔ یعنی اب یہ اسم کی ایک نوع کا نام ہوگیا ہے۔

**قولہ تابع لفظی است** الخ تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ کے لحاظ سے دوسرا ہو اور پہلے لفظ کے اعراب کے ساتھ ہو۔ (یعنی جو اعراب پہلے لفظ پر ہے وہ ہی اس پر ہو) اوران دونوں کا اعراب ایک جہت سے ہو یعنی رفع نصب اور جر میں سے جو اعراب پہلے لفظ یعنی متبوع پر ہے وہ ہی اعراب تابع پر ہو اور پھر ان دونوں کا اعراب ایک جہت سے ہو یعنی دونوں کے اعراب کی علت اور سبب ایک ہو مثلاً اگر متبوع کا رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے تو تابع پر بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہو نہ کسی اور وجہ سے۔ اسی طرح تابع کا نصب و جر بھی اسی وجہ سے ہو جس وجہ سے کہ متبوع کو نصب و جر ہے۔ پس تابع کا نصب و جر متبوع کی تبعیت میں ہوگا جیسے جَاءَنِی زَیدٌ عَالِمٌ

از یک جہت ولفظ سابق را متبوع گویند وحکم تابع آن ست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد وتابع پنج نوع ست اوّل صفت واو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جاءَنِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ مَا اَبُوْہٗ مثلاً قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف وتنکیر وتذکیر وتانیث

(میرے پاس ایک عالم مرد آیا) اس میں عَالِمٌ تابع (صفت) ہے جو پہلے لفظ یعنی رَجُلٌ متبوع (موصوف) کے لحاظ سے دوسرے مرتبہ میں ہے اور جو اعراب رَجُلٌ پر ہے وہ ہی اس پر ہے یعنی رفع اس پر بھی ہے اور پھر یہ رفع دونوں پر ایک جہت سے ہے اس لئے کہ رَجُلٌ پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح عَالِمٌ پر بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے۔

**قولہ** از یک جہت الخ یہ احتراز ہے ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا سے کیونکہ مَشْدُوْدًا کا اعراب اگرچہ اسم سابق زَیْدًا کے موافق ہے مگر ایک جہت سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ زَیْدًا کا نصب مفعول ہونے کی حیثیت سے ہے اور مَشْدُوْدًا کا نصب حال ہونے کی حیثیت سے ہے۔

**قولہ** لفظ سابق را متبوع الخ اسم مفعول ہے بمعنی (پیروی کیا ہوا) کیونکہ اعراب میں اس کی پیروی اور تابعداری کیجاتی ہے۔ لہٰذا اس کا نام متبوع رکھا گیا اور تابع بمعنی (پیروی کرنے والا) کیونکہ یہ اعراب میں اپنے ماقبل متبوع کی پیروی اور تابعداری کرتا ہے لہٰذا اس کا نام تابع رکھا گیا۔

**قولہ** صفت واو تابعیست الخ صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ مل کر اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع یا متعلق متبوع میں ہیں جیسے جاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس عالم مرد آیا) اس میں عَالِمٌ تابع صفت نے معنی علم پر دلالت کی جو اس کے متبوع موصوف رَجُلٌ میں ہے۔

**ترکیب** جَاءَ فعل ماضی نَ وقایہ کا یِ متکلم مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں لفظ عَالِمٌ تابع صفت ہے۔ اور اس کو صفت بحال موصوف کہتے ہیں کیونکہ یہ صفت صرف موصوف کی حالت بیان کرتی ہے۔

**قولہ** جاءَنِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا غلام حسین ہے) جَاءَ فعل نَ وقایہ کا یِ متکلم مفعول بہ رَجُلٌ موصوف حَسَنٌ صفت مشبہ غُلَامُہٗ مرکب اضافی فاعل حَسَنٌ کا حَسَنٌ اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی رَجُلٌ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اس مثال میں حَسَنٌ تابع صفت نے معنی حَسَنٌ پر جو رَجُلٌ متبوع موصوف کے متعلق یعنی غلام میں ہیں دلالت کی اس لئے کہ صفت حَسَنٌ غلام کی ذات میں قائم ہے نہ کہ رَجُلٌ کی ذات میں اور اس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں۔ تعریف میں اپنے متبوع کے ساتھ مل کر کی۔ قید اسواسطے ہے کہ صفت تنہا بغیر متبوع کے مطلق معنی وصفی پر دلالت کرتی ہے نہ کہ اپنی متبوع کے معنی پر۔

**قولہ** قسم اوّل در دہ چیز الخ یعنی وہ صفت جو معنی متبوع پر دلالت کرتی ہے اور جس کو صفت بحال موصوف کہتے ہیں۔ اپنے متبوع موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں موافق ہوگی۔ ان دس کی فہرست مصنفؒ نے خود لکھی ہے اور ہر ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جائیں گی اسطرح سے کہ مثلاً ایک چیز تعریف اور تنکیر میں سے تعریف یا تنکیر

وافراد وتثنیہ وجمع ورفع ونصب وجر چوں عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ ورَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَاِمْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ وَاِمْرَاَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَۃٌ عَالِمَاتٌ اَمّا قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف وتنکیر ورفع ونصب وجر چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ بدانکہ نکرہ راجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ ودر جملہ ضمیری عائد بمنکرہ لازم باشد

نہ انشائیہ چہ خبریہ در حکم نکرہ است بسبب شیوع حکم ۱۲

ہوگی اور تذکیر وتانیث میں سے تذکیر یا تانیث ہوگی، اور افراد وتثنیہ وجمع میں سے افراد ہوگا یا تثنیہ یا جمع اور رفع ونصب وجر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایک عالم مرد ہے) اس ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جارہی ہیں۔ تنکیر[۱] اور تذکیر[۲] اور افراد[۳] اور رفع[۴] اسی طرح عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ میں چار چیزیں تنکیر اور تذکیر اور تثنیہ اور رفع پائی جارہی ہیں اور چوتھی مثال میں تنکیر اور تانیث اور افراد اور رفع ہیں اور پانچویں مثال میں تنکیر اور تانیث اور تثنیہ اور رفع ہے جو الف کے ساتھ ہے اور چھٹی مثال میں تنکیر اور تانیث اور جمع اور رفع ہیں اور نِسْوَۃٌ جمع ہے اِمْرَاَۃٌ کی۔

**قولہ** قسم دوم موافق متبوع الخ یعنی وہ صفت جو معنی متعلق متبوع پر دلالت کرتی ہے اور جس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں۔ اپنے متبوع موصوف کے ساتھ پانچ چیزوں میں جن کو مصنفؒ نے بتلائی ہیں موافق ہوگی اور ہر ترکیب میں ان پانچ چیزوں سے صرف دو چیزیں پائی جائیں گی۔ تعریف وتنکیر میں سے تعریف ہوگی یا تنکیر اور رفع ونصب وجر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر اور باقی پانچ چیزوں میں اپنے فاعل کا لحاظ رکھے گی اور صفت مانند فعل کے ہوگی جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ (اس مثال میں عَالِمٌ بجائے عَلِمَ ہے اور اَبُوْہُ فاعل اور

فاعل تثنیہ ہو تو فعل مفرد ہوا کرتا ہے لہٰذا عَالِمٌ بھی جو بجائے فعل ہے مفرد رہے گا اور جَاءَنِیْ رَجُلٌ مُرْتَفِعَۃٌ دَارُہٗ اور مُرْتَفِعٌ دَارُہٗ دونوں طرح صحیح ہے چونکہ دَارٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اور فعل اس صورت میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح آتا ہے لہٰذا مُرْتَفِعٌ جو بجائے اِرْتَفَعَ فعل ہے دونوں طرح آئے گا اور جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمَۃٌ اُمُّہٗ میں اُمٌّ چونکہ مؤنث حقیقی ہے اور اس صورت میں فعل مؤنث آتا ہے لہٰذا عَالِمَۃٌ جو بجائے عَلِمَتْ ہے مؤنث آئے گا۔

**قولہ** جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے۔ **ترکیب** جَاءَ فعل ماضی نؔ وقایہ کا یؔ متکلم مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ اَبُوْہُ شبہ جملہ ہوکر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں رَجُلٌ تبوع موصوف ہے عَالِمٌ اور اَبُوْہُ شبہ جملہ ہوکر تابع صفت ہے اور محلًّا مرفوع اور اس ترکیب میں دو چیزیں اور رفع پایا جارہا ہے اور جملہ خبریہ نکرہ کے حکم پر ہے۔

**قولہ** نکرہ راجملہ خبریہ الخ یعنی جملہ خبریہ نکرہ کی صفت ہو سکتی ہے اس لئے کہ جملہ خبریہ اپنے حکم کے شیوع کی وجہ سے حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے نہ کہ جملہ انشائیہ لیکن اس وقت جملہ خبریہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹتی ہے تاکہ وہ موصوف کے ساتھ ربط پیدا کردے اور جملہ اپنے موصوف سے اجنبی نہ رہے جیسے جَاءَنِیْ

دوم تاکید واو تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند
وتاکید بر دو قسم است لفظی ومعنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وضَرَبَ
ضَرَبَ زَیْدٌ واِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وتاکید معنوی بہشت لفظ است نَفْسٌ وَعَیْنٌ

رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے ترکیب رَجُلٌ موصوف اَبُوْہُ مرکب اضافی مبتدا عَالِمٌ خبر مبتدا، اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا جاءَ کا جاءَ فعل اپنے فاعل اور ی متکلم مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں اَبُوْہُ عَالِمٌ جملہ خبریہ رَجُلٌ نکرہ کی صفت ہے، اور اس جملہ میں ضمیر ہ ہے جو رَجُلٌ موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے جس سے ربط پیدا ہو رہا ہے۔

**قولہ تاکید واو تابعیست الخ** یعنی تاکید وہ تابع ہے جو سامع کے نزدیک متبوع کے حال کو ثابت اور پختہ کر دے یا تو متبوع کے منسوب الیہ ہونے میں تاکہ سامع کے نزدیک یہ امر ثابت ہو جائے کہ منسوب الیہ اس نسبت میں متبوع ہے نہ کوئی اور یا کہ متبوع کے اپنے افراد کو شامل ہونے میں تاکہ سامع کو معلوم ہو جائے کہ مراد تمام افراد متبوع ہیں نہ بعض تاکہ سامع کو کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔ نسبت کی مثال جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ بس اگر صرف زَیْدٌ قَائِمٌ کہا جاتا تو شاید سامع یہ خیال کرتا کہ متکلم نے قیام کی نسبت زید مسند الیہ کی طرف غلط کر دی ہے اور قَائِمٌ کوئی اور ہو۔ پس زید کو مکرر لانے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ شمول کی مثال جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ (میرے پاس قوم آئی سب کی سب) لفظ قوم اگرچہ تمام افراد کو شامل ہے مگر بسا اوقات اکثر افراد پر قوم کا لفظ بول دیتے ہیں۔ پس کُلُّهُمْ کے لانے سے یہ معلوم ہو گیا کہ قوم کے تمام افراد مراد ہیں۔

**قولہ بتکرار لفظ است** یعنی تاکید لفظی لفظ کے مکرر لانے سے ہوتی ہے خواہ وہ اسم ہو یا فعل یا حرف یا جملہ مرکب تقییدی پس جس چیز کی تاکید کرنی مقصود ہو اسے مکرر لانے سے تاکید لفظی ہو جاتی ہے۔ لفظی بمعنی لفظ والا یہ لفظ کی طرف منسوب ہے۔ چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کو لفظی کہتے ہیں۔

**قولہ زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ** تکرار اسم مسند الیہ کی مثال ہے۔

**قولہ ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ** تکرار فعل مسند کی مثال ہے۔

**قولہ اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ** تکرار حرف کی مثال ہے۔

**قولہ تاکید معنوی،** تاکید معنوی تکرار لفظ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے آٹھ الفاظ ہیں جن کو لانے سے تاکید معنوی ہو جاتی ہے معنوی بمعنی (معنی والا) یہ معنی کی طرف منسوب ہے۔ چونکہ یہ لفظ کے معنی کے ملاحظہ سے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو معنوی کہتے ہیں۔

**قولہ نَفْسٌ وَعَیْنٌ** یہ واحد اور تثنیہ اور جمع تینوں کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو ضمیر ہوگی اس کی مطابقت مرجع کے ساتھ ضروری ہے اور خود ان کے صیغہ کی مطابقت متبوع مؤکد کے ساتھ صرف واحد اور جمع میں ہے اور تثنیہ کے لئے جمع کا صیغہ آتا ہے نَفْسٌ کی جمع اَنْفُسٌ اور عَیْنٌ کی جمع اَعْیُنٌ بمعنی (ذات) ان دونوں سے تاکید اس وقت لاتے ہیں جب کہ متکلم یہ خیال کرے کہ سامع نسبت میں مجاز یا سہو وغیرہ کا خیال کرے گا جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ (آیا میرے پاس زید نفس اس زید کا۔ یعنی میرے پاس زید بذات خود آیا۔ ترکیب جاءَ فعل ن وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زَیْدٌ مؤکد نَفْسُ مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید ہوئی۔ مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ

**وَكِلَا وَكِلْتَا وَكُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ چوں جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَجَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا وَجَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ رابریں قیاس کن وَجَاءَنِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا وكِلَا وكِلْتَا خاصند بمثنیٰ وَجَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ وَاَكْتَعُوْنَ وَاَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ**

تجزیہ یہ ہوا جَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (آئے میرے پاس وہ دو زید نفس ان دونوں کے، یعنی وہ دو زید بذاتِ خود میرے پاس آئے) جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ وَجَاءَتْنِيْ امْرَاَةٌ نَفْسُهَا وَجَاءَتْنِيْ اِمْرَاَتَانِ اَنْفُسُهُمَا وَجَاءَتْنِي النِّسَاءُ اَنْفُسُهُنَّ اسی طرح جَاءَنِيْ زَيْدٌ عَيْنُهٗ (آیا میرے پاس زید ذات اس کی یعنی وہ زید بذاتِ خود میرے پاس آیا) وَجَاءَنِي الزَّيْدَانِ اَعْيُنُهُمَا وَجَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ اَعْيُنُهُمْ۔

**قولہ کِلَا وَکِلْتَا** یہ دونوں خاص تثنیہ کے لئے آتے ہیں پہلا تثنیہ مذکر کے لئے بمعنی (دو مرد) اور دوسرا تثنیہ مؤنث کے لئے بمعنی (دو عورتیں) جیسے جَاءَنِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا۔

**قولہ کُلٌّ** یہ واحد اور جمع کے واسطے آتا ہے۔ اس کے صیغہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ البتہ اس کے ساتھ جو ضمیر اس کا مضاف الیہ ہوگی وہ اپنے مرجع کے اعتبار سے بدلتی رہے گی اگر مرجع مفرد مذکر ہے تو ضمیر بھی مفرد مذکر کی ہوگی اور اگر مرجع مفرد مؤنث ہے تو ضمیر بھی مفرد مؤنث کی ہوگی عَلٰی هٰذَا الْقِيَاسِ جیسے قَرَاْتُ الْكِتَابَ كُلَّهٗ (میں نے تمام کتاب کو پڑھا) وَقَرَاْتُ الصَّحِيْفَةَ كُلَّهَا (میں نے تمام صحیفہ کو پڑھا) وَاشْتَرَيْتُ الْعَبِيْدَ كُلَّهُمْ (میں نے تمام غلاموں کو خریدا) وَطَلَّقْتُ النِّسَاءَ كُلَّهُنَّ (میں نے تمام عورتوں کو طلاق دے دی) ان مثالوں میں کُلّ مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ یعنی ضمیر اپنے مرجع کے اعتبار سے بدل رہی ہے۔

**اَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ** الخ یہ بھی واحد اور جمع کے لئے آتے ہیں لیکن ان میں صرف صیغہ کا اختلاف ہوتا ہے پس اَجْمَعُ اور اَكْتَعُ اور اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ واحد مذکر کے لئے ہیں اور سب بمعنی "تمام" ہیں اور جَمْعَاءُ اور كَتْعَاءُ اور بَتْعَاءُ اور بَصْعَاءُ واحد مؤنث کیلئے اور اَجْمَعُوْنَ اور اَكْتَعُوْنَ اور اَبْتَعُوْنَ اور اَبْصَعُوْنَ جمع مذکر کے لئے اور جُمَعُ اور كُتَعُ اور بُتَعُ اور بُصَعُ جمع مؤنث جیسے اِشْتَرَيْتُ الْغُلَامَ اَجْمَعَ وَاَكْتَعَ وَاَبْتَعَ وَاَبْصَعَ (میں نے پورے غلام کو خریدا) اَجْمَعُ وغیرہ کے ذریعہ۔ تاکید لانے سے سامع کا یہ وہم دور ہو گیا کہ ممکن ہے نصف غلام خریدا ہو اور جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ اَجْمَعُوْنَ وَاَكْتَعُوْنَ وَاَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ (میرے پاس تمام قوم آئی) اِشْتَرَيْتُ الْجَارِيَةَ جَمْعَاءَ كَتْعَاءَ بَتْعَاءَ بَصْعَاءَ، وَجَاءَ النِّسْوَةُ جُمَعُ وَكُتَعُ وَبُتَعُ وَبُصَعُ یاد رکھنا چاہیئے کہ کُلٌّ اور اَجْمَعُ اور اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ سے اس چیز کی تاکید کی جاتی ہے جس کے ایسے اجزاء ہوں جن کو یا تو از روئے حس ایک دوسرے سے جُدا کر سکتے ہیں جیسے اَكْرَمْتُ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ (میں نے تمام افرادِ قوم کا اکرام کیا) اس میں قوم کے اجزاء حِسًّا جُدا ہو سکتے ہیں یا حکمًا ان کو جُدا کر سکتے ہیں جیسے اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ میں عبد ہے کہ اس کے اجزاء اگرچہ حِسًّا جدا نہیں ہو سکتے لیکن حکمًا جدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ غلام کے خریدنے میں اجزاء ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ نصف غلام کو ایک شخص خریدے اور باقی نصف کو دوسرا شخص خریدے

**بدانکہ اَکْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ اتباع اند بہ اَجْمَعُ پس بدوں اَجْمَعُ ومقدم بر اَجْمَعُ نباشد سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد وبدل بر چہار قسم ست بدل الکل [1] وبدل الاشتمال [2] وبدل الغلط [3] وبدل البعض [4] بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مُبْدَلُ منہ باشد چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْكَ وبدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُهٗ**

اور جَاءَنِیْ زَیْدٌ کُلُّهٗ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ زید کے اجزا آنے کے حکم میں نہ توحِسًّا جدا ہو سکتے ہیں اور نہ حکمًا۔

**قولہ بدانکہ اَکْتَعُ** یعنی یہ تینوں کلمات اَجْمَعُ کے تابع ہیں اس لئے کہ اَجْمَعُ ان تینوں سے معنی مقصود پر (جمعیت ہے) زیادہ دلالت کرنے والا ہے لہٰذا یہ اَجْمَعُ کے بغیر نہیں آتے ہیں اور اگر اَجْمَعُ کے ساتھ ذکر کیئے جائیں تو اس پر مقدم نہیں ہوتے۔

**بدل واو تابعیست الخ** بدل وہ تابع ہے جو مقصود نسبت سے وہ ہی ہو اور متبوع (مبدل منہ) کا ذکر تابع (بدل) کی طرف نسبت کے واسطے محض توطیۃً اور تمہید ہوتا ہے۔ اس تابع بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں اور مبدل باب افعال سے اسم مفعول ہے مصنفؒ کے قول مقصود بہ نسبت او باشد سے صفت اور تاکید اور عطف بیان خارج ہو گئے اس لئے کہ نسبت سے مقصود یہ نہیں ہوتے بلکہ مقصود متبوع ہوتا ہے اور عطف بحرف بھی خارج ہو گیا اس لئے کہ اس میں نسبت سے مقصود متبوع اور تابع دونوں ہوتے ہیں۔

**قولہ بدل الکل آنست الخ** بدل الکل وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو یعنی بدل اور مبدل منہ کا مدلول اور مصداق ایک ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْكَ (آیا میرے پاس زید بھائی تیرا) اس مثال میں مجیئت کی مثال سے مقصود صرف اَخُوْكَ ہے اور زید کا ذکر صرف اَخُوْكَ کی طرف مجیئت کی نسبت کے لیئے توطیۃً اور تمہیدًا ہے اور جس چیز پر زید صادق آتا ہے اسی پر اَخُ صادق آتا ہے بدل الکل مرکب اضافی ہے اس میں اضافت بیانیہ ہے اور الکل کا الف لام مضاف الیہ کے عِوض میں ہے۔ تقدیرِ عبارت اس طرح ہوگی بَدَلٌ هُوَ كُلُّ الْمُبْدَلِ مِنْهُ یعنی بدل جو مبدل منہ کا کل ہے چونکہ اس میں بدل تمام اس چیز پر صادق آتا ہے جس پر مبدل منہ صادق آتا ہے۔ لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

**ترکیب** جَاءَ فعل نَ وقایہ کا یِ متکلم مفعول بہ زَیْدٌ مبدل منہ اَخُوْكَ مرکب اضافی بدل الکل مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ بدل البعض آنست الخ** بدل البعض وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا جزو ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُهٗ (مارا گیا زید سر اس کا یعنی زید کا سر مارا گیا) اس میں رَاْسُ بدل البعض ہے جو زید مبدل منہ کے بدن کے اجزا میں سے ایک جزو ہے اور اس میں ضرب کی نسبت سے مقصود رَاْسُهٗ ہے اور زید کا ذکر محض توطیۃً اور تمہیدًا ہے اور بدل البعض بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں بھی اضافت بیانیہ ہے۔ اور الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے یعنی بَدَلٌ هُوَ الْمُبْدَلُ مِنْهُ (بدل جو مبدل منہ کا بعض ہے) چونکہ اس میں بدل کا مدلول مبدل منہ کا بعض ہوتا ہے اس لیئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

**ترکیب** ضُرِبَ فعل ماضی مجہول زَیْدٌ مبدل منہ

وبدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ وبدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظی دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ چہارم عطف بحرف وَاؤ تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو

رَأْسُہٗ مرکب اضافی بدل البعض مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر نائب فاعل ہوا۔ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ بدل الاشتمال آنست الخ بدل الاشتمال وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ سے تعلق اور علاقہ رکھنے والا ہو لیکن یہ تعلق اور علاقہ بدل کے مبدل منہ کے کُل یا جُز ہونے کے علاوہ ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ (چھینا گیا زید اس کا کپڑا، یعنی زید کے کپڑے چھینے گئے) اس مثال میں ثَوْبُہٗ بدل الاشتمال ہے جو زَیْدٌ مبدل منہ سے تعلق اور علاقہ رکھتا ہے لیکن یہ تعلق اور علاقہ ہے مبدل منہ کا کل یا جز ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اس لیئے کہ ثَوْب نہ تو زید کا کل ہے اور نہ اس کا جز ہے اور بدل الاشتمال مرکب اضافی ہے اور اسمیں اضافت مسبب کی سبب کی طرف ہے یعنی (بدل جس کے لانے کا سبب ایک کا دوسرے پر مشتمل ہونا ہے) بدل کے مبدل منہ پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ اور مبدل منہ کے بدل پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (وہ آپ سے سوال کرتے ہیں ماہِ حرام سے اس میں جنگ کرنے سے) اس میں قِتَالٍ فِیْہِ بدل ہے اور اَلشَّہْرِ الْحَرَامِ مبدل منہ لیکن اس میں شہرِ حرام مبدل منہ قِتَالٍ بدل پر مشتمل اور اس کا ظرف ہے اس لیئے کہ قتال اس میں واقع ہے۔

قولہ بدل الغلط آنست الخ بدل الغلط وہ ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے الفاظ سے یاد کریں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ (میں ایک مرد کے پاس سے گزرا، انہیں، گدھے کے پاس سے) اس مثال میں حِمَارٍ بدل الغلط ہے متکلم بِحِمَارٍ کہنا چاہیئے تھا) لیکن سبقت لسانی سے بِرَجُلٍ نکل گیا لیکن فوراً خیال آنے کے بعد اس غلطی کے تدارک کے لیئے اس نے حِمَارٍ بدل کو ذکر کیا اور بدل الغلط بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں اضافت مسبب کی سبب کی طرف ہے یعنی (بدل جس کا سبب غلطی متکلم ہے) چونکہ اس کے ذکر کا سبب غلطی متکلم ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

قولہ عطف بحرف واؤ تابعیست الخ عطف بحرف یعنی معطوف بحرف وہ تابع ہے جو حرفِ عطف کے بعد آوے اور نسبت میں اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو یعنی مقصود نسبت سے تابع اور متبوع دونوں ہوں۔ حرف عطف سے پہلے متبوع ہوتا ہے اس کو معطوف علیہ کہتے ہیں یعنی (اس پر عطف کیا گیا) جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمرو آئے) اس مثال میں عَمْرٌو کا عطف زَیْدٌ پر ہے۔ پس عَمْرٌو تابع معطوف ہے جو واؤ حرف عطف کے بعد ہے اور زَیْدٌ متبوع معطوف علیہ ہے پس مجیئت یعنی (آنا) کی نسبت سے جیسا کہ عَمْرٌو مقصود ہے اسی طرح زید بھی۔ یعنی زید اور عمرو دونوں کا آنا مقصود ہے۔ مصنفؒ کے قول مقصود باشد بہ نسبت سے صفت تاکید اور عطف بیان خارج ہو گئے اس لیئے کہ یہ خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ مقصود ان کے متبوع ہوتے ہیں اور مصنفؒ کے قول با متبوعش سے بدل خارج ہو گیا۔ اس لیئے کہ اس میں مقصود صرف بدل ہوتا ہے اور اس کا متبوع یعنی مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا۔

وحروف عطف ده است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ واو را عطف نسق نیز گویند پنجم عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند اُقْسِمُ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وجَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو

ترکیب جَاءَ فعل ماضی ن وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زَیْدٌ معطوف علیہ واو حرف عطف عَمْرٌو معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**قولہ** حروف عطف، عطف لغت میں بمعنی (مائل کرنا) چونکہ حرف عطف اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم کی طرف مائل کرتا ہے۔ لہٰذا ان حروف کا یہ نام رکھا گیا اور اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ نسق کے لغوی معنی (ترتیب دینا) ہیں۔ چونکہ اس جگہ بعض مواضع میں معطوف بعد معطوف علیہ کے ترتیب سے آتا ہے لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو ثُمَّ بَکْرٌ (میرے پاس پہلے زید آیا پس اس کے بعد عمرو آیا پھر (اس کے بعد) بکر آیا)۔

**قولہ** عطف بیان واو تابعیست الخ عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو (یعنی اس معنی پر جو ذات متبوع میں ہوتے ہیں دلالت نہ کرے (جیسا کہ صفت دلالت کرتی ہے) اور اپنے متبوع کو واضح اور روشن کرے جیسے اُقْسِمُ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ (قسم کھائی اللہ کی ابوحفص عمر نے) اس مثال میں عُمَرُ عطف بیان اَبُوْحَفْصٍ کا ہے ابوحفص کنیت ہے حضرت عمرؓ کی اور عمر عطف بیان ابوحفص کا جب ہوگا جب کہ عَلَمْ یعنی عمر کنیت یعنی اَبُوْحَفْصٍ سے زیادہ مشہور ہو۔ اس لئے کہ جب عطف بیان سے مقصود اس کے متبوع کی وضاحت کرنا ہے تو اس کا متبوع سے زیادہ مشہور ہونا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ عمرؓ جو عطف بیان ہے ابوحفص کنیت سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ مصرع ایک اعرابی کا قول ہے جو حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا مکان دُور ہے

اور میری اونٹنی دبلی ہوگئی ہے اس کی پیٹھ زخمی ہے اور پیر میں اس کے سوراخ ہیں۔ آپ ایک اونٹنی دے دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں قسم کھا کر فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اور اس کو دینے سے انکار فرمادیا۔ پس اعرابی یہ سن کر چلا گیا اور اپنی اونٹنی کے پیچھے پتھریلی زمین پر چلتا ہوا یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

اُقْسِمُ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ
مَا مَسَّهَا مِنْ نَقَبٍ وَّلَا دَبَرٍ
اِغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ فَجَرْ

(ابوحفص عمرؓ نے قسم کھائی ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے پیر کو نہ سوراخ نے چھوا ہے اور نہ اس کی پیٹھ کو زخم نے، اے اللہ! اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو تُو بخش دے)۔ اتفاق سے حضرت عمرؓ وادی سے اتر رہے تھے تو آپؓ نے یہ سن کر فرمایا اے اللہ! اس اعرابی کو سچا کردے) کیونکہ اس اعرابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کو مشروط کیا تھا۔ اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی تو ان کی مغفرت فرما تو اگر اعرابی سچا ہوگا تو عمر کی قسم جھوٹی ہوگی۔ پس حضرت عمرؓ کی مغفرت ہو جائے گی اور اس کی اونٹنی کو دیکھا تو اعرابی کو سچا پایا اور اس کو اونٹ اور زادِ راہ وغیرہ دے کر رخصت فرمایا۔

**قولہ** جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو (آیا میرے پاس زید جو ابوعمرو ہے) اس مثال میں ابوعمرو عطف بیان زَیْدٌ کا ہے اور ابوعمرو عطف بیان زَیْدٌ کا جب ہوگا جب کہ کنیت یعنی ابوعمرو عَلَمْ یعنی زید سے زیادہ مشہور ہو پس کسی چیز کے عطف بیان ہونے کا دارومدار اس کے اپنے متبوع کی وضاحت کرنی ہے اور ظاہر ہے کہ متبوع کی وضاحت جب

وقتیکہ بکنیت مشہورتر باشد **فصل دوم** در بیان منصرف وغیر منصرف منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نباشد وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است عدل ووصف و تانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزن فعل والف ونون زائدتان چنانچہ در عُمَرُ عدلست وعلم ودر ثُلٰثُ ومَثْلَثَ صفت است وعدل ودر طَلْحَۃَ تانیث است وعلم ودر زَیْنَبُ تانیث معنوی است وعلم ودر حُبْلٰی تانیث است بالف مقصورہ ودر حَمْرَاءُ تانیث است بالف ممدودہ وایں مؤنث بجائے دو سبب ست ودر اِبْرَاهِیْمَ عجمہ ست وعلم ودر مَسَاجِدُ ومَصَابِیْحُ جمع منتہی الجموع بجائے دو سبب ودر بَعْلَبَكَّ ترکیب است وعلم ودر اَحْمَدُ وزن فعلست وعلم ودر سُکْرَانَ الف ونون زائدتان ست ووصف ودر عثمان الف ونون زائدتان ست وعلم وتحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود **فصل سوم** در حروف غیر عاملہ وشاں شانزدہ قسم ست

(مثال عدل تقدیری ۱۲ — یعنی علمیت ۱۲ — مثال عدل تحقیقی ۱۲ — نام مرد ست ۱۲ — ای بالف ممدودہ ومقصورہ ۱۲ — زن سرخ ۱۲ — ای غیر کلام عرب مہمل ۱۲ — جمع مسجد ۱۲ — جمع مصباح ۱۲)

ہی ہوگی جب کہ عطف بیان اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہو۔ مصنفؒ کے قول غیر صفت سے صفت خارج ہوگئی اور ان کے قول "متبوع را روشن گرداند" سے بدل اور عطف بحرف اور تاکید خارج ہوگئے۔ اس لئے کہ یہ اپنے متبوع کی وضاحت نہیں کرتے **ترکیب** جاءَ فعل ن وقایہ کا ی متکلم مفعول بہ زیدٌ معطوف علیہ مُبیّن اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا مصنفؒ دو مثالیں لائے ہیں جن میں سے پہلی مثال میں عَلَمْ عطف بیان ہے اور دوسری میں کنیت عطف بیان ہے اور دو مثالیں اس غرض سے لائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ عَلَمْ اور کنیت میں سے عطف بیان وہ ہی ہوگا جو ان میں سے زیادہ مشہور ہو۔

**سوالات** ان مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ اور تاکید اور بدل کی قسمیں اور صفت کی دونوں قسموں کو بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ صفت اور موصوف میں دس چیزوں میں سے کس کس چیز میں موافقت ہے اور ہر مثال کا ترجمہ کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ۔ اَخَذَ زَیْدٌ مَالَهٗ فِیْهِ اٰیَاتٌ بَیِّنٰتٌ۔ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ۔ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ صَالِحَةٌ۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَعَمْرٍو۔ جَاءَنِیْ بَکْرٌ اَبُوْ زَیْدٍ۔ جَاءَ جَاءَ زَیْدٌ۔ قَامَ بَکْرٌ عَیْنُهٗ۔ جَاءَنِیْ رَجُلٌ غُلَامٌ لَكَ۔ جَاءَ الْعَبِیْدُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ هٰذَانِ رَجُلَانِ عَالِمَانِ۔ رَاَیْتُ رَجُلًا مُصَلِّیًا۔ رَاَیْتُ رَجُلًا شَاعِرًا اَبُوْهُ۔ مَرَرْتُ بِامْرَاَةٍ عَالِمَةٍ اِبْنَتُهَا۔ ضَرَبْتُ زَیْدًا اَخَاكَ۔ جَاءَنِیْ رَجُلٌ غُلَامُ زَیْدٍ۔

**قولہ غیر منصرف** اس کا بیان ہم مفصل طور پر اعراب اسم متمکن کی بحث میں کر آئے ہیں۔

اول حروفِ تنبیہ و آں سہ است اَلَا وَ اَمَا وَ هَا دوم حروف ایجاب و آں شش ست نَعَمْ وَ بَلٰى وَ اَجَلْ وَ اِىْ وَ جَيْرِ وَ اِنَّ سوم حروف تفسیر و آں دو است اَىْ وَ اَنْ

لے نادینا بالمقتطا قولنا یا ابراہیم ۱۲ — بہمزہ مکسورہ ۱۲ — [illegible]

**سوالات** ان مثالوں میں منصرف کو اور غیر منصرف کو مع اس کے اسبابِ منع صرف کے بتاؤ۔

جَاءَ سُلَيْمَانُ - هٰذَا اَحْمَدُ - جَاءَنِيْ عُمَرُ - عَطْشَانُ - هٰذِهِ اِمْرَاَةٌ صَفْرَاءُ - رَاَيْتُ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ - جَاءَ غُلَامُ يُوْسُفَ - مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ - فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ - يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ -

**قولہ حروف تنبیہ الخ** تنبیہ بروزن تفعیل مصدر ہے۔ لغت میں بمعنی (آگاہ کرنا، بیدار کرنا اور کسی چیز پر واقفت کرانا) یہ ہمیشہ جملے کے شروع میں آتے ہیں (خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ) تاکہ مخاطب اس چیز سے جس کی متکلم کو خبر دے رہا ہے غافل نہ ہو اور اسی وجہ سے کہ یہ مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں ان کا نام حروفِ تنبیہ رکھا گیا جیسے اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (خبردار، تحقیق وہ ہی مفسد ہیں) اور اَمَا لَا تَفْعَلْ (خبردار، مت کر) اور هَا زَيْدٌ قَائِمٌ (خبردار! زید کھڑا ہے)۔

**قولہ حروف ایجاب** اضافت فارسی سے مرکب اضافی ہے اور ایجاب باب افعال کا مصدر ہے بمعنی (ثابت کرنا) چونکہ ان حروف میں معنی ایجاب و اثبات ہیں۔ لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا۔

**قولہ نَعَمْ** یہ کلام سابق کو ثابت کرنے کے لئے آتا ہے خواہ وہ انشاء ہو یا خبر مثبت ہو یا منفی جیسے اَجَاءَ زَيْدٌ (کیا زید آیا ہے) کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی (ہاں) یعنی ہاں زید آیا۔ اور جیسے اَمَا جَاءَ زَيْدٌ بمعنی کیا زید نہیں آیا ہے کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی (ہاں) یعنی ہاں زید نہیں آیا ہے اور جیسے قَامَ زَيْدٌ کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی (ہاں) یعنی (ہاں زید کھڑا ہے اور جیسے مَا قَامَ زَيْدٌ کے جواب میں نَعَمْ بمعنی (ہاں) زید نہیں کھڑا ہے۔

**قولہ بَلٰى** یہ کلام منفی کے ایجاب و اثبات کے لئے آتا ہے یعنی کلامِ سابق کی منفی کو توڑ کر اس کو مثبت بنا دیتا ہے خواہ وہ نفی بغیر استفہام ہو جیسے مَا قَامَ زَيْدٌ (زید نہیں کھڑا ہے کے جواب میں بَلٰى کہا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ بَلٰى قَامَ زَيْدٌ (ہاں زید کھڑا ہے) یا با استفہام ہو۔ جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے جواب میں بَلٰى کہا گیا (ہاں آپ ہمارے رب ہیں)

**قولہ اِىْ** بکسرہ ہمزہ و سکون یا، یہ کلام سابق کو ثابت کرنے کے لئے استفہام کے جواب میں قسم کے ساتھ آتا ہے جیسے اَجَاءَ زَيْدٌ (کیا زید آیا) کے جواب میں اِىْ وَاللّٰهِ (ہاں قسم اللہ کی زید آیا ہے)

**قولہ اَجَلْ** بفتح ہمزہ و جیم و سکون لام و جَيْرِ بفتح جیم و سکون یا و کسرہ را و اِنَّ بکسرہ ہمزہ و فتح نون مشددہ یہ تینوں خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں خواہ مثبت ہو یا منفی جیسے قَدْ جَاءَ زَيْدٌ (تحقیق زید آیا) کے جواب میں کہا جائے اَجَلْ یا جَيْرِ یا اِنَّ بمعنی (ہاں) یعنی زید آیا ہے اور جیسے لَمْ يَاْتِكَ زَيْدٌ یعنی تیرے پاس زید نہیں ہے کے جواب میں کہا جائے اَجَلْ یا جَيْرِ یا اِنَّ بمعنی ہاں یعنی (زید نہیں آیا ہے)

**قولہ حروف تفسیر الخ** جب کہ کلام میں ابہام اور پوشیدگی ہوتی ہے تو اس کی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس تفسیر کے لئے دو حرف ہیں اول کلمہ اَىْ (بفتح ہمزہ و سکون یا) یہ ہر مبہم چیز کی تفسیر کرتا ہے خواہ وہ مبہم مفرد ہو جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَىْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ (میرے پاس زید آیا یعنی ابو عبد اللہ) میں زید میں ابہام تھا نہ معلوم کون سا زید ہے جب اس کی تفسیر

كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّآ اِبْرَاهِيْمُ چہارم حروف مصدریہ وآں سہ ست مَا وَاَنْ وَاَنَّ مَا وَاَنْ در فعل روند تا فعل بمعنے مصدر باشد پنجم حروف تحضیض وآں چہار ست اَلَّا وَهَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْمَا ششم حروف توقع وآں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی وبرائے تقریب ماضی بحال ودر مضارع برائے تقلیل

کلمہ آں مختص ست جاں چیز یکہ در معنی قول باشد ۱۲

و اَنَّ مشدد دو در جملہ اسمیہ رود ۱۲

در لغت برانگیختن و در غلانیدن ۱۲

ابوعبداللہ کنیت سے کی گئی تو معلوم ہوگیا کہ اس زید سے مراد عبداللہ کا باپ ہے خواہ جملہ ہو جیسے قُطِعَ رِزْقُهٗ اَىْ مَاتَ (اس کا رزق منقطع ہوگیا) یعنی مرگیا مَاتَ پورے جملہ قُطِعَ رِزْقُهٗ کی تفسیر کررہا ہے دوم اَنْ یہ فعل بمعنی قول کے مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جیسے

**قولہ** كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ اس میں اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ تفسیر ہے نَادَيْنَاهُ کے مفعول مقدر کی. یعنی نَادَيْنَاهُ بَلَفْظِ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ (ہم نے اس کو آواز دی ایک لفظ کے ساتھ) وہ کیا ہے؟ يَا اِبْرَاهِيْمُ پس اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ تفسیر ہے نَادَيْنَاهُ کے مفعول مقدر کی اور نَادَيْنَاهُ معنیٔ قول پر مشتمل ہے۔ اس لئے کہ ندا بغیر قول کے نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ اس فعل کے مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جو بمعنی قول ہو لہٰذا یہ اس فعل کے مفعول کی تفسیر کے لیئے نہیں آئے گا جو یا تو صریحاً قول ہو یا قول کے معنی میں نہ ہو پس قُلْتُ اَنْ اِیْتِ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ فعل قُلْتُ صریح قول ہے۔

**قولہ** حروف مصدریہ جو حروف اپنے مدخول کو مصدر کی تاویل میں کردیتے ہیں پس مَا اور اَنْ بفتح ہمزہ و تخفیف نون دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے:

قولہ تعالٰی وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَىْ بِرُحْبِهَا (تنگ ہوگئی زمین ان کے اوپر باوجود کشادہ ہونے کے) اس میں جملہ فعلیہ رَحُبَتْ پر مَا داخل ہے اور اس نے اس کو تاویل میں مصدر کے کردیا جیسا کہ ہم نے اس کی تشریح بِرُحْبِهَا سے کردی ہے اور جیسے اَعْجَبَنِىْ اَنْ تَضْرِبَ اَىْ ضَرْبُكَ (تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے مارنے نے) اور اَنَّ (بفتح ہمزہ و نون مشددہ) جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کردیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِىْ اِنَّكَ قَائِمٌ اَىْ اَعْجَبَنِىْ قِيَامُكَ (تیرے قیام نے مجھ کو تعجب میں ڈالا)۔

**قولہ** حروف تحضیض بروزن تفعیل مصدر ہے بمعنی (برانگیختہ کرنا) جب یہ ماضی پر آتے ہیں تو توبیخ اور ملامت کا فائدہ دیتے ہیں جیسے اَلَا ضَرَبْتَ زَيْدًا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا) اور جیسے هَلَّا اَكْرَمْتَ زَيْدًا (تو نے زید کا اکرام کیوں نہیں کیا) اور جیسے لَوْلَا جِئْتَنِىْ (تو میرے پاس کیوں نہیں آیا) اور جیسے لَوْمَا اَكَلْتَ (تو نے کیوں نہیں کھایا) اور جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو ترغیب کا فائدہ دیتے ہیں جیسے هَلْ تَقْرَاُ فَتَكُوْنَ عَالِمًا (اور تو کیوں نہیں پڑھتا تاکہ عالم ہوجائے)۔

**قولہ** حروف توقع بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے بمعنی (امید رکھنا)۔

**قولہ** وآں قَدْ ست الخ کلمہ قد جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

۱۔ یہ کہ وہ تحقیق کا اور ماضی کو حال سے قریب کرنے کا فائدہ دیتے ہوئے توقع اور امید کا بھی فائدہ دے یعنی وہ اس امر کا بھی فائدہ دے کہ مخاطب صدور فعل کے خبر کی توقع اور امید رکھتا ہو جیسے تم اس شخص سے کہو جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہے قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ (تحقیق امیر سوار ہوگیا ہے) یعنی امیر کے سوار ہونے کی جو تم توقع رکھتے تھے وہ پوری ہوگئی۔ وہ امیر سوار ہوگیا ہے۔

ہفتم حروف استفہام وآں سہ است مَا و ہمزہ وَہَل ہشتم حروف ردع وآں کَلَّا ست بمعنی بازگردانیدن (یعنے زجر وتنبیہ از مضمون ما قبل ۱۲) وبمعنی حقّا نیز آمدہ است چوں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ نہم تنوین وآں پنج است تمکّن چوں زَیْدٌ (در جواب کسیکہ گوید فلاں یبغضک مثلاً ۱۲) وتنکیر چوں صَہٍ اَیْ اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا اَمَّا صَہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ وعوض چوں یَوْمَئِذٍ ومقابلہ چوں مُسْلِمَاتٌ

۲۔ یہ کہ وہ تحقیق اور تقریب مذکور کا فائدہ دیتے ہوئے توقع نہ دے جیسے تم اس شخص کو جو امیر کے سوار ہونے کی امید نہیں رکھتا ہے قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ کہو (تحقیق امیر سوار ہوگیا ہے) اور جب مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلْجَوَادُ قَدْ يَبْخَلُ (سخی کبھی بخل کرتا ہے) اور کبھی تحقیق کا جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ (تحقیق اللہ جانتا ہے)

قولہ حروفِ استفہام ازاستفہام باب استفعال سے مصدر ہے بمعنی (طلب فہم یعنی دریافت کرنا۔

قولہ مَا جیسے مَا اِسْمُكَ (تیرا کیا نام ہے)

قولہ ہمزہ وہل یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ اسمیہ ہو جیسے أَزَيْدٌ قَائِمٌ (کیا زید کھڑا ہے) وَهَلْ زَيْدٌ كَاتِبٌ (کیا زید کاتب ہے) خواہ فعلیہ ہو جیسے أَجَاءَ زَيْدٌ (کیا زید آیا ہے) اور هَلْ قَامَ عَمْرٌو (کیا عمرو کھڑا ہے)

قولہ حروف ردع از رَدْعٌ مصدر ہے بمعنی (جھڑکنا) یہ مضمون سابق سے جھڑکنے اور روکنے کے لئے آتا ہے جیسے تم زَيْدٌ يَبْغَضُكَ (زید تجھ سے دشمنی رکھتا ہے) کے جواب میں کہو كَلَّا بمعنی (ہرگز نہیں) یعنی ایسا نہیں ہے اور كَلَّا بمعنی حقّا بھی آیا ہے یعنی مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (تحقیق تم عنقریب جان لوگے)

قولہ تنوین یہ نَوَّنْتُهٗ (میں نے اس پر نون کو داخل کیا) کا مصدر ہے۔ اصطلاح میں اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو کلمہ کے آخر میں دو زیر، دو زبر یا دو پیش کے ادا کرنے سے بولنے میں آتا ہے اور لکھا نہیں جاتا اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو۔ پس مِنْ اور لَدُنْ اور لَمْ يَكُنْ کا نون خارج ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ خود کلمہ کے آخری حرف ہیں۔ اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہونے کی قید سے نون خفیفہ خارج ہوگیا۔

قولہ تمکّن وہ تنوین ہے جو اسم معرب کے آخر میں کلمہ کو منصرف ظاہر کرنے کے لئے آئے جیسے زَيْدٌ وَنَاصِرٌ۔

قولہ تنکیر وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ یہ اسماء افعال میں سماعی ہے جیسے صَهٍ (چپ رہ تو کوئی چپ رہنا کسی وقت میں) اور صَهْ بغیر تنوین کے بمعنی چپ رہ تو خاص چپ رہنا اس وقت میں)۔

قولہ عوض وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں آئے جیسے يَوْمَئِذٍ کہ اصل میں يَوْمَ اِذْ كَانَ كَذَا بمعنی (جس دن کہ ایسا ہوا) يَوْمَ مضاف ہے اِذْ کی طرف اور اِذْ مضاف ہے جملہ كَانَ كَذَا کی طرف تخفیف کی وجہ سے كَانَ كَذَا مضاف الیہ کو حذف کر دیا اور اس کے بدلہ اِذْ پر تنوین لے آئے تاکہ کلمہ ناقص نہ رہے۔ اسی طرح حِيْنَئِذٍ وَ سَاعَتَئِذٍ وعَامَئِذٍ ہیں۔

قولہ مقابلہ وہ تنوین ہے جو مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون مُسْلِمُوْنَ کے مقابلہ میں آتی ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ پس اس میں الف علامت جمع ہے جیسے جمع مذکر میں واؤ علامتِ جمع ہے اور (ت) تانیث کی۔ پس جمع مؤنث سالم میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو نون مُسْلِمُوْنَ کے مقابلہ میں ہو پس تنوین کو اس کے آخر میں زیادہ کر دیا۔

وترنم کہ در آخر ابیات باشد۔ شعر

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ٭ وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اے ملامت گر ۱۲

وتنوین ترنم در اسم وحرف وفعل رود امّا چہار اول خاص است باسم

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ وَاِضْرِبَنْ

یازدہم حروف زیادت وآں ہشت حرفست اِنْ وَاَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَکَاف وَبَا وَلَام چہار

**قولہ ترنم** یہ باب تفعل کا مصدر ہے بمعنی (گانے کی آواز نکالنا) وہ تنوین ہے جو ابیات اور مصاریع کے آخر میں تحسین صوت کے لئے آئے شعر مذکور میں تنوین ترنم عِتَابَنْ اور اَصَابَنْ میں ہے جو اصل میں عِتَابَ اور اَصَابَ تھے۔

**ترجمہ** عَاذِلُ اصل میں یَاعَاذِلَةُ تھا۔ بمعنی ملامت کرنے والی عورت حرفِ ندا کو حذف کر کے منادیٰ کو مرخم کر لیا۔ کم کر تو ملامت اور عتاب کو اے عاذلہ! اگر میں صواب کو پہنچوں تو تو کہہ کہ وہ صواب کو پہنچا یعنی انصاف کر) پہلی چاروں تنوینیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ تنوین، ترنم، اسم و فعل وحرف سب پر آتی ہے بلکہ معرف باللام پر بھی آتی ہے جیسے شعرِ مذکور میں ہے۔

**قولہ** درآخرِ فعل مضارع الخ نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ امر کے آخر میں اور مضارع کے آخر میں بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی پائے جائیں آتے ہیں جیسے جب کہ مضارع ضمن میں نہی اور استفہام اور تمنی اور عرض اور قسم کے پایا جائے پس یہ ماضی اور مضارع بمعنی حال کے آخر میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ نون تاکید طلب حصولِ شیء کی تاکید کے لئے آتا ہے اور طلب ان دونوں میں نہیں جیسے اِضْرِبَنَّ (تو ضرور مار) اور جیسے اِضْرِبَنْ (تو ضرور مار) اور جیسے لَاتَضْرِبَنْ (ہرگز مت مار تو) اور جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ (کیا تو ضرور مارے گا) اور جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ (کاش کہ تو ضرور مارے) اور جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَنَّ خَيْرًا (ضرور کیوں تو ہمارے پاس نازل نہیں ہوتا تاکہ تو خیر کو پہنچے) اور جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ (اللہ کی قسم میں البتہ ضرور ماروں گا)

**قولہ** حروفِ زیادت الخ چونکہ یہ حروف کلام میں زائد واقع ہوتے ہیں لہٰذا ان کا یہ نام رکھا گیا اور ان کے کلام میں زائد ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اگر ان کو کلام سے حذف کر دیا جاوے تو معنی میں کوئی خلل نہ آوے نہ یہ کہ وہ محض بے فائدہ ہیں۔ اس لئے کہ کلامِ عرب میں ان کے فوائد ہیں۔ مثلاً لفظ کی تزئین اور وزن شعر کی استقامت وغیرہ اور نیز یہ کہ یہ ہر جگہ زائد نہیں ہوتے بلکہ بعض بعض مواضع میں زائد ہوتے ہیں۔

**قولہ** اِنْ بکسرۂ ہمزہ وسکونِ نون یہ اکثر مَا نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور نفی کی تاکید کے واسطے آتا ہے۔ جیسے مَا اِنْ رَاَيْتُ زَيْدًا اَیْ مَا رَاَيْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نہیں دیکھا) اور اَنْ بفتح ہمزہ وسکون نون یہ اکثر لَمَّا کے ساتھ زائد آتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ (جبکہ خوشخبری دینے والا آیا) اور مَا ہمیشہ اِذَا اور مَتٰی اور اَیْ اور اَيْنَ اور اِنْ کے ساتھ جبکہ یہ سب شرطیہ ہوں زائد ہوتا ہے جیسے اِذَا مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ بمعنی اِذَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ (جب تو نکلے گا میں نکلوں گا) اور مَتٰی مَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جس وقت تو جائے گا میں جاؤں گا) اور جیسے اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی (خدا کے ناموں میں سے جس کو بھی تم پکارو پس واسطے اللہ کے اچھے نام ہیں) حُسْنٰی یہ اَحْسَنُ کا مؤنث ہے اور جیسے اَيْنَ مَا

آخر در حروف جر یاد کردہ شد دوازدہم حروف شرط و آں دو است اَمَّا و لَوْ ۔ اما برائے تفسیر و فا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ و لَوْ برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا سیزدہم لَوْلَا و او موضوع ست برائے انتفائے ثانی بسببِ وجودِ اول چوں

تَجْلِسْ اَجْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اور اِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا (اگر تم انسانوں میں سے کسی کو دیکھو) یہ اِمَّا اصل میں اِنْ مَا تھا اور لَا نفی کے بعد واو عاطفہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے مَاجَاءَنِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو (میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو) اور لفظ اُقْسِمُ سے پہلے بھی زائد ہوتا ہے جیسے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ اَيْ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں) اور مِنْ اور کَافْ اور با اور لام از روئے معنی زائد ہوتے ہیں لیکن ان کو حروفِ غیر عاملہ میں شمار کرنے کی وجہ فہم ناقص میں نہیں آتی ۔ کیونکہ یہ جب زائد ہوتے ہیں تو اس وقت بھی عمل کرتے ہیں جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (اس میں مثل پر جو کاف جارہ ہے زائد ہے حالانکہ اس نے مثل کو جر دیا ہے اس کی (یعنی اللہ کی) مثل کوئی چیز نہیں ہے) مِنْ کلامِ غیر موجب میں زائد ہوتا ہے جیسے مَاجَاءَنِيْ مِنْ اَحَدٍ اَيْ مَاجَاءَنِيْ اَحَدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا) کلامِ غیر موجب وہ ہے جس میں نفی یا نہی یا استفہام ہو اور بَ لَيْسَ اور مَا نافیہ کی خبر میں اور استفہام بِهَلْ کی خبر میں زائد ہوتی ہے جیسے لَيْسَ زَيْدٌ بِقَائِمٍ (زید کھڑا نہیں ہے) اور جیسے مَا زَيْدٌ بِكَاتِبٍ (زید کاتب نہیں ہے) اور جیسے هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ (کیا زید کھڑا ہے) اور لام جیسے رَدِفَ لَكُمْ اَيْ رَدِفَكُمْ (وہ تمہارے پیچھے ہوا) اس میں لام اس وجہ سے زائد ہے کہ رَدِفَ متعدی بنفسہٖ ہے ۔

**قولہ اَمَّا** بفتح ہمزہ و تشدید میم یہ اس چیز کی تفصیل اور تفسیر کے لئے آتا ہے جس کو متکلم نے مجملاً ذکر کیا ہے اور اس کے جواب یعنی جزاء میں فَا کا آنا ضروری ہے جیسے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ الآیۃ پس بعض ان میں سے شقی ہیں اور بعض سعید لیکن جو شقی ہیں پس وہ آگ میں داخل ہوں گے اور لیکن جو سعید ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے ۔ اس مثال میں شقی اور سعید مجملاً تھے شَقِيٌّ کی تفسیر فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ ہے اور سَعِيْدٌ کی تفسیر اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ ہے ۔ پہلا اَمَّا کا جواب فَفِي النَّارِ ہے اور اس میں بھی فَا آئی ہے اور دوسرے اَمَّا جواب فَفِي الْجَنَّةِ ہے اور اس میں بھی فَا آئی ہے اور اَمَّا استینافیہ بھی آتا ہے یعنی اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہوتا جیسا کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ اس میں اَمَّا استینافیہ ہے کہ اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہے جس کی یہ تفسیر واقع ہوتا ۔

**قولہ لَوْ** یہ ماضی کے واسطے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو ۔ یعنی ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر دونوں صورتوں میں اس کا مدخول بمعنی ماضی ہوتا ہے جیسے لَوْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور جیسے لَوْ تَضْرِبُ اَضْرِبُ دونوں کے معنی (اگر تو مارتا تو میں مارتا) اس کے علاوہ جو لَوْ کے معنی مصنفؒ نے کئے ہیں کہ دوسرے (یعنی جزا کا منتفی ہونا) بسبب منتفی ہونے اول (یعنی

---

ے مصنفؒ نے اسکو قولِ باری تعالیٰ فرمایا ہے اس میں تسامح ہے کیونکہ قرآن شریف میں آیت اسطرح نہیں ہے جیسے مصنفؒ نے نقل کی ہے ۔ درمیان میں بہت کچھ چھوڑ دیا ہے ۔

لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو پانزدہم مَا بمعنی مادام چوں أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيْرُ شانزدہم حروف عطف و آں دہ ست
وَ اَوْ وَ فَا وَ ثُمَّ وَ حَتّٰى وَ اَمَّا وَ اَوْ وَ اَمْ وَ لَا وَ بَلْ وَ لٰكِنْ

برائے جمع بلحاظ ترتیب بے مہلت ۱۲ — برائے ترتیب و مہلت

شرط کے یہ اس کے معنی مشہور ہیں جیسے لَوْ جِئْتَنِيْ لَاَكْرَمْتُكَ (اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرا اکرام کرتا۔ چونکہ تو نہیں آیا لہٰذا میں نے تیرا اکرام نہیں کیا) پس اس میں انتفاء شرط یعنی نہ آنے کے سبب سے اکرام نہیں ہوا۔ البتہ مصنفؒ نے جو مثال لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کئی معبود ہوتے تو یہ دونوں ضرور فاسد ہو جاتے) لَوْ کے اس معنی کے لئے بیان کی ہے شارح جامیؒ اس معنی پر اس مثال کو چسپاں نہیں بتلاتے بلکہ لکھا ہے کہ تعددِ الٰہہ کو فسادِ عالم لازم ہے اور جب لازم منتفی ہے تو ملزوم بھی منتفی ہے یعنی جب فسادِ عالم نہیں ہے تو تعدد الٰہہ بھی نہیں ہے اور مصنفؒ کی اس مثال کے یہ معنی لو کے بیان کردہ معنی کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ اس مثال میں ثانی یعنی جزاء جو فسادِ عالم ہے کے انتفاء کے سبب سے اول یعنی شرط (جو تعدد الٰہہ ہے) بھی منتفی ہے اور حروفِ شرط میں سے اِنْ بھی ہے لیکن مصنفؒ نے اس کو یہاں ذکر نہیں فرمایا۔

**قولہ** لَوْلَا یہ ہے واسطے منتفی ہونے جملہ ثانیہ کے بسبب پائے جانے جملہ اولیٰ کے جیسے لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ بیان کیا گیا کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک حاملہ عورت کو جس نے زنا کیا تھا رجم کا حکم دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حاملہ عورت کا رجم اس کے وضع حمل کے بعد ہوتا ہے۔ پس حضرت عمرؓ کی زبانِ مبارک سے یہ جملہ نکلا کہ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتے) چونکہ علی موجود تھے لہٰذا عمر ہلاک نہیں ہوئے۔ وجودِ علیؓ سبب ہوا منتفی ہونے ہلاک عمرؓ کا اور لَوْلَا تحضیض کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ حروفِ تحضیض میں گزر چکا۔

**قولہ** لام مفتوحہ اور لام مفتوحہ معنی جملہ کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ اسم اور فعل دونوں پر آتا ہے اور اس کو لام ابتدا کہتے ہیں جیسے لَزَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (البتہ زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس مثال میں لَزَيْدٌ لام مفتوحہ تاکید کے لئے آیا ہے اور جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ (تحقیق زید البتہ کھڑا ہے) اور جیسے اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (تحقیق تیرا رب البتہ ان کے درمیان حکم کرے گا۔ اس میں لَيَحْكُمُ فعل پر لام مفتوحہ تاکید کیلئے ہے۔

**قولہ** ما بمعنی مادام الخ بمعنی مادام آتا ہے بمعنی (جب تک) جیسے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ اس مثال میں ما بمعنی مادام ہے۔ (میں کھڑا ہوں گا جب تک امیر بیٹھا ہوا ہے) جاننا چاہیئے کہ ما دو قِسم پر ہے اسمیہ اور حرفیہ اور ما اسمیہ تین قسم پر ہوتا ہے۔

موصولہ، موصوفہ اور شرطیہ اور ما حرفیہ بھی تین قسم پر ہوتا ہے۔

نافیہ اور کافیہ جیسے اِنَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ (تحقیق زید کھڑا ہے) اس میں ما کافہ ہے اور کافہ اسم فاعل ہے بمعنی (روکنے والی) چونکہ یہ ما جب حروفِ مشبہ بفعل کے ساتھ لاحق ہوتا ہے تو ان کو عمل سے روک دیتا ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا اور ما بمعنی مادام جیسا کہ گزر چکا۔

**قولہ** حروف عطف الخ و بمعنی (اور) جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمرو آئے) فَ بمعنی (پھر) جیسے قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو (کھڑا ہوا زید پھر عمرو) ثُمَّ بمعنی (پھر) جیسے دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (داخل ہوا زید پھر عمرو) حَتّٰى بمعنی (یہاں تک) جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ

(حاجی آگئے یہاں تک کہ پیادے) اِمّا و اَوْ و اَمْ بمعنی (یا) جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ (عدد یا زوج ہے یا فرد) جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا یا عمرو) أَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو (زید تیرے پاس ہے یا عمرو) اَمْ کے دوسرے معنی (بل کہ کیا) تم دُور سے کوئی رُیوڑ دیکھ کر کہو کہ اِنَّهَا اِبِلٌ (تحقیق وہ اونٹ ہیں) پھر تم کو شک ہوا تو تم نے کہا اَمْ هِیَ شَاۃٌ (بلکہ کیا وہ بکریاں ہیں) لا بمعنی (نہ) جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا نہ عمرو) بَلْ بمعنی (بلکہ) جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو آیا) لٰكِنْ بمعنی لیکن جیسے مَا جَاءَ نِیْ زَیْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو جَاءَ (میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو آیا) ۔

(۵) حروف عطف مشہور اند یعنی واؤ و فا ثُمَّ حَتّٰی واَوْ و اِمَّا و اَمْ و بَلْ و لٰكِن و لَا ان کی مفصل بحث کتب مطولات میں ملے گی۔ ان مثالوں میں حروف غیر عاملہ کی قسمیں بتاؤ اور ان کا ترجمہ اور ترکیب کرو

هَلْ اَنْتُمْ سَائِرُوْنَ۔ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰی۔ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اَیْ اَبُوْ خَالِدٍ۔ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ۔ أَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔ رَاَیْتُ زَیْدًا ثُمَّ عَمْرًوا۔ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ۔ اَمَّا زَیْدٌ كَاتِبٌ۔ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ۔ لَزَیْدٌ اَشْعَرُ مِنْ خَالِدٍ۔ لَوْ لَا زَیْدٌ لَذَهَبَ خَالِدٌ۔ لَوْ كَانَ زَیْدٌ فِی الدَّارِ لَاَكَلَ۔ اَجَاءَ زَیْدٌ۔ قَالُوْا نَعَمْ۔ هَلْ تُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِهَا۔ اِضْرِبْ مَا قَامَ زَیْدٌ۔

---

# تمّت

# چوں بحث مُستثنیٰ در کتاب نحو میر

برائے

# فائدہ طُلّاب افزُودہ شُد

بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلّا واخواتِ آں یعنی غیر وسوی وسواء وحاشا وخلا عدا وماخلا وماعدا ولیس ولایکون تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وی وآں بر دو قسم است متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلّا واخواتِ وی مثل جاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجیئ خارج کردہ شد ومنقطع آں باشد کہ مذکور بعد الا واخوات وی وخارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کہ حمار در قوم داخل نبود

## بحث مستثنیٰ

مستثنیٰ بابِ استفعال سے اسم مفعول ہے۔ لغت میں معنی (بروں کردہ شد) مادہ ثنیٌ ہے۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو اِلّا یا اس جیسے الفاظ یعنی غیر اور سوے اور سواء اور حاشا اور خلا اور ماعدا اور ماخلا اور لیس اور لَایکون) کے بعد ماقبل کے حکم سے نکالنے کے لیئے مذکور ہو جیسے جاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی مگر زید یعنی زید نہیں آیا) اس مثال میں اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ ہے۔ یعنی وہ جس سے کوئی چیز الگ کی گئی ہو اور زَیْدٌ مستثنیٰ ہے جو اِلّا کے بعد مذکور ہے اور اس سے قبل جو آنے کا حکم قوم پر لگایا گیا ہے اس سے نکالا گیا ہے۔ پس قوم پر آنے کا حکم ہے اور زید پر نہ آنے کا۔ اور مستثنیٰ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع مستثنیٰ متصل وہ ہے جو اِلّا یا اس کے ہم معنی الفاظ کے ذریعہ شیءِ متعدد سے نکالا گیا ہو یعنی مستثنیٰ استثناء سے پہلے مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور پھر اِلّا یا اس کے ہم معنی الفاظ سے اس حکم سے مستثنیٰ منہ پر ہو اس سے نکالا گیا ہو) جیسے مثالِ مذکور میں مستثنیٰ متصل ہے اور قوم مستثنیٰ منہ متعدد الافراد ہے استثناء سے پیشتر زید قوم میں داخل تھا لیکن استثناء کے بعد آنے کے حکم سے قوم سے الگ ہو گیا اور مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو اِلّا یا اس کے ہم معنی الفاظ کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے نہ نکالا گیا ہو۔ اس لیئے کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہے جیسے جاءَنِی

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد اِلا در کلام موجب واقع شود۔ پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی القَومُ اِلَّا زَیدًا و کلام موجب آنکہ دراں نفی ونہی واستفہام نباشد وہم چنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیدًا اَحَدٌ و مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد مَا خَلَا و مَا عَدَا و لَیسَ و لَا یَکُونُ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی القَومُ خَلَا زَیدًا و عَدَا زَیدًا

القَومُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا یعنی گدھا نہیں آیا) اس میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو قوم میں داخل ہی نہیں ہے۔ اس لیئے کہ وہ افرادِ قوم سے نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس کا مستثنیٰ منہ سے نکالا جانا مقصود ہو۔

جاننا چاہیئے کہ مستثنیٰ کی یہ دو قسمیں مستثنیٰ کے مستثنیٰ منہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ہیں اور اس اعتبار سے کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ مذکور ہے یا نہیں۔ مستثنیٰ کی پھر دو قسمیں ہیں مفرغ اور غیر مفرغ۔

مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور مُفَرَّغ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی (فارغ کیا ہوا) مصدر تفریغ ہے بمعنی فارغ کرنا جو عامل مستثنیٰ کی وجہ سے مستثنیٰ منہ سے فارغ ہو گیا ہے۔ لہٰذا یعنی اس وجہ سے کہ عامل مستثنیٰ میں عمل کرنے کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں بوجہ اس کے حذف ہونے کے عمل کرنے سے فارغ ہو گیا ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا ہے اور مفرغ سے مراد مفرغ لہ ہے۔ پس عامل مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ لہ۔

اور غیر مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو۔ اسی طرح جس کلام میں استثنیٰ موجود ہو وہ بھی دو قسم پر ہے۔

کلام موجب جس میں نفی نہی اور استفہام نہ ہو۔

کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی نہی یا استفہام ہو۔

**اقسام اعراب مستثنیٰ**: مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے،

اول اگر مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی القَومُ اِلَّا زَیدًا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زَیدٌ مستثنیٰ متصل ہے جو الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہوا ہے لہٰذا منصوب ہے اور مستثنیٰ منقطع اِلَّا کے بعد کلام موجب ہو یا غیر موجب میں ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی القَومُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا) اور جیسے مَا جَاءَنِی القَومُ اِلَّا حِمَارًا (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گدھا آیا) اسی طرح مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو خواہ مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع کلام موجب میں ہو یا غیر موجب میں جیسے جَاءَنِی اِلَّا زَیدًا القَومُ (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زَیدًا مستثنیٰ متصل ہے جو مستثنیٰ منہ القَومُ پر مقدم ہے اور کلام موجب میں ہے اور جیسے جَاءَنِی اِلَّا زَیدًا اَحَدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید آیا) اس میں زَیدًا مستثنیٰ متصل ہے جو اَحَدٌ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں واقع ہے اور جیسے جَاءَنِی اِلَّا الحِمَارًا القَومُ (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا) اس میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو مستثنیٰ منہ القَومُ پر مقدم ہے اور کلام موجب میں ہے۔ اور جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا الحِمَارًا القَومُ (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گدھا آیا) اس میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے جو مستثنیٰ

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس دراں دو وجہ
روا است یکے آن کہ منصوب باشد بر سبیل استثناء دیگر آں کہ بدل باشد از ماقبل خویش چوں
مَا جَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا و اِلَّا زَیْدٌ سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ
مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا دریں صورت بحسب
عوامل مختلف باشد مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ و مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا و مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ

منہ اَلْقَوْمُ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں ہے اور اگر مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اسلئے کہ یہ دونوں فعل ماضی ہیں پہلا خَلَا یَخْلُوْ خُلُوًّا بمعنی جاوز سے ہے (تجاوز کرنا) اور دوسرا عَدَا یَعْدُوْ عَدْوًا بمعنی جاوز سے (تجاوز کرنا) پس انکے بعد مستثنیٰ بناء بر مفعول بہ منصوب ہوگا اور ان کا فاعل ان میں ضمیر مستتر ہوگی جو فعل مقدم کے مصدر کی طرف لوٹے گی اور خود خَلَا اور عَدَا اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا اَیْ خَلَا مَجِیْئُھُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی دراں حالیکہ اس کا آنا زید سے متجاوز تھا) اور بعض علماء کے مذہب پر یہ حروف جر ہیں اور ان کا مابعد مجرور ہوتا ہے اور مستثنیٰ مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ پہلے دونوں کے بعد مستثنیٰ کو نصب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان سے پیشتر مَا مصدریہ ہے اور وہ فعل کے ساتھ خاص ہے لہذا یہ دونوں فعل ہوں گے اور ان کا مابعد بنا بر مفعول بہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَیْدًا و مَا عَدَا زَیْدًا اَیْ خُلُوْ زَیْدٍ وَعَدْوَ زَیْدٍ (اور یہ خود دونوں بتقدیر مضاف منصوب بظرفیت ہوں گے یعنی جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ وَقْتَ خُلُوِّھِمْ مِنْ زَیْدٍ وَوَقْتَ عَدْوِھِمْ مِنْ زَیْدٍ اور لَیْسَ لَا یَکُوْنُ کے بعد مستثنیٰ کو نصب اسی لئے ہے کہ یہ دونوں افعال ناقصہ سے ہیں اور ان کا فاعل ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جو فعل کے اسم فاعل کی طرف لوٹتی ہے اور ان کا مابعد ان کی خبر ہونے کی بناء پر منصوب ہوگا اور یہ خود دونوں مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا اَیْ جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ الْجَاءِیْ مِنْھُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی دراں حالیکہ ان میں سے زید آنے والا نہ تھا) اور جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ زَیْدًا اَیْ جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ الْجَاءِیْ مِنْھُمْ زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی دراں حالیکہ ان میں سے زید آنے والا نہیں تھا)

دوم اگر مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں ایک نصب بنا بر استثناء دوسرے مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے بدل البعض قرار دینا جیسے مَا جَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَ اِلَّا زَیْدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید آیا) اس میں زَیْدًا مستثنیٰ متصل ہے جو اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ اَحَدٌ بھی مذکور ہے پس اس وقت زَیْدًا کو نصب بناء بر استثناء اور اَحَدٌ سے بدل البعض قرار دیکر رفع دینا دونوں جائز ہیں۔

سوم اگر مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی اسکا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے موافق ہوگا پس اگر عامل رفع کو مقتضی ہے تو اِلَّا کے کا مابعد مرفوع ہوگا جیسے مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ اس میں جَاءَ فعل بنا بر زید کے

چہارم آنکہ مستثنٰی بعد لفظ غَیرِ وَسِوٰی وَسِوَآءَ واقع شود پس مستثنٰی را مجرور خوانند و بعد حَاشَا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضے نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جَاءَنِی الْقَومُ غَیرَ زَیْدٍ سِوٰی زَیْدٍ وَسِوَآءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ وبدانکہ اعراب لفظ غَیرَ مثل اعراب مستثنٰی بالا باشد در جمیع صورت ہائے مذکورہ چنانکہ گوئی جَاءَنِی الْقَومُ غَیرَ زَیْدٍ وَغَیرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِی غَیرَ زَیْدٍ الْقَومُ وَمَا جَاءَنِی اَحَدٌ غَیرَ زَیْدٍ وَغَیرُ زَیْدٍ وَمَا جَاءَنِی غَیرُ زَیْدٍ وَمَا رَاَیتُ غَیرَ زَیْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَیرِ زَیْدٍ وبدانکہ لفظ غیر موضوع ست برائے صفت گاد برائے استثناء آید چنانکہ اِلَّا برائے استثناء موضوع ست وگاہ در صفت مستعمل شود نحو قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَیرُ اللّٰهِ وہم چنیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

رفع کو مقتضی ہے لہٰذا زَیْدٌ کو بنا بر فاعلیت رفع ہوگا ور اگر نصب کو مقتضی ہے تو مستثنٰی منصوب ہوگا جیسے مَا رَاَیتُ اِلَّا زَیْدًا اس میں رَاَیتُ فعل زید کے نصب کو مقتضی ہے لہٰذا زَیْدًا پر بنا بر مفعولیت نصب ہوگا اور اگر وہ جر کو مقتضی ہے تو مستثنٰی مجرور ہوگا جیسے مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ اس میں حرف جار زَیْدٍ کے جر کو مقتضی ہے لہٰذا وہ مجرور ہوگا۔

چہارم اگر مستثنٰی لفظ غَیرَ اور سوی اور سواء کے بعد واقع ہو تو وہ مجرور ہوتا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک لفظ حَاشَا کے بعد بھی مجرور ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ یہ ان کے اکثر استعمالات میں حرفِ جر ہے جیسے جَاءَنِی الْقَومُ غَیرَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ (میرے پاس زید کے علاوہ زید کے سوا تمام قوم آئی اور بعض علماء کے نزدیک حَاشَا کے بعد مستثنٰی کو بنا بر مفعول بہ منصوب کرنا بھی جائز ہے اس لئے کہ وہ فعل متعدی ہے جیسے جَاءَنِی الْقَومُ حَاشَا زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی درآں حالیکہ وہ زید سے علیٰحدہ تھی۔

جاننا چاہیئے کہ خود لفظ غیر کا اعراب تمام صورت ہائے مذکورہ میں جب کہ وہ استثناء میں مستعمل ہو (نہ کہ صفت میں اس لیئے کہ وہ اس وقت موصوف کے اعراب کے ساتھ معرب ہوگا) مستثنٰی بالّا کے اعراب کے موافق ہوگا جس کی تفصیل گزر چکی۔ گویا کہ لفظ غیر نے اِلَّا کے مابعد کو مجرور کر کے اس کے اعراب کو خود قبول کر لیا ہے جیسے جَاءَنِی الْقَومُ غَیرَ زَیْدٍ وَمَا جَاءَنِی غَیرَ زَیْدٍ اَحَدٌ وَمَا جَاءَنِی اَحَدٌ غَیرَ حِمَارٍ (تمام نصب غیر کے ساتھ) وَمَا جَاءَنِی اَحَدٌ غَیرَ زَیْدٍ بنصب غیر (بنا بر استثناء و برفع بنا بر بدل) وَمَا جَاءَنِی غَیرُ زَیْدٍ وَمَا رَاَیتُ غَیرَ زَیْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَیرِ زَیْدٍ (ان تینوں میں غیر کا اعراب بحسب عوامل ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ غیر اصل میں صفت کے لئے موضوع ہے اور اس کو غیر وصفی کہتے ہیں جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ غَیرُ زَیْدٍ (میرے پاس ایک مرد آیا جو زید کے سوا تھا) اس میں غَیرُ زَیْدٍ مرکب اضافی ہو کر رَجُلٌ کی صفت ہے لیکن کبھی غَیرَ کو لفظ اِلَّا پر محمول کر کے استثناء میں استعمال کر لیتے ہیں اور اس کو غیر استثنائی کہتے ہیں جیسا کہ گزر چکا اور اِلَّا اصل میں استثناء کے لیئے موضوع ہے جیسا کہ گزر چکا اور کبھی اِلَّا کو غیر پر محمول کر کے صفت میں ہی استعمال کر لیتے ہیں اور اس وقت غیر کا اعراب اِلَّا کے بعد کو دے دیا جاتا ہے جیسے قولہ لَوْ کَانَ فِیهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اس مثال میں اِلَّا بمعنی غیر ہے اور اٰلِهَة کی صفت ہے اور چونکہ اِلَّا حرف ہونے کی وجہ سے اعراب کے قابل نہیں ہے لہٰذا وہ اعراب جس کا لفظ غیر مستحق تھا اِلَّا کے مابعد کو دے دیا۔

## تَمَّتْ بِالْخَیرِ

# طالبِ علموں کے لیئے علمی سوال و جواب

**سوال**: حامد (خالد سے مخاطب ہوکر) برادر جان برابر! بتلائیے تو سہی جملہ اَنَّ زَیْدٌ کَرِیْمٍ آپ کے نزدیک قواعدِ نحو و صرف کے مطابق صحیح ہے یا غلط؟ مجھے تو بظاہر غلط ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں چند خرابیاں ہیں۔

۱۔ ابتداءِ جملہ میں اَنَّ بالکسر ہونا چاہیئے۔
۲۔ اَنَّ کا اسم منصوب ہوا کرتا ہے۔
۳۔ خبرِ اَنَّ کو رفع ہوا کرتا ہے۔

اور یہ سب امور اس جملہ میں مفقود ہیں۔ فعدم صحتہا اظہر من الشمس۔

**جواب**: جنابِ عالی! آپ نے جو کچھ اشکالات وارد کیئے وہ سب برمحل اور ان کا تخیل مجیب کے لیئے یقیناً ہمت شکن ہے لیکن آپ جانیئے کہ ؎

ہر کجا مشکل جواب آں جارود
ہر کجا پستی ست آب آنجا رود

تتبع لغت اور غور عمیق کے بعد اس کا جواب یوں سمجھ میں آیا کہ درحقیقت یہ جملہ فعلیہ ہے اَنَّ حروف مشبہ بالفعل میں سے نہیں ہے بلکہ ماضی کا صیغہ ہے جَنَّ کے وزن پر (مضاعف ثلاثی) اَنِیْنٌ سے ماخوذ ہے بمعنی (رونا) زَیْدٌ اس کا فاعل ہے۔ کَرِیْمٍ یہ لفظ مفرد نہیں جو محلِ اشتباہ ہے بلکہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور لفظ رِیْمٍ سے جس کے معنی ہرن کے بچہ کے ہیں۔ ترجمہ: رویا زید مثل ہرن کے بچہ کے۔

**سوال**: حامد! آج میں نے مدرسہ میں ایک عجیب و غریب جملہ سنا جس کو میرے تمام ہم سبق یقین کے ساتھ صحیح بتلاتے تھے اور مجھے اس کی صحت کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے قَدَّ مَتْنِیْ زَیْدٌ فِی الْمِحْرَابِ وجہ اشکال یہ ہے کہ قَدَّمَتْنِیْ کا فاعل اگر زَیْدٌ ہے تو فعل مؤنث کیسے لایا گیا اور اگر زَیْدٌ نہیں تو اس کا فاعل کہاں ہے اور پھر زَیْدٌ ترکیب میں کیا واقع ہوگا۔ اگر آپ کا ذہن رسائی کرے تو میرے اس اشکال کو حل کر دیں۔ آپ کا بڑا کرم ہوگا۔ وَاَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ۔

**جواب**: خالد! لیجئے، ابھی عرض کرتا ہوں۔ مَامِنْ اَشْکَالٍ اِلَّا وَلَہٗ جَوَابٌ یہ جملہ بالکل صحیح ہے۔ منشاءِ شبہ یہ ہے کہ آپ نے اسکو تقدیم سے مشتق سمجھا لَیْسَ الْاَمْرُ کَذٰلِكَ بلکہ درحقیقت یہ دو لفظ ہیں قَدَّ علیٰ زِنَۃ مَدَّ صیغہ ماضی ہے بمعنی (پھاڑا) زَیْدٌ اس کا فاعل مَتْنِیْ مرکب اضافی مفعول مقدم مَتْن بمعنی پیٹھ۔ ترجمہ: پھاڑا زید نے میری پیٹھ کو محراب میں۔

**سوال**: حامد! (میرے بھائی) اگر تم نے جملہ لَا تُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ کا کوئی ایسا محمل بتلا دیا جو حکمِ شرعی کے بھی خلاف نہ ہو اور معنی بھی درست ہو جاویں تو تامدت العمر میں تمہارا رہینِ منت اور تہہ دل سے شکر گزار رہوں گا۔ میرا تخیل کہتا ہے کہ یہ جملہ قطعاً غلط ہوگا۔ کیونکہ بظاہر آیت یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ (ای النبی) کے خلاف ہے، قطع نظر اس سے نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا تو ایک محمود بلکہ ضروری امر ہے فکیف النہی عنہ۔

**جواب**: خالد ٹھہر جاؤ! میں ذرا لغت دیکھ لوں (تھوڑی دیر کے بعد) شکر ہے اپنے مالک کا جو حل المشکلات ہے، لو! اس کا بھی حل نکل آیا (نبی) کے معنی مرتفع مکان اور طریق واضح کے بھی آتے ہیں۔ ترجمہ: راستہ (راہ گزر) پر نماز مت پڑھا کرو۔ کیونکہ گزرنے والوں کو اس سے تکلیف ہوگی۔